17061

اللّٰھمّ اغفر لأھل بقیع الغرقد

صحیح مسلم

بقیع الغرقد

المعروف جنت البقیع

اہلبیت عظام، صحابہ و تابعین کرام رضی اللہ عنہم کی قبور کی تصاویر اور تاریخ

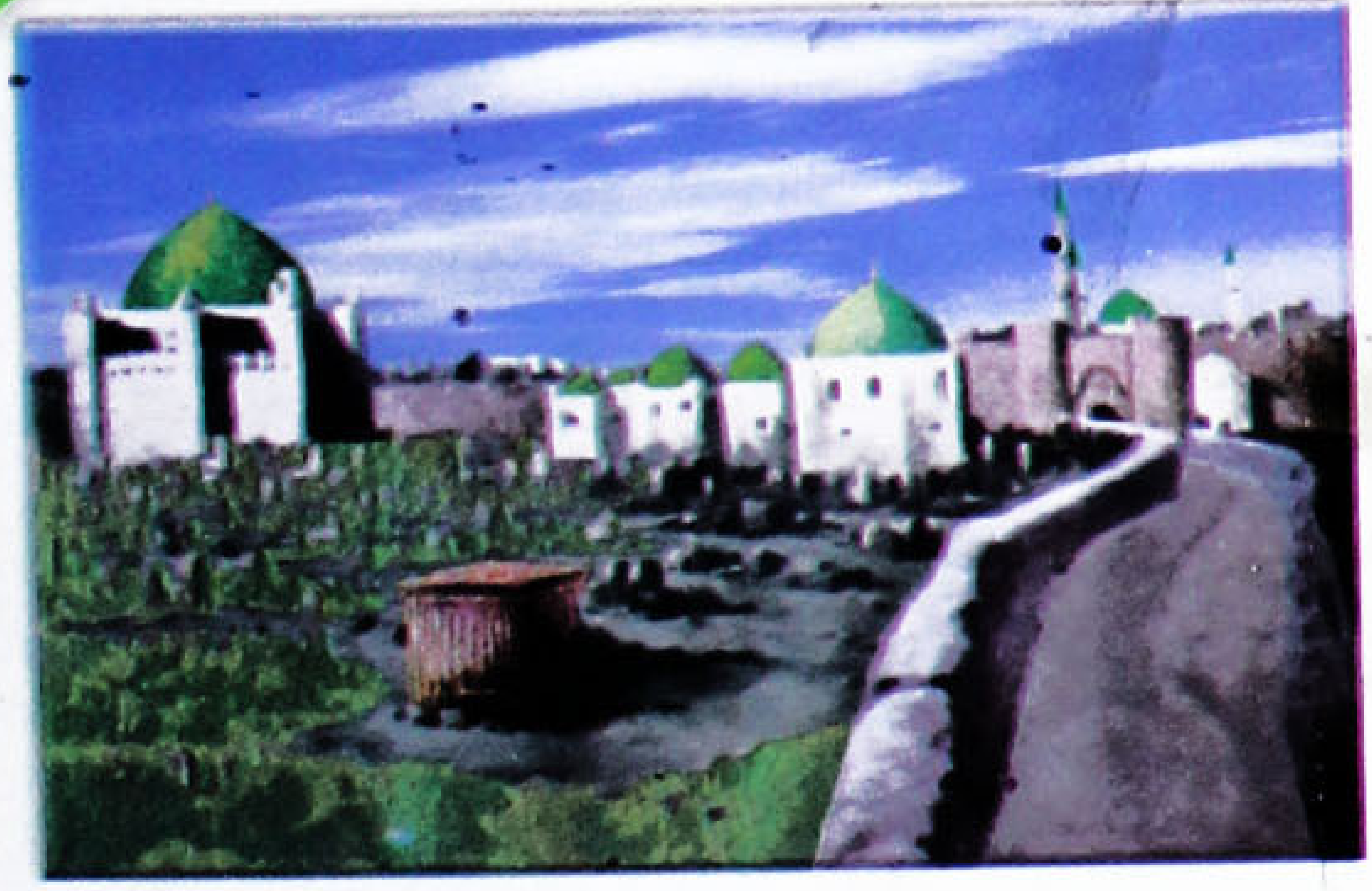

مؤلفین

انجینئر حاتم عمر طٰہٰ
ڈاکٹر محمد انور بکری

مترجم

محمد عابد عمران انجم مدنی فاضل جیرہ شریف

کرمانوالہ بک شاپ

اللّٰھم اغفر لأھل بقیع الغرقد

(صحیح مسلم)

بقیع الغرقد المعروف

جنت البقیع

اہل بیت عظام، صحابہ و تابعین کرام رضی اللہ عنہم کی قبور کی تصاویر سے مزین

مؤلفین

■ انجینئر حاتم عمر طٰہٰ ■ ڈاکٹر محمد انور بکری

مترجم

محمد عابد عمران انجم مدنی فاضل بھیرہ شریف

کرمانوالہ بک شاپ

Ph: 042 7249 515

Marfat.com

بفیضانِ کرم

حضرت سید السادات پیر محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرماں والے — آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑہ

84747

شمیم باغ ولایت
● حضرت سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مظہر پدر طریقت
● حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

● حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

● حضرت پیر سید صمصام شاہ بخاری مدظلہ العالی

زیرِ نگرانی

سید پیر طیب علی شاہ بخاری

سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف

ترتیب

حاجی انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

زیرِ اہتمام
سمیع اللہ برکت

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت مارچ 2008 — قیمت 180 روپے

Marfat.com

فہرست

انتساب	6
اظہارِ تشکر	7
عرضِ مترجم	8
مقدمہ	10
حصہ اول: جنت البقیع کے متعلق تاریخی اور عام معلومات	13
تسمیہ و تعریف	14
موقع و مساحت	16
اضافہ از مترجم	19
زیارتِ قبور اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ عمل	25
جنت البقیع، اس کی زیارت اور اس میں مدفون شخص کے فضائل	31
1-مدینہ منورہ میں مرنے والے کیلئے شہادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	31
2-دعاء و استغفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	31
3-سب سے پہلے حشر	33
4-قیامت کے دن مامون	33
5-چہرے چودھویں کے چاند اور جنت میں بلا حساب داخلہ	34
6-اہلِ بیت اور صحابہ کرام کا مدفن مقدس	35
مہاجرین میں سے جنت البقیع کے پہلے مدفون	35
انصار میں سے جنت البقیع کے پہلے مدفون	38

Marfat.com

۞	دورِ حاضر میں جنت البقیع کے اہم مقامات	39
۞	جنت البقیع میں موجود مشہور قبریں	43
۞	1-رسول کریم ﷺ کی صاحبزادیوں کی قبور	43
۞	2- قبور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم	44
۞	(i) سیدہ فاطمہ بنت رسول ﷺ	44
۞	3-امہات المومنین ازواج رسول ﷺ کی قبور	48
۞	4- حضرت عقیل بن ابی طالب اور آل ہاشم میں سے آپکے ساتھیوں کی قبور	48
۞	5-امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کی قبور	50
۞	6- حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کی قبور	50
۞	7-مدفن شہدائے حرہ رضی اللہ عنہم	55
۞	8-خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر انور	56
۞	9- حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر	57
۞	10- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی قبر	61
۞	11- سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی قبر	62
۞	12- حضرت اسماعیل بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر	62
۞	13-رسول کریم ﷺ کی پھوپھیوں رضی اللہ عنہن کی قبور	63
حصہ دوئم	اعمالِ صالحہ اور ان کا ثواب مُردوں کو ایصال کرنا	65
۞	مقدمہ حصہ دوم	66
اول:	صدقہ	78
۞	وہ اعمال جن کا ثواب بلا اختلاف میت کو پہنچتا ہے	78
دوم:	بیت اللہ کا حج اور عمرہ کرنا	83
سوم:	روزہ	88

Marfat.com

چہارم: نذر (منت) پوری کرنا	92
پنجم: غلام آزاد کرنا	96
ششم: تلاوت قرآن کریم	102
✪ تلاوت قرآن کریم کا ثواب مردوں کو پہنچانا	105
✪ احناف	105
✪ مالکیہ	106
✪ شافعیہ	107
✪ حنابلہ	107
✪ ابن تیمیہ	109
ہفتم: دعاو استغفار	115
✪ پہلی حالت (نماز جنازہ کے دوران) کی احادیث	116
✪ دوسری حالت (دفن کرنے کے فوراً بعد) کی احادیث	120
✪ تیسری حالت (میت کیلئے دعاو استغفار کرنا جب چاہنا)	123
✪ آیاتِ کریمہ	125
✪ احادیثِ مبارکہ	126
ہشتم: اہلِ قبور کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کے الفاظ	129
✪ خاتمہ کتاب	132
✪ کتاب میں مذکور احادیث کی فہرست	135
✪ فہرست مراجع کتاب	140

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

اپنے پیارے دادا جان

میاں احمد علی مرحوم بن میاں بہاول رحمۃ اللہ علیہما

اور

محترم المقام قابل صد احترام والد گرامی

قبلہ ابرار حسین انجم

کے نام کرتا ہوں

کہ جن کی شفقتوں، محبتوں عنایتوں اور شبینہ دعاؤں سے میں اس قابل ہوا کہ آج علم دین میں شدھ بدھ رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تاحیات میرے سر پر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین!

مترجم محمد عابد عمران انجم مدنی

۲۰/۲/۲۰۰۶

Marfat.com

اظہارِ تشکر

محسنوں کا احسان بھول جانا اور انہیں عقیدتوں اور محبتوں کے پھول پیش نہ کرنا نا سپاسی ہوتی ہے اور میں ناسپاس لوگوں کے زمرے میں خود کو نہیں دیکھنا چاہتا اس لیے درج ذیل سطور رقم کرنا از حد ضروری ہے۔

اس کتاب کے ترجمہ کے دوران استاذی المکرم سید محمد اقبال شاہ گیلانی مدّ ظلّہٗ العالی نے اپنی شفقتوں سے نوازا اور مشکل مقامات کی تشریح و توضیح نہایت احسن انداز سے ماتھے پر ایک شکن تک ڈالے بغیر فرمائی۔

آپ کے علاوہ محترم المقام تایا جان نور احمد نور، محمد علی شہزاد، حافظ فیض الرسول، حافظ رضوان شاکر، بھائی ابوسفیان اور حسن رضا قادری کا بھی ممنون ہوں کہ جنہوں نے مجھے اپنی پرخلوص دعاؤں سے نوازا۔

علاوہ ازیں حضرت قبلہ مفتی غلامِ حسن قادری، قاری غلام مُرتضیٰ نقشبندی، قاری اصغر علی نورانی، قاری پیر اصغر علی سُلطانی، قاری ارشد علی، بھائی عابد علی عابد اور بھائی ساجد علی صاحب کی حوصلہ افزائی بھی قابلِ صد تشکّر ہے۔

آخر میں بھائی حاجی سیف اللہ (کرمانوالہ بک شاپ) کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کا بار اٹھایا۔

سپاس گزار

محمد عابد عمران انجم مدنی
فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ
بھیرہ شریف ضلع سرگودھا

Marfat.com

عرض مترجم

دیارِ حبیب کریم کی ہر ہر چیز پیاری، نرالی اور بیشمار فضیلتوں کی حامل ہے اور ہر چیز اپنے اندر عجب اسرار لئے ہوئے ہے۔

جنت البقیع بھی دور نبوی کی یادگار ہے۔ یہ قبرستان خود آقائے کریم ﷺ نے مسلمانوں کے لئے چُنا اور فرمایا کہ مجھے اس جگہ یعنی جنت البقیع کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس میں ہزاروں صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور صالحین امت رضی اللہ عنہم دفن ہیں اور اس میں دفن ہونے والے کو یہ فضیلتیں حاصل ہیں کہ اس کے لئے نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی، مغفرت طلب کی، نماز جنازہ ادا فرمائی اور روزانہ اس کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے۔

اگرچہ اس میں بہت سے اخیار امت مدفون ہیں مگر مرور ایام کے ساتھ ساتھ ان کی قبروں کی پہچان ختم ہوگئی اور دور حاضر میں صرف چند لوگوں کی قبروں کی پہچان اہل مدینہ کے تواتر سے ممکن ہوسکی ہے۔

مؤلفین و مصنفین نے اگرچہ جنت البقیع کے متعلق اپنی اپنی کاوشیں علماء و عوام کے سامنے پیش کی ہیں مگر ان میں ایک کمی محسوس کی جاتی رہی ہے کہ معروف قبروں کی تصاویر میسر نہیں تھیں۔

آخر یہ کمی بھی پوری ہوئی اور اس کا سہرا سعودی عرب کے دو مؤلفین انجینئر حاتم عمر طٰہٰ اور ڈاکٹر محمد انور بکری کے سر ہے۔ انہوں نے دورِ حاضر میں جن قبور کی معرفت ممکن ہے، ان کی تصاویر کے ساتھ ساتھ جنت البقیع میں ہونے والی توسیع و تعمیر کے تمام ادوار کی تصاویر بھی مہیا کی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اب ہر زائر مدینہ کے لئے

Marfat.com

ان قبروں کی زیارت، ان میں مدفون لوگوں کے لئے دعا کرنا وغیرہ آسان ہو گیا ہے۔

ان کی یہ کاوش چونکہ عربی میں تھی اور ہمارے ملک کے عوام الناس اس سے استفادہ نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے بندۂ ناچیز نے اسے اردو زبان میں ڈھالنے کا بیڑا اٹھایا تاکہ خصوصاً ہر زائر مدینہ اور عموماً عوام الناس اس سے فائدہ حاصل کر سکیں اور جنہیں مدینہ طیبہ میں حاضری کا شرف حاصل نہیں ہوتا وہ ان بابرکت ہستیوں کی قبروں کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا سکیں۔

یہ کتاب دو حصوں میں تقسیم ہے۔ پہلے حصے میں جنت البقیع، اس میں موجود قبور، اس کی توسیع کے ادوار کے متعلق ہر قسم کی معلومات اور تصاویر ہیں جبکہ دوسرے حصے میں اعمال صالحہ اور ان کا ثواب مردوں کو پہنچانے کے متعلق بحث ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس ترجمہ کو قبولیت عامہ سے نوازے اور اسے میرے لئے مغفرت کا باعث بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

وصلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ

وصحبہ و اتباعہ و اولیاء امتہ اجمعین!

والسلام

احقر العباد محمد عابد عمران انجم مدنی

فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ

بھیرہ شریف ضلع سرگودھا

Marfat.com

مقدمہ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ و اصحبہ اجمعین۔ اما بعد!

مدینہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت گاہ، ایمان کا وطن، قیادت کا مرکز اور اسلامی سلیم تربیت وتعلیم کی درسگاہ ہے۔ یہ اسلامی آثار و مآثر سے بھرپور ہے جن کے بیان سے قلم عاجز ہے اور اذہان ان ابتدائی ایام کے تصور سے عاجز ہیں جن میں اس عظیم امت نے جنم لیا اور ان دنوں میں جو واقعات وحوادث وقوع پذیر ہوئے جنہوں نے قرآن وسنت کی روشنی میں اجتماعی، سیاسی، معاشرے اور فرد کے لئے منہج اسلامی کو تشکیل دیا۔

جنت البقیع عہد نبوت سے لے کر آج تک پرانی یادگار چیزوں میں سے ایک ہے اور اسے بہت فضیلت اور مقام ومرتبہ حاصل ہے اور ہمارے لئے اس کے مقام ومرتبہ میں یہی چیز کافی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں مدفون مسلمانوں کے لئے دعا فرمائی اور ان کی زیارت فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت اور ان کے لئے دعا کرنے کے آداب اور اس بارے میں مبالغہ آرائی نہ کرنا سکھانا چاہتے تھے۔

مدینہ منورہ کی تاریخ کو کافی عرصہ گزر چکا ہے اور اس عرصہ کے دوران مؤلفین نے جنت البقیع سے تجاہل برتا یا انہوں نے اس میں غور وخوض نہ کیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان بدعات اور مبالغہ آرائیوں سے بچنا چاہتے تھے جو مدینہ منورہ میں زمانہ ماضی سے بعض عادات وتقالید میں رائج ہو چکی تھیں اور اس وجہ سے کہ جنت البقیع میں قبے تعمیر ہو چکے تھے اور اس میں موجود قبور کی زیارت پر نذرانے وصول کئے جاتے تھے اور ایسی بدعات کا انہوں نے مشاہدہ کیا تھا جو کہ شرع متین کے مخالف تھیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے اس سے اس وجہ

Marfat.com

سے بھی تجاہل برتا کہ جنت البقیع کی پیمائش، راستوں اور اطراف میں بہت سی توسیعات و ترمیمات ہو چکی تھیں حتیٰ کہ مدینہ منورہ کی تاریخ سے یہ اہم جز بیان نہ کیا جا سکا۔

ہم نے یہ خیال کیا کہ اسے توجہ دینا اور اس کیلئے ایک کتاب خاص کرنا ضروری ہے اس حیثیت سے کہ ہم دور حاضر میں موجود ہیں اور ہم نے جنت البقیع میں ہونے والی توسیعات وتعمیرات کا مشاہدہ کیا ہے۔ اس میں ہم غیر ثابت اخبار، جھوٹے قصوں اور کہانیوں اور گزشتہ و سابقہ شاذ روایات سے اعراض کریں گے اور ہم اللہ رب العزت کی بارگاہ سے مدد کے طلب گار ہیں۔

اس کام میں ہم تاریخ مدینہ منورہ کے متعلق کتب حدیث کے مراجع اصلیہ سے اور ابتدائی مؤرخین کی کتب میں سے جو ہم تک پہنچی ہیں ان سے رہنمائی حاصل کریں گے۔ علاوہ ازیں ہم نے جدید وقدیم فضائی اور مصنوعی سیارے سے لی گئی تصاویر جن میں جنت البقیع کی علامات ومواطن ہیں، ان سے بھی مدد لی ہے۔ ان تمام چیزوں کے علاوہ بعض مؤرخین نے اہلِ بیت عظام، صحابہ کرام اور ائمہ مسلمین مثلاً امام مالک اور شیخ القراء امام نافع رضی اللہ عنہم کی قبور کے مقامات کے متعلق جو گائیڈ نقشے ترتیب دیئے ہیں ان سے بھی ہم نے مدد لی ہے۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خادم الحرمین الشریفین الملک فہد بن عبدالعزیز آل سعود کے عہد میں ہونے والی آخری توسیع وتعمیر کے بعد موجودہ شکل میں جنت البقیع کا نقشہ ترتیب دینا ممکن ہو گیا۔

ہم نے اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کرنا بہتر خیال کیا۔ ان میں جنت البقیع کے اہم مقامات کی تصاویر جو اس سے پہلے جمع نہیں کی گئیں ان کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ ساتھ مکمل جنت البقیع کے فضائی نقشوں کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

پہلے جزء میں جنت البقیع کے متعلق تاریخی، اساسی اور عام معلومات ذکر کی جائیں گی جبکہ دوسرے حصے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات کی روشنی میں اعمال صالحہ کا ثواب مردوں کو ایصال کرنے کے متعلق موضوعات ذکر کیے جائیں گے۔

ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں یہ فضیلت نوازی اور ہم اللہ تعالیٰ سے

Marfat.com

غلطی اور بھول کی صورت میں مغفرت کے طلبگار ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان سے تسلی اور اطمینان حاصل کرتے ہیں:

"والذین جاء وا من بعد هم یقولون ربنااغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انك رء وف رحیم"۔ (الحشر:10)

''اور جوان کے بعد آئے وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں میں سے جو پہلے ایمان لائے انہیں بخش دے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ مت رکھ اے ہمارے رب تو مہربان رحم والا ہے''۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان سے:

"ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین"۔

(البقرۃ:۲۸۶)

''اے رب ہمارے ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا۔اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار (طاقت) نہ ہو اور ہمیں معاف فرمادے اور بخش دے اور ہم پر مہر (رحم) کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد فرما''۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین

مؤلفین

انجینئر حاتم عمر طٰہٰ، ڈاکٹر محمد انور بکری

Marfat.com

حصہ اول:

جنت البقیع کے متعلق تاریخی اور عام معلومات

1- تسمیہ وتعریف۔
2- موقع ومساحت۔
3- زیارت شرعیہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل
4- جنت البقیع، اس کی زیارت اور اس میں مدفون کی فضیلت۔
5- جنت البقیع میں دفن کیے جانے والے پہلے مہاجر رضی اللہ عنہ۔
6- جنت البقیع میں دفن کیے جانے والے پہلے انصاری رضی اللہ عنہ۔
7- دور حاضر میں جنت البقیع کے مشہور مقامات
8- جنت البقیع کی وہ قبور جن کی معرفت نسل در نسل تواتر سے ثابت ہے۔

(i) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی قبور رضی اللہ عنہن۔
(ii) اہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبور رضی اللہ عنہم۔
(iii) ازواج مطہرات امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی قبور۔
(iv) عقیل بن ابی طالب اور آل ہاشم میں سے آپ کے ساتھیوں کی قبور رضی اللہ عنہم۔
(v) امام مالک بن انس اور آپ کے ساتھیوں کی قبور رضی اللہ عنہم۔
(vi) حضرت عثمان بن مظعون اور آپ کے ساتھیوں کی قبور رضی اللہ عنہم۔
(vi) شہداء حرہ کی قبور رضی اللہ عنہم۔
(viii) خلیفۂ ثالث حضرت عثمان بن عفان کی قبر رضی اللہ عنہ۔
(ix) حضرت سعد بن معاذ کی قبر رضی اللہ عنہ۔
(x) حضرت ابوسعید خدری کی قبر رضی اللہ عنہ۔
(xi) سیدہ حلیمہ سعدیہ کی قبر رضی اللہ عنہا۔
(xii) اسماعیل بن جعفر صادق کی قبر رضی اللہ عنہما۔

Marfat.com

(xiii) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں کی قبور رضی اللہ عنہن۔

تسمیہ وتعریف:

''بقیع'' زمین کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ یہ واحد ہے۔ بقیع سے مراد ایسی جگہ ہے جس میں مختلف قسم کے درختوں کی جڑیں ہوں۔ اسی کے ساتھ بقیع الغرقد (جنت البقیع) موسوم ہے اور یہ مدینہ منورہ میں ایک قبرستان ہے۔[1]

بقیع واحد ہے۔ اس کی جمع بُقَعٌ اور بقاع کے وزن پر آتی ہے اور اس سے مراد کھلی اور وسیع زمین ہے۔ اور بقیع اسی زمین کو کہتے ہیں جس میں درخت اور درختوں کے تنے ہوں۔ مدینہ منورہ کے باہر بقیع نامی جگہ تھی جہاں پر اہل مدینہ کی قبریں تھیں وہاں ایک کانٹے دار درخت (ببول یا کیکر) تھا۔[2] وہ درخت تو گر گیا لیکن اس کا نام باقی رہ گیا یعنی بقیع الغرقد، غرقد کانٹے دار درخت کو کہا جاتا ہے۔ اور بقیع الغرقد (جنت البقیع) اہل مدینہ کا قبرستان تھا۔[3]

مدینہ منورہ میں ظہور اسلام سے پہلے جنت البقیع اکیلا ہی قبرستان نہ تھا بلکہ وہاں مدینہ کے اندر اور اس کے ارد گرد بہت سے قبرستان تھے اور اس وقت جنت البقیع کسی شان کا حامل نہ تھا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں کے لئے اسے بطور قبرستان چن لیا۔

امام حاکم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرتاد لأصحابه مقبرة يُدفنون فيها فكان قد طلب نواحي المدينة و أطرافها ثم قال أمرت بهذا الموضع۔ يعني البقيع۔ و كان يقال بقيع الخبخبة و كان أكثر نباته الغرقد، و كان أول من قبر هناك من المهاجرين عثمان بن مظعون رضي الله عنه فوضع رسول الله صلى الله عليه وسلم حجراً عند رأسه و قال هذا قبر فَرَطِنا و كان

1- مختار الصحاح صفحہ ۲۴

2- النهاية في غريب الاثر ۱/ ۱۴۵

3- هدى السارى مقدمہ فتح البارى صفحہ ۸۹

Marfat.com

اذا مات المهاجر بعده قیل یا رسول الله أین ندفنه؟ فیقول عند فرطنا عثمان بن مظعون۔

''رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے لئے ایک ایسا قبرستان تلاش فرمایا کرتے تھے جس میں انہیں دفن کیا جائے۔ آپ ﷺ مدینہ منورہ کے گردونواح میں ایسی جگہ تلاش کیا کرتے تھے۔ پھر ارشاد فرمایا: ''مجھے اس جگہ یعنی جنت البقیع کا حکم دیا گیا ہے''۔

اور اس وقت جنت البقیع کو بقیع الخجبہ کہا جاتا تھا اور اکثر نباتات وہاں کانٹے دار ہی تھیں سب سے پہلے وہاں مہاجرین میں سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر بنی اور وہ وہاں دفن کئے گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر رکھا اور فرمایا: یہ ہمارا آگے جانے والا اجر ہے اور یہ اس کی قبر ہے۔ پھر جب بھی بعد ازاں کوئی مہاجر وفات پاتا تو عرض کی جاتی کہ یا رسول اللہ! انہیں کہاں دفن کریں؟ تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے: ''ہمارے آگے جانے والے اجر عثمان بن مظعون کے پاس دفن کرو''۔

دور نبوی میں جنت البقیع مدینہ منورہ کے باہر مسجد نبوی شریف کی مشرقی جانب تھا اور آج کل مدینہ منورہ کے درمیان ہے۔[1]

عمرو بن نعمان البیاض نے اپنی قوم کیلئے ایک مرثیہ کہا ہے۔ ہوا یہ تھا کہ اس کی قوم کے لوگ لڑائی کے دوران ایک باغیچے میں داخل ہو گئے اور انہوں نے اس باغیچے کا دروازہ بند کر لیا پھر آپس میں جنگ لڑی اور ایک دوسرے کو قتل کرنے کے بعد ہی دروازہ کھولا۔ اس مرثیہ میں وہ کہتا ہے:

خلت الدیار فسدت غیر مسود	ومن العناء تفردی بالسؤدد
این الذین عهد تهم فی غبطة	بین العقیق الی بقیع الغرقد
کانت لهم انهاب کل قبیلة	و سلاح کل مد رب مستنجد

1- المستدرک للحاکم ۳/۲۰۹

Marfat.com

''شہر خالی ہو گئے ہیں میں اکیلا رہ گیا۔ سردار بنائے بغیر میں سردار بن گیا یہ میری بدبختی ہے کہ میں سرداری کے ساتھ اکیلا ہی رہ گیا ہوں۔ وہ لوگ کہاں گئے جن کے ساتھ میں نے رشک کرنے میں عہد کیا تھا مقام عقیق اور بقیع غرقد (جنت البقیع) کے درمیان۔ ان کے لئے قبیلے کو لوٹنا ضروری تھا۔ ہر کیل کانٹے سے لیس مسلح انسان کا مدد طلب کرنے والے کا ان کیلئے لوٹنا ضروری تھا''۔[1]

موقع و مساحت:

جنت البقیع مدینہ منورہ اور اس کے رہائشی مکانات کے باہر مسجد نبوی کی مشرقی سمت واقع تھا۔ اسے شمال، جنوب اور مشرق کی طرف سے کھیتیاں گھیرے ہوئی تھیں اور مغرب کی طرف کچھ رہائشی مکانات اور مدارس تھے جو اسے مسجد نبوی سے جدا کرتے تھے اور اس جگہ کو ''حارۃ الاغوات'' کہا جاتا تھا۔ جبکہ موجودہ دور میں جبکہ خادم الحرمین الشریفین نے مسجد نبوی شریف کی توسیع و تعمیر کیلئے پروجیکٹ پاس کیا اور توسیع و تعمیر ہو گئی تو جنت البقیع مغربی جانب سے مسجد نبوی کے صحن سے متصل ہو گیا ہے اور ان کے درمیان کوئی بھی عمارت نہیں ہے۔

اگر آدمی جنت البقیع، قبور صحابہ کرام کے مقامات اور ان گھروں کے مقامات جو کہ جنت البقیع میں قبروں کے لئے گرا دیئے گئے ان سب کی تاریخ کا مطالعہ کرے تو یہ معلوم ہو گا کہ جنت البقیع اسی (80) میٹر لمبا اور اسی میٹر چوڑا میدان تھا۔ جنت البقیع کی شمال مغربی جانب ''بقیع العمات'' واقع تھا۔ اس میں حضور اکرم ﷺ کی دو پھوپھیوں حضرت صفیہ اور حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہما کی قبریں تھیں۔ اس کی پیمائش تقریباً 3500 مربع میٹر تھی۔ ایسا ہی سید علی حافظ کی کتاب ''فصول من تاریخ المدینۃ'' میں آیا ہے۔ ۱۳۷۳ھ میں حکومت سعودیہ کے عہد میں بقیع العمات کو جنت البقیع کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں جنت البقیع اور بقیع العمات کے درمیان ایک گلی تھی جسے ''زقاق العمات'' کہا جاتا تھا اس کی

۱- وفاء الوفاء ۴/۱۱۵۴

Marfat.com

پیمائش تقریباً 824 مربع میٹر تھی اسے بھی جنت البقیع کے ساتھ ملا دیا گیا۔[1]

جنت البقیع کی مشرقی جانب ''حش کوکب'' واقع تھا۔ وہاں خلیفہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ ''حش کوکب'' جنت البقیع کے باہر مدینہ منورہ میں ایک باغ تھا۔[2] اسے ''خضراء ابان بن عثمان'' کہا جاتا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور آل امیہ نے جنت البقیع کی توسیع کے لئے یہ جگہ ہبہ کی تھی۔[3] تاریخ کی کتابوں میں آیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب بھی ''حش کوکب'' کے پاس سے گزرتے تو آپ فرماتے: ''یہاں صالح آدمی دفن کیا جانا چاہیے''۔ اور سب سے پہلے اس جگہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ہی دفن کیا گیا۔[4]

تصویر نمبر 1

جنت البقیع الکبیر، بقیع العمات، حش کوکب اور جوان کے درمیان راستے اور گلیاں تھیں ان سب کی پیمائش 150 میٹر لمبائی اور 100 میٹر چوڑائی سے زیادہ نہیں تھی اور یہ تقریباً 15,000 مربع میٹر کے برابر بنتی ہے۔

تصویر نمبر 2،3

یہاں اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر عمارتیں اور قبے تعمیر نہیں فرمائے بلکہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانے، ان پر عمارت تعمیر کرنے اور ان پر چونا کرنے سے احادیث مبارکہ میں ممانعت آئی ہے:

''حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لعن اللہ زوارات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج"۔

''اللہ تعالیٰ نے قبروں کی زیارت کیلئے جانے والی عورتوں، انہیں مساجد

۱- فصول من تاریخ المدینۃ صفحہ ۱۷۳

۲- النہایۃ فی غریب الاثر ۱/۳۸۹

۳- تاریخ ابن شبہ ۱/۱۱۳

۴- المعجم الکبیر ۱/۷۸

Marfat.com

بنانے والوں اوران پر چراغ جلانے والوں پرلعنت فرمائی ہے''۔[1]

لیکن بعدازاں جنت البقیع میں بعض قبور خصوصاً اہل بیت کی قبور پر قبے اور عمارتیں تعمیر کرنے کی ابتداء ہوگئی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ مصراور بعض دیگر ممالک اسلامیہ میں قبروں پر عمارتیں تعمیر کی گئیں اور یہ چیز ممالیک بادشاہوں اور عثمانیوں کے دور میں بہت بڑھ گئی۔ حتیٰ کہ کچھ بادشاہوں نے ان قبوں اور مزارات کی تزئین وآرائش میں بہت مبالغہ کیا اور بعض اوقات وہ آدمی جو قبور کی زیارت کے لئے آتے ان سے نذرانے اور فنڈز وصول کئے جاتے۔

تصویر نمبر 5،4

لیکن جب ۱۲۲۰ھ میں آل سعود نے مدینہ منورہ کی حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو یہ قبے گرادیئے گئے اور سنت رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کی پیروی میں قبروں کو زمین کے برابر کردیا گیا۔ بعدازاں ۱۳۴۴ھ میں الملک عبدالعزیز کے حکم پر جنت البقیع کے اندر اور باہر والی تمام قبروں سے قبے اور عمارتیں گرانے کا کام تکمیل پذیر ہوا اور جنت البقیع کے لئے ایک خصوصی ادارہ قائم کیا گیا جو کہ مدینہ منورہ کی مرکزی انتظامیہ کے زیر انتظام ہے۔اس وقت یہ ''شرشورۃ'' کے نام سے معروف تھا پھر اسے ''ادارہ خدمۃ الموتی'' (یعنی مردوں کی خدمت کا ادارہ) کا نام دیا گیا۔اس ادارے کی طرف سے تمام خدمات بغیر معاوضے کے انجام دی جاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ سعودی حکومت کو جزائے خیر عطا فرمائے۔[2]

موجودہ دور میں جنت البقیع کی پیمائش تقریباً 180,000 مربع میٹر ہے۔اور یہ پیمائش اس وقت کی ہے جب ۱۴۱۰ھ میں خادم الحرمین الشریفین نے مسجد نبوی اور اس کے صحنوں کی تعمیر وتوسیع کے لئے ایک پروجیکٹ تکمیل کو پہنچایا۔[3]

۱- سنن ابی داؤد ۳/۲۱۸، سنن النسائی ۱/۶۵۷، الترمذی ۲/۱۳۶، سنن ابن ماجہ ۱/۵۰۲، مسند احمد ۱/۳۳۷ وغیرھم

۲- انجازات و ارقام، امانۃ المدینہ المنورۃ (۱۴۲۱ھ)

۳- التقریر الاعلامی، اللجنۃ التنفیذیہ لتطویر المنطقۃ المرکزیہ فی المدینۃ المنورۃ (۱۴۲۰ھ)۔

Marfat.com

اضافہ از مترجم:

اس سے پہلے کہ ہم آگے بڑھیں۔ ہمارے لئے یہ چیز ضروری ہے کہ ہم اس بات پر بحث کریں کہ کیا قبروں پر مزارات، قبے اور عمارتیں تعمیر کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور کیا انبیاء کرام، صحابہ کرام اور صالحین امت کی قبور کو ملیا میٹ کرنا مستحسن عمل ہے؟

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مؤلفین نے قبے اور عمارتیں گرانے کی جو دلیل ذکر کی ہے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے قبور کی زیارت کے لئے جانیوالیوں، ان پر مساجد بنانے والوں اوران پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے''۔

آئندہ اوراق میں آپ پڑھیں گے کہ مؤلفین نے ہی یہ ذکر کیا ہے کہ اس حدیث مبارکہ کی ناسخ وہ حدیث مبارکہ ہے جس میں زیارت قبور کی اجازت وارد ہوئی ہے۔ لہٰذا ان کا اس حدیث مبارکہ کو دلیل بنانا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث مبارکہ تو منسوخ ہو چکی۔

علاوہ ازیں اگر اس مسئلہ کے متعلق مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ذکر کر دیا جائے تو فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

مسئلہ: ماقولکم رحکم اللہ (اللہ آپ پر رحم کرے، آپ کا کیا فرمان ہے۔ اس مسئلہ میں کہ ایک بزرگ کی قبر خام ہے اور اُس اہلِ قبر سے اُس کے معتقدین کیلئے کمال درجہ کا فیض مثل اویسیہ کے اور حصولِ تسکین قلب ومراقبہ واشغال متصوّر ہے۔ مگر چونکہ موسم برسات میں بباعث آب وسیلاب کے اور دیگر مواسمِ گرما وغیرہ میں معتقدین کو وہاں بیٹھنے کی بہت تکلیف رہتی ہے۔ پس اگر معتقدین مذکورین واسطے اپنے استفاضۂ طریقت کے اُس قبر کے گرداگرد چبوترہ پختہ اور چاردیواری پختہ بنادیں اور اُوپر سے کُھلی ہوئی رکھیں اور قبر کو خام رہنے دیں تو جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

۱- ابو داؤد ۳/۲۱۸، سنن النسائی ۱/۶۵۷، الترمذی سنن ۲/۱۳۶، سنن ابن ماجہ ۱/۵۰۲، مسند احمد ۱/۳۳۷ وغیرھم

Marfat.com

الجواب: صورت مذکورہ فی السوال جائز ہے۔ ائمۂ دین نے مزاراتِ حضرات علماء و مشائخ قدست اسرارہم کے گرد زمین جائز التصرف میں اس غرض سے کہ زائرین و مستفیدین راحت پائیں عمارت بنانا جائز رکھا، اور تصریحات فرمائیں کہ علت منع نیت فاسدہ یا عدم فائدہ ہے تو جہاں نیت محمود اور نفع موجود منع مفقود۔ تفصیل صور و تحقیق اغراس مسئلہ میں یہ ہے کہ اگر پہلے عمارت بنالی جائے بعدہٗ اس میں دفن واقع ہو جب تو مسئلہ بناء علی القبر سے متعلق ہی نہیں کہ یہ اقبار فی البناء ہے، نہ بناء علی القبر۔ علامہ طرابلسی برہان شرح مواہب الرحمٰن، پھر علامہ شرنبلالی غنیۃ ذوی الاحکام، پھر علامہ سید ابوالسعود ازہری فتح اللہ المعین، پھر علامہ سید احمد مصری حاشیتین در و مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں:

''الفاظ غنیۃ کے ہیں کہا کہ برہان میں ہے کہ قبر پر زینت کیلئے عمارت بنانا حرام ہے اور دفن کے بعد پختگی و مضبوطی کیلئے بنانا مکروہ ہے، جہاں پہلے سے عمارت تھی وہاں دفن مکروہ نہیں کیونکہ بغیر دفن کے وہ جگہ حقیقۃً قبر نہیں''۔

اور اگر دفن کے بعد تعمیر ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خود نفسِ قبر پر کوئی عمارت چُنی جائے اس کی ممانعت میں اصلاً شک نہیں کہ سقفِ قبر و ہوائے قبر حقِ میت ہے، معہذا اس فعل میں اس کی اہانت و اذیت، یہاں تک کہ قبر پر بیٹھنا، چلنا ممنوع ہُوا نہ کہ عمارت چننا۔ ہمارے بہت علمائے مذہب قدست اسرارہم نے احادیث و روایات نہی عن البناء سے یہی معنیٰ مراد لیے اور فی الواقع بناءِ علی القبر کے حقیقی معنیٰ یہی ہیں۔ گرد قبر کوئی مکان بنانا حول القبر ہے نہ کہ علی القبر۔ جیسے صلوٰۃ علی القبر کی ممانعت بجنب القبر کو شامل نہیں کما نص علیه العلماء قاطبة و بيناه فی فتاوٰينا (جیسا کہ علماء نے بالاتفاق اس کی تصریح کی ہے اور ہم نے اپنے فتاوٰی میں اسے بیان کیا ہے) امام فقیہ النفس فخر الملۃ والدین اوزجندی خانیہ میں فرماتے ہیں:

''قبر کو گچ سے پکا نہ کیا جائے گا اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نے گچ اور چُونے سے پختہ کرنے سے اور قبر کے اوپر عمارت بنانے سے ممانعت فرمائی ہے۔ علماء نے فرمایا عمارت سے مراد وہ سفط ہے جو

Marfat.com

ہمارے دیار میں قبر پر بنایا جاتا ہے اس لئے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: قبر کو گچ اور گارے سے پختہ نہ کیا جائے اور نہ اس پر عمارت اور سفط بلند کیا جائے''

امام طاہر بن عبدالرشید بخاری خلاصہ میں فرماتے ہیں:

''اس پر کوئی عمارت اونچی نہ کی جائے، علماء نے فرمایا: اس سے وُہ سفط مراد ہے جو ہمارے دیار میں قبروں پر بنایا جاتا ہے اور فتاوٰی میں ہے کہ اس زمانے میں سفطوں کی عادت ہو چکی ہے''۔

رحمانیہ میں نصاب الاحتساب سے ہے:

''قبر کے اوپر گھر یا مسجد بنانا جائز نہیں اس لئے کہ قبر کی جگہ میّت کا حق ہے تو کسی کیلئے اس قبر کی فضا میں تصرف روا نہ ہوگا''۔

ہندیہ میں ہے:

''قبروں پر چلنے سے گنہ گار ہوگا اس لئے کہ قبر کی چھت حقِ میّت ہے''۔

دوسرے یہ کہ گرد قبر کوئی چبوترہ یا مکان بنایا جائے، یہ اگر زمین ناجائز تصرف میں ہو جیسے ملک غیر بے اذن مالک یا ارض وقف بے شرط واقف، تو اس وجہ سے ناجائز ہے کہ ایسی جگہ تو مسجد بنانی بھی جائز نہیں اور عمارت تو اور ہے۔

''اسی لئے مرقات میں ازہار سے نقل ہے کہ عام وقفی قبرستان میں تعمیر حرام ہونے کی وجہ سے نہی ہے اور اسے ڈھا دینا ضروری ہے اگر چہ مسجد ہی ہو۔

یُوں ہی اگر بہ نیت فاسدہ ہو مگر زینت و تفاخر جیسے امراء کی قبور پر ابنیۂ رفیعہ بمصارف وسیعہ اس غرض سے بنائے جاتے ہیں، تو یہ بوجہ فسادِ نیت ممنوع، جیسا کہ برہان کے حوالے سے گزرا، اور اسی کے مثل نور الایضاح وغیرہ میں ہے:

اسی طرح جہاں بے فائدہ محض ہو، جیسے کوئی قبر کسی بَن میں واقع ہو جہاں لوگوں کا گزر نہیں یا عوام غیر صلحا کی قبور جن سے نہ کسی کو عقیدت کہ بجہت تبرک و انتفاع اُن کی مقابر پر جائیں نہ اُن کے دنیادار ورثاء سے امید کہ وہی جاڑے، گرمی، برسات مختلف

Marfat.com

موسموں میں بقصدِ زیارتِ قبرو نفع رسانیِ میت وہاں جا کر بیٹھا کریں گے، قرآن و ذکر میں مشغول رہیں گے یا بروجہ جائز قراء و ذاکرین کو وہاں مقرر رکھیں گے۔ ایسی صورت میں بوجہ اسراف و اضاعت مال نہی ہے۔ علامہ تورپشتی فرماتے ہیں: منهي لعدم الفائدة فيه (ممنوع ہے کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں) مجمع بحار الانوار میں ہے: منهي عنه لعدم الفائدة (بے فائدہ ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے) مرقاۃ میں ہے:

''اور ہمارے بعض علمائے شارحین نے فرمایا اور اضاعتِ مال کی وجہ سے بھی''۔

جہاں ان سب محذورات سے پاک ہو وہاں ممانعت کی کوئی وجہ نہیں۔ ولہٰذا مولانا علی قاری نے بعد نقل کلام مذکور تورپشتی فرمایا:

''میں کہتا ہوں تو اس سے مستفاد ہوا کہ جب خیمہ کسی فائدہ کے تحت ہو مثلاً یہ کہ قرآن پڑھنے والے اس کے نیچے بیٹھیں تو ممنوع نہ ہوگا۔ ابن ہمام نے فرمایا: قبر کے پاس بیٹھ کر پڑھنے کیلئے جو ٹاٹ بچھتے ہیں ان سے متعلق اختلاف ہے، مختار یہ ہے کہ کراہت نہیں''۔

شیخ الاسلام کشف الغطاء میں فرماتے ہیں:

''اگر کوئی صحیح غرض ہو تو اس میں حرج نہیں جیسے لوگوں کے آرام کیلئے قبر کے پاس عمارت بنانے اور راستے کی تاریکی سے لوگوں کی تکلیف دفع کرنے کیلئے قبرستان میں چراغ جلانے اور اس طرح کے کاموں میں علماء نے فرمایا ہے — شیخ کی شرح سے ایسا ہی سمجھ میں آتا ہے''۔

صحیح بخاری شریف میں ہے:

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ حضور نے اپنے مرضِ وفات میں فرمایا: یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ اگر یہ ارشاد نہ ہوتا تو حضور کی قبر انور نمایاں رکھی جاتی''۔

علامہ قسطلانی ارشاد الساری میں زیرِ حدیث مذکور لکھتے ہیں:

84747

Marfat.com

''لیکن اسے نمایاں اور منکشف نہ رکھا بلکہ اس پر ایک حائل بنا دیا''۔

جذب القلوب میں فرمایا:

''جب سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو حکمِ الٰہی کے باعث حجرۂ شریفہ ہی میں دفن کر دیا گیا عائشہ صدیقہ بھی اپنے گھر میں سکونت پذیر تھی، ان کے اور قبر شریف کے درمیان پردہ نہ تھا، آخر میں قبر شریف کے پاس بیباکی سے لوگوں کے بے تحاشا آنے اور وہاں کی خاک لے جانے کی وجہ سے گھر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اپنے مسکن اور قبر شریف کے درمیان ایک دیوار کھینچ دی۔ جب امیر المؤمنین حضرت عمر نے مسجد میں اضافہ کیا تو حجرہ کی عمارت کچی اینٹوں کی بنا دی۔ ولید کے زمانہ کی تعمیر جدید تک یہ حجرہ ظاہر تھا۔ عمر بن عبد العزیز نے ولید بن عبد الملک کے حکم سے اسے منہدم کر کے منقش پتھروں سے بنایا اور اس کے بیرونی حصہ پر ایک اور حظیرہ بنایا اور ان دو دروازوں میں سے کوئی نہ چھوڑا۔ حضرت عروہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر بن عبد العزیز سے کہا اگر حجرہ شریف کو اپنے حال پر رکھتے اور اس کے گرد ایک عمارت بنا دیتے تو بہتر ہوتا''۔ الخ (ملخصاً)

لاجرم ائمہ کرام نے گردِ قبورِ علماء و مشائخ قدست اسرارہم اباحتِ بنا کی تصریح فرمائی۔ علامہ طاہر فتنی بعد عبارت مذکورہ فرماتے ہیں:

''سلف نے مشہور علماء و مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانے کی اجازت دی ہے تا کہ لوگ ان کی زیارت کو آئیں اور اس میں بیٹھ کر آرام پائیں''۔

بعینہ اسی طرح علامہ علی قاری مکی نے بعد عبارت مسطورہ ذکر فرمایا کہ و قد اباح السلف البناء الخ (سلف نے علماء و مشائخ کی قبور پر عمارت بنانے کی اجازت دی ہے) کشف الغطاء میں ہے:

''مطالب المومنین میں لکھا ہے کہ سلف نے مشہور علماء و مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانا مباح رکھا ہے تا کہ لوگ زیارت کریں اور اس میں بیٹھ کر آرام

Marfat.com

لیں۔ لیکن اگر زینت کیلئے بنائیں تو حرام ہے مدینۂ منورہ میں صحابہ کی قبروں پر اگلے زمانے میں قبّے تعمیر کئے گئے ہیں، ظاہر یہ ہے کہ اُس وقت جائز قرار دینے سے ہی یہ ہُوا اور حضور اقدس ﷺ کے مرقدِ انور پر بھی ایک بلند قبہ ہے"۔

نور الایمان میں ہے:

"شیخ محقق دہلوی نے مدارج النبوۃ میں مطالب المؤمنین سے نقل کیا ہے کہ سلف نے مشہور مشائخ وعلماء کی قبروں پر قبے تعمیر کرنا جائز ومباح رکھا ہے تا کہ زائرین کو آرام ملے اور اس کے سائے میں بیٹھ سکیں۔ اسی طرح مفاتیح شرح مصابیح میں بھی ہے اور مشاہیر فقہا میں سے اسمٰعیل زاہدی نے بھی اسے جائز قرار دیا ہے"۔

علامہ سید طحطاوی نے حاشیۂ مراقی الفلاح میں صراحۃً فرمایا کہ اس میں کچھ کراہت بھی نہیں:

"تہ خانوں کے اندر تدفین کے مسئلہ میں لکھتے ہیں۔ قرافۂ مصر جیسی جگہ میں لحد نہیں بن پاتی اور کئی ایک آدمیوں کو ایک ساتھ دفن کرنا مجبوری کی وجہ سے ہے۔ رہی تعمیر تو اس بارے میں اختلاف گزر چکا ہے، اور اختلاط تو مجبوراً ہے، اگر مُردوں کے درمیان آڑ کر دی جائے تو کوئی کراہت نہیں"۔

نہایت یہ کہ امام اجل ابُو عبداللہ محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی نے تنویر الابصار و جامع البحار پھر علامہ محقق علاء الدین محمد دمشقی نے شرح تنویر پھر فاضل جلیل سیّدی احمد مصری نے حاشیہ مراقی میں تصریح وتقریر فرمائی کہ قولِ جواز ہی مختار ومفتی بہ ہے۔

"یہ علامہ غزی کی عبارت ہے: اس پر کوئی عمارت بلند نہ کی جائے اور کہا گیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، اور یہی مختار ہے"۔

بعد تصریح صریح افتاء وترجیح، مجال کلام کیا ہے:

"اس مقام کی تحقیق اسی طرح ہونی چاہیئے بادشاہ محسن علاّم کی توفیق سے اور اسی سے علماء اعلام کے کلمات میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ اور خدائے پاک و

Marfat.com

برتر خوب جاننے والا ہے اور اس کا علم زیادہ کمال واستحکام والا ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۴۱۲ تا ۴۱۹)

گویا مخلوق خدا کی راحت اور اس کے آرام وسکون کی خاطر قبروں پر عمارتیں اور قبے تعمیر کرنا جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں اور جیسا کہ آپ پڑھ چکے۔ یہی مختار قول ہے۔

لہٰذا قبے اور مزارات گرانا خصوصاً ایسی قبور سے جن کی زیارت کے لئے اکثر مخلوق خدا جاتی ہے، کسی بھی طرح مستحسن عمل نہیں ہے کہ جس پر فخر کیا جائے۔ اور حکومت سعودیہ نے حضور اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبور مقدسہ سے جو سلوک کیا ہے آج بھی اس پر ہر آنکھ اشکبار ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تصویر نمبر 6 تا 18

زیارت قبور اور نبی اکرم ﷺ سے ثابت شدہ عمل:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: "نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا"۔

"میں تمہیں زیارت قبور سے روکا کرتا تھا تو (اب) ان کی زیارت کیا کرو"۔[1]

کتب حدیث میں مختلف طرق سے زیارت قبور کی اجازت کے متعلق بہت سی احادیث مبارکہ نقل کی گئی ہیں۔

نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فان فی زیارتھا تذکرۃً۔

(i) آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا۔ ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ ان کی زیارت میں نصیحت ہے"۔[2]

۱- صحیح مسلم ۲/۶۷۲

۲- سنن ابی داؤد ۳/۲۱۸

Marfat.com

(ii) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

و عن عائشة رضی اللہ عنہا أن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم: "رخّص فی زیارة القبور"۔

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور کی رخصت عنایت فرمائی''۔[1]

(iii) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

و عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فانها تزهد فی الدنیا و تذکر الآخرة"۔

''میں تمہیں زیارت قبور سے روکا کرتا تھا۔ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا میں زہد اختیار کرنے کا باعث ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے''۔[2]

(iv) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

و عن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ و فهیا قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ألا انی قد کنت نهیتکم عن ثلاث، ثم بدا لی فیهن، نهیتکم عن زیارة القبور ثم بدا لی أنها ترق القلب و تدمع العین و تذکر الآخرة فزوروها ولا تقولوا هجراً"۔

''جان لو! میں تمہیں تین چیزوں سے روکا کرتا تھا پھر میرے لئے ان میں معاملہ ظاہر ہو گیا۔ میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا پھر میرے لئے ظاہر ہوا کہ یہ دل کو نرم کرتی، آنکھوں سے آنسو بہاتی اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں تو ان کی زیارت کیا کرو اور جھوٹ مت کہو''۔[3]

(v) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

و عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها ولا تقولوا هجراً"۔

۱- سنن ابن ماجہ ۱/۵۰۰

۲- سنن ابن ماجہ ۱/۵۰۱

۳- المسند ۳/۲۳۷

Marfat.com

''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا اب ان کی زیارت کیا کرو اور جھوٹ مت کہو''۔[1]

(vi) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

و عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "انی نهيتكم عن ثلاثٍ ثم بدا لی فيهم، نهيتكم عن زيارة القبور ثم بدا لی أنه ترق القلب و تدمع العين و تذكر......"

''میں نے تمہیں تین چیزوں سے روکا تھا پھر ان میں میرے لئے معاملہ ظاہر ہو گیا میں نے تمہیں زیارت قبور سے روکا تھا پھر میرے لئے ظاہر ہو گیا کہ یہ دل کو نرم کرتی ہے آنکھوں سے آنسو بہاتی اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں......''۔[2]

(vii) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

و عن بريدة عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فان فی زيارتها تذكرة"۔

''میں نے تمہیں زیارت قبور سے روکا تھا۔ ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ ان کی زیارت میں نصیحت ہے''۔[3]

(viii) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

و عن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تذكركم الموت"۔

''میں نے تمہیں زیارت قبور سے روکا تھا۔ ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ

۱- مسند الشافعی صفحہ ۳۶۱

۲- مسند ابی یعلیٰ ۶/۳۷۳

۳- مسند ابن الجعد ۲/۷۸۰

Marfat.com

تمہیں موت کی یاد دلاتی ہیں''۔[1]

(ix) ایک اور روایت میں اس طرح ہے:

و فی روایة أخری عنه "کنت نهیتکم عن زیارة القبور ألا فزوروها فانه یرق القلب و تدمع العین و تذکر الآخرة ولا تقولوا هجراً"۔

''میں تمہیں زیارت قبور سے روکا کرتا تھا۔ خبردار! ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دل کو نرم کرتی، آنکھوں سے آنسو بہاتی اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں اور جھوٹ مت کہو۔[2]

(x) حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

و عن أم سلمة رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: "نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فان لکم فیها عبرة"۔

''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا۔ ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ تمہارے لئے ان میں عبرت ہے''۔[3]

ان احادیث مبارکہ نے وہ حدیث مبارک جس میں قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کا ذکر ہے، اسے منسوخ کر دیا۔ یعنی ناسخ احادیث وہ ہیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبروں کی زیارت کی اجازت مرحمت فرمائی گئی ہے جو کہ پیچھے گزر چکی ہیں۔ اور ان کے علاوہ وہ حدیث مبارک ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی گئی ہے اور اسے شیخین نے صحیحین میں ذکر کیا ہے۔

لہٰذا جنت البقیع کی زیارت کی مشروعیت پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اس میں وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے تسلی حاصل کرتے ہیں اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی زیارت فرمایا کرتے تھے اور صبح و شام اس کی طرف جاتے تھے اور اہل قبور کے لئے دعا فرماتے اور ان کیلئے

۱- المستدرک ۱/۵۳۱

۲- المستدرک ۱/۵۳۲

۳- المعجم لکبیر ۲۳/۲۷۸

Marfat.com

مغفرت طلب فرماتے تھے۔اسی طرح جنت البقیع کے علاوہ بھی زیارت قبور جائز ہے۔

تو زائر مدینہ منورہ کیلئے جائز ہے کہ وہ جنت البقیع جائے اور اہل قبور کو سلام کہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے کہ ''مجھے ان کے لئے یعنی جنت البقیع کے اہل قبور کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے''۔[1] ہمیں بھی اس کی تعلیم دی۔

امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

عن عائشة رضی اللہ عنہا أن النبی ﷺ کان یقول: "السلام علیکم دار قوم مؤمنین وأتاکم ما توعدون غدا مؤجلون وانا ان شاء اللّٰہ بکم لاحقون اللّٰھم اغفر لأھل بقیع الغرقد"۔[2]

گروہ مؤمنین کے گھر! تم پر سلامتی ہو۔جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ تمہارے پاس آئے گی کل وہ مؤخر ہے۔اور بیشک ہم تم سے ملنے والے ہیں۔انشاءاللہ! اے اللہ! اہل جنت البقیع کو بخش دے۔

اور جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں کیسے کہوں؟ تو ارشاد فرمایا۔تم ایسے کہو:

قال: "قولی السلام علی اھل الدیار من المؤمنین والمسلمین و یرحم المتقدمین والمستأخرین و انا ان شاء اللّٰہ بکم لاحقون"۔[3]

''تم پر سلامتی ہو۔آگے جانے والو اور پیچھے رہ جانے والوں پر (اللہ تعالیٰ) رحم فرمائے اور بے شک ہم تم سے ملنے والے ہیں انشاءاللہ''۔

جنت البقیع اور اس کی مقدس و متبرک مٹی نے وہ فضائل عظیمہ حاصل کئے کہ ہر مسلمان خصوصاً وہ جو مدینہ منورہ اور اس کے گرد و نواح میں رہتے ہیں سب اس میں دفن ہونا چاہتے

۱۔ مسند احمد ۶/۲۵۲

۲۔ صحیح مسلم ۲/۶۶۹

۳۔ السنن الکبریٰ ۱/۶۵۵، صحیح ابن حبان ۱۶/۴۵

Marfat.com

ہیں کیونکہ جنت البقیع اور اس میں دفن ہونے والوں کے لئے بہت سی فضیلتیں اور برکتیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تصویر نمبر 19، 20

Marfat.com

جنت البقیع ،اس کی زیارت اوراس میں مدفون شخص کے فضائل

جنت البقیع میں مدفون شخص کی فضیلت میں بکثرت احادیث صحیحہ آئی ہیں اسی وجہ سے ہر مسلمان اپنے رب کریم عزوجل سے یہی التجاء کرتا ہے کہ اسے بھی جنت البقیع میں دفن ہونے والوں میں شامل کیا جائے۔ وہ اقوال وافعال جو اس کی فضیلت کے متعلق نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں جو اس بابرکت مٹی میں دفن ہوا ان کی وجہ سے مدینہ منورہ اور اس کے گردونواح کے رہائشی تمام جنت البقیع میں دفن کیے جانے پر حریص ہیں۔

اس کی فضیلت کے متعلق اقوال درج ذیل ہیں۔

1-مدینہ منورہ میں مرنے والے کیلئے شہادت رسول ﷺ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فعن عبد الله بن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: "من استطاع ان يموت بالمدينة فليمت بها فانى اشفع لمن يموت بها"۔

"جو مدینہ منورہ میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہو تو یہیں فوت ہو کیونکہ جو مدینہ منورہ میں فوت ہوگا میں اس کی شفاعت کروں گا"۔[1]

2-دعاء واستغفار نبی کریم ﷺ:

نبی کریم ﷺ نے اہل بقیع کے لئے دعا فرمائی ،ان کے لئے مغفرت طلب فرمائی اوران کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

1- جامع الترمذی ۵/۷۱۹، سنن ابن ماجه۲/۱۰۳۹، مسند احمد۲/۷۴، ابن صحیح حبان: ۹/ ۵۷

Marfat.com

آپ ﷺ صبح و شام جنت البقیع تشریف لے جاتے اور صحابہ کرام میں سے وفات پا جانے والوں کے جنازے میں حاضر ہوتے اور جب کوئی نئی قبر دیکھتے تو اس کے متعلق پوچھتے اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کرنے کے لئے تشریف لے جاتے اور صحابہ کرام کو اس میت کے متعلق خبر نہ دینے کی بنا پر انہیں سرزنش فرمانے کے بعد اس کی نماز جنازہ ادا فرماتے اور فرماتے کہ میرا ان کی نماز جنازہ ادا کرنا ان کیلئے رحمت کا باعث ہے۔[1]

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

و عن أم المؤمنين عائشة رضی اللہ عنہا أنها قالت كان رسول الله ﷺ كلما كان ليلتها من رسول الله ﷺ يخرج من آخر الليل الى البقيع فيقول:

میری باری والے روز رات کے آخری حصے میں رسول اللہ ﷺ جنت البقیع کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے:

"السلام عليكم دار قوم مؤمنين وأتاكم ما توعدون غدا مؤجلون وانا ان شاء الله بكم لاحقون اللهم اغفر لاهل بقيع الغرقد"۔[2]

''اے گروہ مؤمنین کے گھر! تم پر سلامتی ہو۔ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ تمہارے پاس آئے گی کل وہ مؤخر ہے۔ اور انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں اے اللہ اہل جنت البقیع کو بخش دے''۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ''المؤطا'' میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مبارک نقل کی ہے۔ اس میں اس طرح ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انی بعثت الی أهل البقيع لأصلي عليهم۔

''مجھے اہل جنت البقیع کی طرف ان کی نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے''۔[3]

۱- سنن ابن ماجہ ۱/۴۸۹، ابن حبان ۷/۳۶۰

۲- صحیح مسلم ۲/۶۶۹، صحیح ابن حبان ۱۰/۳۸۲، مسند احمد ۶/۱۸۰، السنن الکبریٰ ۵/۲۸۸

۳- الموطا ۱/۲۴۲، المجتبیٰ من السنن ۴/۹۳، مسند ابن راھویہ ۲/۴۵۶

Marfat.com

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''سنن'' میں حضرت ابو مویہبہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال: بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم من جوف الليل، فقال: "يا أبا مويهبة اني أمرت أن أستغفر لأهل البقيع"۔

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آدھی رات کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''اے ابو مویہبہ! مجھے جنت البقیع والوں کیلئے مغفرت طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے''۔[1]

3۔ سب سے پہلے حشر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد زمین کے تمام قبرستانوں سے پہلے اہل جنت البقیع کو قبروں سے اٹھایا جائے گا اور جمع کیا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أنا أوّل من تنشقّ عنه الارض ثمّ ابو بكر ثمّ عمر ثمّ آتي اهل البقيع فيحشرون معي ثمّ انتظر اهل مكة فاحشر بين الحرمين"۔

''سب سے پہلے مجھ پر سے زمین (قبر) پھٹے گی پھر ابو بکر صدیق اور پھر عمر فاروق سے پھر میں اہل جنت البقیع کی طرف آؤں گا تو وہ میرے ساتھ جمع کئے جائیں گے پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ اور دونوں حرم (مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ) کے درمیان حشر بپا ہوگا''۔[2]

4۔ قیامت کے دن مامون:

جو آدمی مکہ اور مدینہ میں سے کسی ایک شہر میں مرتا ہے وہ قیامت کے دن مامون

۱- سنن دارمی ۱/۵۰، مسند احمد ۳/ ۴۸۸-۴۸۹، فضائل المدینہ ۳/ ۲۸۵-۲۸۶

۲- جامع ترمذی ۵/ ۶۲۲، صحیح ابن حبان ۱۵/ ۳۲۴، المستدرک ۲/ ۵۰۵، فضائل الصحابہ ۱/ ۲۳۱، ۱۵۰۶ المعجم الکبیر ۱۲/ ۳۰۵، بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث ۲/ ۱۰۰۱، فضائل المدینہ ۳/ ۲۸۹

Marfat.com

(بے خوف اور مطمئن) اٹھایا جائے گا۔

امام طبرانی نے المعجم الصغیر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث مبارک نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "منْ مات فی احد الحرمین بعث آمنا یوم القیامة"۔

"جو دونوں حرموں (مکہ اور مدینہ) میں سے کسی ایک میں مرتا ہے وہ قیامت کے دن بے خوف اٹھے گا"۔ [1]

5- چہرے چودھویں کے چاند اور جنت میں بلا حساب داخلہ:

اللہ رب العزت جنت والوں میں سے ستر ہزار آدمی ایسے اٹھائے گا جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند ہوں گے۔ وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

امام حاکم اور ابن حبان وغیرہ نے حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کے طریق سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "أترین هذه المقبرة۔ (لبقیع الغرقد)؟ یبعث اللہ منها سبعین الفاً یوم القیامة علی صورة القمر لیلة البدر یدخلون الجنة بغیر حساب"۔

"کیا تو یہ قبرستان (جنت البقیع) دیکھ رہی ہے؟ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے ستر ہزار آدمی ایسے اٹھائے گا جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند ہوں گے وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے"۔ [2]

۱- سنن البیهقی ۵/۲۴۵، مسند طیالسی صفحه۱۲، سنن الدارقطنی ۲/۲۷۸، المعجم الاوسط و الصغیر باسناد حسن

۲- المستدرک ۴/۵۶۸، المعجم الکبیر ۲۵/۱۸۱-۱۸۲، الثقات ۱/۲۶۹، فتح الباری ۱۱/۴۱۳، فضائل المدینة ۳/۲۷۴

Marfat.com

6-اہل بیت اور صحابہ کرام کا مدفن مقدس:

جنت البقیع کے فضائل میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ اس میں اہل بیت رسول، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں، ازواج مطہرات، پھوپھیاں، نواسے اور کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دفن ہیں۔ ان میں سے پہلے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور بعض روایات کے مطابق حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں علاوہ ازیں مہاجرین و انصار میں سے خیار صحابہ، تابعین، تبع تابعین، علمائے عاملین، اولیائے صالحین اور امت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کے نیک لوگ دفن ہیں۔

یہی وہ اسباب ہیں جن کی بناء پر اہل مدینہ اس میں دفن ہونے پر حریص ہیں حتیٰ کہ اگر علاج وغیرہ کے لئے یا کسی کام کے لئے اہل مدینہ کو باہر جانا پڑے اور اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ سے باہر ہی انہیں موت سے ہمکنار کردے تو اللہ تعالیٰ اس مملکت کے احکام کو جزائے خیر عطا فرمائے، احکام مملکت نے ہر مدنی کیلئے اس میں دفن ہونا ممکن بنا دیا ہے اور مملکت سے باہر جانے کے لئے اور دیگر نقل وحرکت کے لئے وسائل آسان کر دیئے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ احکام مملکت کو برکتیں عطا فرمائے اور جو بھی جنت البقیع میں دفن ہو اس کی نیکیوں کو ان احکام کے میزان اور ان کے والد مؤسس اوّل کے میزان میں اضافے کا باعث بنائے۔ آمین ثم آمین۔

تصویر نمبر 21 تا 26

مہاجرین میں سے جنت البقیع کے پہلے مدفون:

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد اہل بیت اور صحابہ کرام میں سے جو فوت ہوئے ان میں سے اکثر جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔[1]

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "المدارک عن الامام مالک" میں نقل کیا ہے کہ مدینہ منورہ

1- فصول من تاریخ المدینہ صفحہ ۱۶۷

Marfat.com

میں تقریباً دس ہزار صحابہ کرام نے وفات پائی۔ انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا اور باقی صحابہ کرام مختلف شہروں میں بکھر گئے۔[1] (مختلف شہروں میں دفن کیے گئے)

احادیث صحیحہ میں قبروں پر عمارت تعمیر کرنے اور ان پر چونا کرنے کی جو نہی وارد ہوئی ہے اس کی بنا پر بہت سی قبور کے نشانات مٹ گئے اور اہلبیت رسول، صحابہ کرام اور تابعین میں سے چند افراد کی قبور کے علاوہ کوئی قبر معروف نہیں ہے اور جن قبور کی اکمل پہچان اور معرفت حاصل ہے تو ان کی معرفت اہل مدینہ کے تواتر سے ثابت ہے علاوہ ازیں ان قبور کا محل وقوع اور آپس میں تعلق بھی ان کی معرفت کا سبب ہے۔

لہٰذا قبور صحابہ میں سے جس قبر کی معرفت تواتر سے ثابت ہے وہ قبر صحابی رسول حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اس طرح کہ مہاجرین میں سب سے پہلے انہیں ہی جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔[2]

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابہ'' میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تیرہ آدمیوں کے بعد ایمان لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اور آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے سائب نے پہلی ہجرت حبشہ کی طرف کی۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ان پہلے آدمیوں میں سے تھے جنہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔[3] آپ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں شرکت کی اور شعبان کے مہینے میں وفات پائی۔ اس وقت ہجرت مدینہ کو تیس ماہ گزرنے والے تھے۔ مہاجرین میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور سب سے پہلے جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔[4]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا فرماتی ہیں:

۱- المدارك عن الامام مالك

۲- وفاء الوفاء ۸۹۲/۳

۳- الاصابہ ۴۶۱/۴

۴- الطبقات ۳۹۶/۳

Marfat.com

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قبّلَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن مظعون وھو میت، وھو یبکی و عیناہ تذرفان۔

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی میت کو بوسہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے''۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ألحق بسلفنا الصالح عثمان بن مظعون"۔

''ہمارے سلف صالح عثمان بن مظعون سے مل جاؤ''۔[1]

ابن حبان نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "أذھب عنك أبا السائب خرجت منھا ولم تلبس منھا بشیء" و أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أعلم علی قبرہ بحجر، و کان یزورہ۔

''اے ابو سائب! آپ اس حال میں دنیا سے گئے کہ دنیا کی کوئی چیز آپ سے ملی ہوئی نہیں تھی''۔

آقائے نامدار مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی قبر پر بطور علامت ایک پتھر رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر کی زیارت کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔[2]

اللہ تعالیٰ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور ہر وہ صحابی جو جنت البقیع میں دفن ہے ان سب پر رحم فرمائے۔ انہوں نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا و استغفار، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز جنازہ پڑھانے کا شرف حاصل کیا ہے۔ تو انہیں مبارک ہو اور ہر وہ مسلمان جو اس بابرکت مٹی میں دفن ہوتا ہے، اسے بھی مبارک ہو۔

۱- الاصابہ ۴/۴۶۱

یہی الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت کہے تھے۔

کما رواہ احمد و ابن سعد و الطبرانی و الحاکم و ابن شیبہ وغیرھم ،فضائل المدینۃ ۳/۲۷۷

۲- الاکمال صفحہ ۲۹۰

Marfat.com

اے اللہ! ہمیں ان صحابہ کا پڑوس نصیب فرما درانحالیکہ تو ہم سے راضی ہو۔ اے دعاؤں کو سننے والے اور شرف قبولیت سے نوازنے والے۔

انصار میں سے جنت البقیع کے پہلے مدفون:

الاکمال کے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید رضی اللہ عنہ بنونجار قبیلہ میں سے تھے۔ آپ کی کنیت ابوامامہ تھی اور انہیں اسعد الخیر بھی کہا جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ انصار کے مشہور سرداروں میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والے ابتدائی لوگوں میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بیعت عقبۂ اولیٰ، ثانیہ اور ثالثہ تینوں میں حاضر تھے[1] انصار میں سے سب سے پہلے آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے سب سے پہلے وہاں نماز جمعہ ادا کی۔[2]

ابن سعد نے روایت کیا ہے:

روی ابن سعد بسندہ: لما تُوفي أسعد بن زرارة رضی اللہ عنہ حضر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم غَسْلَهُ و كفَّنه في ثَلَاثَةِ أثواب؛ منها برد، و صلى عليه ورئي رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يمشيْ أمام الجنازة و دفنه بالبقيع۔

''جب حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو انہیں غسل دیے جانے کے وقت رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاس تشریف فرما تھے۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تین کپڑوں میں کفن دیا ان میں سے ایک چادر تھی۔ بعدازاں ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہ کے جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا گیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا''۔[3]

انصار کہتے تھے کہ ان میں سے سب سے پہلے جنت البقیع میں دفن کیے جانے والے

۱- الاکمال صفحہ ۲۵

۲- الاکمال صفحہ ۲۵

۳- طبقات ابن سعد ۳/ ۶۱۱-۶۱۲

Marfat.com

اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ حضرت اسعد رضی اللہ عنہ نے ہجرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے پہلے سال نویں مہینے شوال کی ابتداء میں وفات پائی۔ مسجد نبوی اس وقت تعمیر کی گئی اور یہ واقعہ غزوۂ بدر سے پہلے کا ہے جب آپ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو بنونجار قبیلہ کے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارا سردار وفات پا چکا ہے۔ ہمارا سردار مقرر فرمایئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أنا نقیبکم۔

''میں تمہارا سردار ہوں'' ۔[1]

تصویر نمبر 27

دور حاضر میں جنت البقیع کے اہم مقامات:

گزشتہ اوراق میں ہم نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ انصار میں سے سب سے پہلے جنت البقیع میں صحابی جلیل حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہجرت کے پہلے سال شوال کے مہینے میں فوت ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بعد مہاجرین میں سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہجرت کے تیسرے سال شعبان کے مہینے میں فوت ہوئے۔

لہٰذا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ انصار میں سے حضرت اسعد بن زرارہ اور مہاجرین میں سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما ہجرت کے بعد سب سے پہلے فوت ہوئے۔ جیسا کہ دونوں گروہوں نے دعویٰ کیا ہے۔ لیکن حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات اور آپ کے دفن کیے جانے کا واقعہ اور جو اس کے متعلق روایات آئی ہیں، ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بقیع الغرقد کو مسلمانوں کے قبرستان کے طور پر مقرر فرمایا۔

امام حاکم نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرتاد لأصحابه مقبرة یدفنون فیها فکان

۱- طبقات ابن سعد ۳/۶۱۱، اسد الغابہ ۱/۸۶، الاصابہ ۱/۳۴

Marfat.com

قد طلب نواحي المدينة و أطرافها "ثم قال أُمِرْتُ بهذا الموضع"، يعني البقيع۔

''نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے لئے ایسا قبرستان تلاش کیا کرتے تھے جس میں انہیں دفن کیا جائے۔ آپ ﷺ (اس کی تلاش میں) مدینہ منورہ کے گردو نواح میں پھرتے رہے۔ پھر ارشاد فرمایا: امرت بهٰذا الموضع۔ کہ مجھے اس جگہ یعنی جنت البقیع کا حکم دیا گیا ہے''۔[1]

اور جب آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں حضرت عثمان مظعون رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں دفن کیا جائے اور ارشاد فرمایا:

و قال: "الحقوه بسلفنا الصالح"۔

''اسے ہمارے سلف صالح کے ساتھ ملا دو''۔

یہ حدیث مبارکہ پہلے گزر چکی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبور کی معرفت اور پہچان کی اہمیت نبی کریم ﷺ کے فعل مبارک سے ثابت ہوتی ہے اس طرح کہ جب آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن فرمایا تو ان کی قبر پر علامت کے طور پر ایک پتھر نصب فرمایا اور آپ ﷺ ان کی قبر کی زیارت کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔[2]

موجودہ دور میں یہی دو قبریں زیادہ معروف ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان پر علامت رکھی، ان پر قیام فرمایا اور ان دونوں صحابہ کے دفن کرنے میں آپ ﷺ نے شرکت فرمائی تو ان تمام اعمال کی برکت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا۔ یہی

۱- المستدرک ۳/۲۰۹

۲- الاکمال صفحہ ۲۹۰۔ الاکمال کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صالحین امت کی قبروں کی امتیازی حیثیت برقرار رکھنے کے لئے ان پر علامت کے طور پر کوئی چیز رکھنا (سبز چادر وغیرہ) جائز ہے اور یہ بھی پتہ چلا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبروں کو ملیامیٹ کرنا اور ان کا نام و نشان بھی باقی نہ چھوڑنا کسی بھی طرح قابل ستائش عمل نہیں ہے۔ حکام مملکت سعودیہ کو اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے اور انہیں صحابہ کرام کی قبور کی عزت و تکریم کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔ ۱۲ مترجم

Marfat.com

افعال آقائے کریم ﷺ نے اپنے بعض گھر والوں مثلاً حضرت زینب، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات پر اور اپنے بعض صحابہ کرام مثلاً حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر بھی سرانجام دیے۔

حضور سرورکائنات ﷺ سوائے پانچ قبروں کے کسی قبر میں نہیں اترے۔

1- مکہ مکرمہ میں حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر میں۔

2- حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے کی قبر میں۔ آپ ﷺ نے صاحبزادے کو گود میں اٹھایا ہوا تھا۔

3- حضرت عبداللہ مزنی ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کی قبر میں۔

4- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کی قبر میں۔

5- حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر میں۔[1]

باوجود اس کے کہ جنت البقیع میں ہزاروں صحابہ، تابعین، علماء، ائمہ، صالحین اور عوام الناس دفن کئے گئے مگر ان میں سے مشہور بہت کم ہیں جن کا شمار ہاتھوں کی انگلیوں پر ممکن ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ہر وہ آدمی جس کے لئے اس بابرکت قطعہ زمین میں دفن ہونا ممکن ہے وہ ان قبور میں دفن ہونے کا شرف حاصل کرلے۔ اور ایسا نسل در نسل چلتا رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ زمین اور اس پر رہنے والوں پر احسان فرمائے۔

تو سوائے اللہ علیم وخبیر کے کوئی نہیں جانتا کہ ایک ہی قبر میں امت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کتنے مرد اور عورتیں دفن کی گئیں اور آئندہ کتنے لوگ دفن کئے جائیں گے۔ تو ایسا ہوگا کہ ایک مرد یا عورت کو کسی صحابی، تابعی یا کسی صالح آدمی کی قبر میں دفن کیا جائے گا تو وہ بروز حشر ان کا پڑوس حاصل کرلے گا۔ (اے اللہ! ہمیں بھی اس عزت سے نواز! اے کریم اے قدرت والے)

بعض قبور کا باقی رہنا اور اہل مدینہ کی طرف سے ان کی معرفت اور پہچان کا تواتر سے ثابت ہونا جیسے کہ حضور ﷺ کی صاحبزادیوں، ازواج مطہرات اور پھوپھیوں کی قبریں

1- وفاء الوفاء ۳/۸۹۷

Marfat.com

اور بعض مشاہیر امت رضی اللہ عنہم کی قبریں ہیں۔ ان سب کی معرفت نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ ان کے سبب شعور و یقین کو تقویت پہنچانا مقصود ہے اس چیز کے ساتھ کہ جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں سے فرمایا ہے اور وہ بندے ایسے ہیں کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نیکی پر ڈٹے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دعا فرمائی، مغفرت طلب کی اور ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ علاوہ ازیں یہ مقصد بھی تھا کہ لوگوں کو ان قبور کی زیارت کی تعلیم دی جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

"انی أمرت أن أدعو لهم"۔

"مجھے ان کیلئے دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے"۔[1]

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے میں کم از کم ایک بار ضرور اہل جنت البقیع کے لئے دعا فرمانے تشریف لے جایا کرتے تھے۔[2]

لہٰذا ہر وہ مسلمان جسے مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہو اسے چاہیے کہ وہ جنت البقیع جائے اور ان قبروں کے پاس کھڑا ہو کر ان کیلئے دعا کرے تاکہ اسے آخرت یاد آئے اس کی آنکھیں نم ہوں اور اس کا دل نرم ہو جیسا کہ صادق و مصدوق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے۔

۱- مسند احمد ۶/۲۵۲

۲- صحیح مسلم ۹/۲

Marfat.com

جنت البقیع میں موجود مشہور قبریں

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ جنت البقیع میں چند قبریں ہی معروف و مشہور ہیں اور ان کی معرفت نسل در نسل اہل مدینہ کے تواتر سے ثابت ہے۔ آئندہ اوراق میں ہم ان معروف قبروں کا تذکرہ کریں گے اور اس کی ترتیب دور حاضر میں مسجد نبوی شریف کے بالمقابل جنت البقیع کے مغربی دروازے سے داخل ہونے کی بنیاد پر ہوگی۔

1۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی قبور:

جنت البقیع کے مرکزی دروازے سے داخل ہونے کے بعد بالکل سامنے تقریباً تیس میٹر کے فاصلے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیوں کی قبریں ہیں۔ ان قبروں اور مین گیٹ کے درمیان صرف ایک صحن ہے۔

صاحبزادیوں کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔

2۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا۔

3۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا۔

تصویر نمبر 28

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

جب سیدہ زینب بنت رسول رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "الحقی بسلفنا الصالح الخیر: عثمان بن مظعون "فبکت النساء فجعل عمر رضی اللہ عنہ یضربھن بسوطہ۔ فأخذ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ و قال: "مھلاً یا عمر" ثم قال صلی اللہ علیہ وسلم: "ابکین، و ایاکن و نعیق الشیطان" ثم قال صلی اللہ علیہ وسلم: "انہ مھما کان من العین والقلب فمن اللہ عزوجل و من الرحمۃ وما کان من الید واللسان فمن الشیطان"۔

"ہمارے بہترین سلف صالح عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے مل جاؤ"۔ اس وقت عورتیں رونے لگیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں کوڑے سے پیٹنے لگے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: مھلاً یا عمر! "اے عمر! ٹھہر جاؤ رک جاؤ"۔ پھر ارشاد فرمایا: ابکین و ایاکن و نعیق الشیطان۔ "اے عورتو! رولو اور شیطان کی چیخ و پکار سے بچو"۔ پھر ارشاد فرمایا: "یہ رونا کبھی آنکھ اور دل سے ہوتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور رحمت کی طرف سے۔ اور کبھی یہ رونا ہاتھ اور زبان سے ہوتا ہے تو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے"۔[1]

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا حضرت ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ اہل مکہ میں سے مال، امانت و دیانت اور تجارتی لحاظ سے بلند مرتبے پر فائز تھے۔

2- قبور اہل بیت رضی اللہ عنہم:

جب آدمی صاحبزادیوں کی قبروں کے سامنے کھڑا ہو تو اس کی دائیں جانب جنوب کی سمت تقریباً پچیس میٹر کے فاصلے پر اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کا مدفن ہے۔

تصویر نمبر 29

اس میں موجود قبور ان اہل بیت کرام کی ہیں۔

(i) سیدہ فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

فاطمۃ الزہرا بنت امام المتقین رسول اللہ محمد بن عبداللہ الہاشمیہ صلی اللہ علی ابیھا و

۱- مسند احمد ۱/۲۳۷-۲۳۸، المستدرک للحاکم ۳/۹۰ مجمع الزوائد ۹/۳۲۰

Marfat.com

علیہا و سلم اپنی دادی جان کے نام کی کنیت استعمال کرتی تھیں اور ان کا لقب زہراء تھا۔

آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد گرامی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کیں اور آپ رضی اللہ عنہا سے آپ کے بیٹوں، آپ کے شوہر حضرت علی، عائشہ صدیقہ، ام سلمہ، ام رافع اور حضرت انس رضی اللہ عنہم نے روایت کی اور حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا سے مرسل احادیث روایت کیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کعبہ تعمیر کیا جا رہا تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال تھی سوائے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد آپ سے جدا ہو گئی تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہی چلی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

تقول عائشة رضی اللہ عنہا ما رأيت أحداً أفضل من فاطمة رضی اللہ عنہا غير أبيها۔ و تروى أيضاً تقول: أقبلت فاطمة رضی اللہ عنہا تمشي كأن مشيتها مشي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "مرحباً بابنتي" ثم أجلسها عن يمينه ثم أسرَّ اليها حديثاً فبكت، ثم أسر اليها حديثاً فضحكت، فقلت: ما رأيت كاليوم أقرب فرحاً من حزن۔ فسألتها عما قاله فقالت: ما كنت لأفشي على رسول الله صلى الله عليه وسلم سراً، فلما قُبض سألتها فاخبرتني انه قال: "انك أول أهل بيتي لحوقاً بي و نعم السلف أنا لك" أما الذي أبكاها فهو اخباره صلى الله عليه وسلم لها بأنه سيقبض و يلحق بالرفيق الأعلى۔

"میں نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے افضل سوائے ان کے والد گرامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہیں دیکھا"۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پیدل چلتی ہوئی آئیں تو ان کی چال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کی مانند تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری بیٹی! خوش آمدید"۔

Marfat.com

پھر انہیں اپنی دائیں طرف بٹھایا ان سے سرگوشی کی تو وہ رو پڑیں پھر آپ ﷺ نے سرگوشی کی تو ہنس پڑیں تو میں نے کہا کہ میں نے آج کے دن کی مانند کوئی خوشی غم کے قریب نہیں دیکھی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز افشاء نہیں کروں گی بعد ازاں جب رسول ﷺ وصال فرما گئے تو میں نے پھر ان سے پوچھا تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا تھا:

''تم میرے گھر والوں میں سب سے پہلے مجھے ملو گی اور میں تمہارے لئے کتنا بہترین سلف (آگے جانے والا اجر) ہوں''۔

اور جس چیز نے انہیں رلایا تھا وہ یہ تھی کہ آقائے کریم ﷺ نے انہیں یہ بتایا تھا کہ عنقریب وہ وصال پا جائیں گے اور رفیق اعلیٰ سے مل جائیں گے''۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام رافع رضی اللہ عنہا کے طریق سے روایت کیا آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

روی الامام أحمد من طریق أم رافع قالت: مرضت فاطمة (رضی اللّٰہ عنہا) فلما کان الیوم الذی توفیت فیہ قالت لی: یا أمہ اسبکی لی غسلاً۔ فاغتسَلَت کأحسن ما کانت تغتسل، ثم لبست ثیاباً لھا جدد، ثم قالت: اجعلی فراشی وسط البیت، فاضطجعت علیہ و استقبلت القبلة و قالت: یا أمہ انی مقبوضة الساعة و قد اغتسَلْتُ فلا یکشفن لی أحد کنفاً۔ فماتت فجاء علی فأخبر فاحتملھا و دفنھا بغسلھا ذلك، فکانت وفاتھا لیلة الثلاثاء لثلاث خلون من رمضان سنة احدی عشرة و صلی علیھا العباس، و نزل ھو و علی والفضل فی حفرتھا و دفنت بالبقیع، رضی اللّٰہ عنھم أجمعین۔

''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں اور جب ان کی وفات کا دن آیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اے والدہ محترمہ! مجھے غسل کروایئے اور جس طرح آپ غسل

Marfat.com

کیا کرتی تھیں اس سے بہتر غسل فرمایا پھر نئے کپڑے زیب تن فرمائے اور فرمایا میرا بستر گھر کے درمیان میں لگائیے۔ پھر بستر پر تشریف فرما ہوئیں اور قبلہ کی طرف رخ کر لیا اور پھر فرمایا اے والدہ! میری روح اس گھڑی قبض کر لی جائے گی میں غسل کر چکی ہوں تو اب میرا استر یا پردہ کوئی نہ کھولے۔ بعد ازاں آپ وفات پا گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ان سے یہ بات بیان کی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی غسل کو برقرار رکھتے ہوئے اسی حالت میں آپ کو دفن فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہا بروز منگل تین رمضان المبارک ۱۱ھ کو واصل بحق ہوئیں آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ادا فرمائی اور قبر میں بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ اترے اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا"۔[1]

(ii) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(iii) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما۔

(iv) بعض روایات کے مطابق حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک بھی یہیں ہے۔

(v) حضرت زین العابدین بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم۔

تصویر نمبر 30 تا 32

(vi) حضرت محمد الباقر بن زین العابدین رضی اللہ عنہم۔

(vii) حضرت جعفر الصادق بن محمد الباقر رضی اللہ عنہما۔

(viii) سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفۂ چہارم ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جیسا کہ سمہودی نے حضرت زبیر بن بکار سے نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ منتقل کیا اور جنت البقیع میں دفن کیا۔

۱- الاصابۃ ۴/ ۳۷۷-۳۸۰

Marfat.com

3- امہات المؤمنین ازواج رسول اللہ ﷺ کی قبور:

حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادیوں کی قبر کے سامنے کھڑے ہوئے آدمی کے بائیں ہاتھ شمال کی جانب تقریباً آٹھ میٹر کے فاصلے پر ازواج رسول کی قبریں ہیں۔

ان کے نام نامی اسم گرامی درج ذیل ہیں:

1- سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا۔
2- سیدہ سودہ بنت زمعہ عامریہ رضی اللہ عنہا۔
3- سیدہ حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا۔
4- سیدہ زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہا۔
5- سیدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا۔
6- سیدہ جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہا۔
7- سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا۔
8- سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا۔
9- سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔

باقی رہیں سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اور سیدہ میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا تو ان میں سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ کے قبرستان المعلیٰ میں دفن کی گئیں اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ سے بارہ میل کے فاصلے پر مقام "سرف" پر دفن کی گئیں۔

تصویر نمبر 33 تا 35

4- حضرت عقیل بن ابی طالب اور آل ہاشم میں سے آپکے ساتھیوں کی قبور:

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی قبروں کے شمال میں تقریباً پانچ میٹر کے فاصلے پر درج ذیل حضرات کی قبور ہیں:

1- حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قبر۔
2- جواد العرب حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی قبر۔

Marfat.com

3- حضور اکرم ﷺ کے چچا زاد اور رضاعی بھائی حضرت ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی قبر۔

امام حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے:

''حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے رضاعی اور چچا زاد بھائی تھے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو چند دن دودھ پلایا تھا۔ آپ رسول اکرم ﷺ سے محبت کرتے تھے۔ جب رسول اکرم ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو آپ نے عداوت اختیار کر لی اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کی ہجو گوئی پر اتر آئے۔ اور ہر وہ جگہ جہاں قریش حضور ﷺ سے جنگ کرنے گئے آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا ساتھ دیا۔ پھر جب فتح مکہ کے سال رسول اکرم ﷺ کے مکہ مکرمہ کی طرف (حملہ کیلئے) متوجہ ہونے کا ذکر کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں اسلام قبول کرنے کا خیال القا کیا تو آپ رسول اکرم ﷺ کے مقام ابواء پر قیام پذیر ہونے سے پہلے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اپنے بیٹے جعفر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اسلام قبول کر لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ فتح مکہ اور غزوۂ حنین کے موقع پر حاضر رہے۔

حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حنین کے مقام پر ہمارا آمنا سامنا ہوا تو میں گھوڑے سے کود پڑا اور میں نے ہاتھ میں تلوار سونتی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ موت کے علاوہ میری کوئی خواہش نہیں تھی۔ اور وہ میری طرف دیکھ رہا تھا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ آپ کا بھائی اور آپ کے چچا کا بیٹا ابو سفیان بن حارث ہے آپ اس سے راضی ہو جائیے تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں راضی ہوا اور جو بھی عداوت اور دشمنی انہوں نے میرے ساتھ اختیار کی اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے۔

پھر آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''میری عمر کی قسم! میرا بھائی ہے''۔ تو میں نے رکاب میں آپ ﷺ کے قدم مبارک کو بوسہ دیا۔

علماء کرام فرماتے ہیں:

Marfat.com

''حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی نوفل بن حارث کی وفات کے چار ماہ بعد مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ ۲۰ ہجری کو فوت ہوئے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور جنت البقیع میں دار عقیل بن ابی طالب میں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وفات سے تین دن قبل اپنے لئے قبر تیار کر لی'' [1]

ابن شبہ کی روایت میں ہے کہ عبدالعزیز فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے:

''حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو قبروں کے درمیان گھومتے ہوئے دیکھا تو انہیں کہا اے ابن عم (چچا زاد بھائی)! میں کس وجہ سے آپ کو یہاں دیکھ رہا ہوں یعنی یہاں کیا کام ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ قبر کی جگہ تلاش کر رہا ہوں۔ تو وہ انہیں اپنے گھر لے گئے اور وہاں قبر بنانے کو کہا تو انہوں نے صحن میں قبر کھودی اور ایک ساعت قبر کے پاس بیٹھے رہے پھر واپس چلے گئے دو ہی دن گزرے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور اسی قبر میں دفن کیے گئے'' [2]

5- امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کی قبور:

حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قبر کی مشرقی جانب تقریباً دس میٹر کے فاصلے پر جہاں نئی پختہ گزرگاہوں کا اتصال ہوتا ہے، وہاں دو قبریں ہیں:

1- امام دار الہجرت وصاحب مذہب معروف امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی قبر۔

2- امام مالک اور قراء مدینہ منورہ کے شیخ حضرت نافع بن ابی نعیم رضی اللہ عنہ کی قبر۔

تصویر نمبر 36، 37

6- حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کی قبور:

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی قبر کی مشرقی جانب تقریباً بیس میٹر کے فاصلے پر درج

۱- مستدرک للحاکم ۳

۲- تاریخ مدینہ ۱/۱۲۷

Marfat.com

ذیل حضرات کی قبور ہیں:

1- حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر۔ مہاجرین میں سے انہی کو سب سے پہلے جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

2- ابراہیم بن رسول اللہ رضی اللہ عنہ کی قبر۔

3- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی قبر۔

4- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قبر۔

5- حضرت اسعد بن زراہ رضی اللہ عنہ کی قبر۔

6- حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی قبر۔

7- حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا۔ جیسا کہ مؤرخین نے ذکر کیا ہے۔ قول راجح یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما قال: بينما نحن جلوس مع رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ أتى آت فقال: يا رسول الله ان أم على و جعفر و عقيل قد ماتت۔ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : "قوموا بنا الى أمى" فقمنا و كان على رؤوس من معه الطير فلما انتهينا الى الباب نزع قميصه فقال: "اذا غسلتموها فاشعروها اياه تحت اكفانها" فلما خرجوا بها جعل رسول الله صلی الله علیه وسلم مرة يحمل و مرة يتقدم و مرة يتأخر حتى انتهينا الى القبر، فتمعك فى اللحد، ثم خرج فقال: "باسم الله و على اسم الله" فلما أن دفنوها قام قائماً فقال: "جزاك الله من أمّ و ربيبة خيراً فنعم الأم و نعم الربيبة كنت لى" قال: فقلنا له — أو قيل له —: يا رسول الله لقد صنعت شيئين ما رأيناك صنعت مثلهما قط قال: "ما هو؟" قلنا: بنزعك قميصك و تمعكك فى اللحد۔ قال: "أما قميصى فأردت ألا تمسها النار أبداً ان شاء الله، و أما تمعكى فى اللحد فأردت أن يوسع الله عليها قبرها"۔

Marfat.com

''ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! حضرت علی، جعفر اور عقیل رضی اللہ عنہم کی والدہ وفات پا گئی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آؤ میری والدہ کی طرف چلیں''۔ تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے اور جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ تھے گویا ان کے سروں پر پرندے تھے (وہ اس طرح چل رہے تھے) جب ہم ان کے گھر کے دروازے پر پہنچے تو آپ ﷺ نے اپنی قمیص اتاری اور ارشاد فرمایا: ''جب انہیں غسل دے لو تو یہ قمیص ان کے کفن کے نیچے لپیٹ دو''۔ جب ان کا جنازہ لے کر نکلے تو کبھی رسول اللہ ﷺ انہیں اٹھاتے (کندھا دیتے)، کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے یہاں تک کہ ہم قبر تک پہنچ گئے تو رسول اکرم ﷺ لحد میں لوٹ پوٹ ہوئے پھر باہر نکلے اور فرمایا: "بسم اللّٰه وعلی اسم اللّٰه" جب انہیں دفن کر دیا گیا تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس ماں اور پالنے والی کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ تو میرے لئے کتنی ہی اچھی ماں اور کتنی ہی اچھی پالنے والی تھی''۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ! آج آپ نے دو کام کیے ہیں جن کی مثل ہم نے آپ کو کبھی کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ارشاد فرمایا۔ کون سے؟ ہم نے عرض کی آپ کا قمیص اتارنا اور لحد میں لوٹ پوٹ ہونا تو فرمایا۔ ''قمیص اس وجہ سے اتاری تھی کہ میں چاہتا تھا انہیں کبھی بھی آگ نہ چھوئے انشاء اللہ اور لحد میں لوٹ پوٹ ہونا اس لئے تھا کہ میں چاہتا تھا اللہ تعالیٰ ان پر ان کی قبر وسیع فرما دے''۔[1]

ایک روایت میں آیا ہے:

قال: "ما أعفي أحد من ضغطة القبر الا فاطمة بنت أسد" قيل يا رسول اللّٰه ولا القاسم؟ قال: "ولا ابراهيم"۔

۱۔ تاریخ مدینہ لابن شبہ ۱/۱۲۴

Marfat.com

"قبر کے دبانے سے کسی کو بھی نجات نہیں دی گئی سوائے فاطمہ بنت اسد کے عرض کی گئی یا رسول اللہ! کیا قاسم کو بھی نہیں؟ فرمایا: اور ابراہیم کو بھی نہیں"۔[1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات اور آپ رضی اللہ عنہ کے دفن کے متعلق بہت سی احادیث آئی ہیں۔ان میں سے کچھ ہم ذیل میں ذکر کریں گے:

1- امام ابن حجر نے الاصابہ میں نقل کیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم فوت ہوئے تو فرمایا:

قال: "ألحق بسلفنا الصالح عثمان بن مظعون"۔

"ہمارے سلف صالح عثمان بن مظعون کے ساتھ مل جاؤ"۔[2]

2- ابویعلی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سعید کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن أنس قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: "ان ابراهيم ابني، و انه مات في الثدي و ان له لظئرين تكملان رضاعه في الجنة"۔

"بیشک ابراہیم میرا بیٹا ہے اور وہ شیر خوارگی کی حالت میں فوت ہوا ہے اس کیلئے جنت میں دو دائیاں ہیں جو اس کی مدت رضاعت مکمل کریں گی"۔[3]

امام احمد نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا فرماتے ہیں:

قال: صلى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم على ابنه ابراهيم، ومات وهو ابن ستة عشر شهراً۔ و قال: "ان له في الجنة من يتم رضاعه وهو صديق"۔

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔آپ نے چھ ماہ کی عمر میں وفات پائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کیلئے جنت میں مدت رضاعت مکمل کرنے کیلئے دائیاں ہوں گی اور یہ صدیق

۱- تاریخ مدینہ لابن شبہ ۱/۱۲۴

۲- الاصابہ ۲/۴۶۴

۳- مسند ابی یعلیٰ ۷/۲۰۵

Marfat.com

ہے"۔[1]

نبی کریم ﷺ نے آپ کی قبر پر پانی چھڑکا اور یہ پہلی قبر ہے جس پر پانی چھڑکا گیا
امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن محمد بن عمر رضی اللہ عنہ کے طریق سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا:

عن أبیه: ان رسول اللہ ﷺ رش علی قبر ابراهیم، و قال حین دفن:
"سلام علیکم"۔

"نبی کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور انہیں دفن کرتے وقت فرمایا: "سلام علیکم "تم پر سلامتی ہو"۔[2]

تصویر نمبر 38

نبی کریم ﷺ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر بہت غمگین ہوئے اور ان پر روئے۔
اور جب آپ ﷺ سے رونے کے متعلق پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا:

قال: "یحزن القلب، و تدمع العین علی ابراهیم، ولا نقول ما یسخط الربّ، و انا علی ابراهیم لمحزونون"۔

"دل غمگین ہوتا ہے اور آنکھیں ابراہیم کی موت پر آنسو بہاتی ہیں۔ اور ہم ایسی بات نہیں کہیں گے جو رب کریم کو ناراض کرے۔ اور ہم ابراہیم پر بہت غمگین ہیں"۔[3]

حضرت عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سیرین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔ فرماتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کی وفات کے وقت موجود تھی۔ اور جب بھی میں اور میری بہن عورتوں کی چیخ وپکار کی مانند چیخیں تو حضور ﷺ نے ہمیں منع نہیں فرمایا۔ لیکن جب آپ ﷺ کے صاحبزادے وفات پا گئے تو آپ ﷺ نے

۱- مسند امام احمد ۴/۲۸۳

۲- سنن بیہقی ۳/۴۱۱

۳- سنن بیہقی ۴/۶۹ مسند احمد ۴/۳۰۲، سنن الترمذی ۳/۳۲۸، المستدرک ۴/۴۳

Marfat.com

ہمیں چیخ و پکار سے منع فرمادیا۔ آپ ﷺ نے قبر کے کنارے پر انہیں اٹھالیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس وقت آپ کے پاس تھے۔ قبر میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اترے۔ میں اس وقت قبر کے پاس کھڑی رو رہی تھی۔ اچانک سورج گرہن لگ گیا تو لوگ کہنے لگے کہ یہ آپ ﷺ کے صاحبزادے کی موت کی وجہ سے ہے تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فقال رسول اللہ ﷺ: "انها لا تكسف لموت أحد ولا لحياته"۔

"اسے کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا"۔

آپ ﷺ نے قبر میں ایک سوراخ دیکھا تو اسے بند کرنے کا حکم دیا۔ تو پوچھا گیا یا رسول اللہ! کیا اس سے انہیں کوئی فائدہ پہنچے گا؟ تو ارشاد فرمایا:

فقال: "أما لا تنفعه ولا تضره ولكن تقر بعين الحي"۔

"نہ ہی انہیں کوئی فائدہ پہنچے گا اور نہ ہی کوئی نقصان ہوگا لیکن زندہ کی آنکھ کو ٹھنڈک پہنچے گی"۔[1]

تصویر نمبر 39 تا 41

7- مدفن شہدائے حرہ رضی اللہ عنہم:

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کی قبر سے تقریباً پچھتر میٹر کی دوری پر ایک مقام ہے۔ اسے مدفن شہدائے حرہ شرقیہ کہا جاتا ہے۔ اس جگہ ان لوگوں کی آرام گاہ ہے جو یزید بن معاویہ کے عہد خلافت میں جنگ کے دوران شہید ہوئے درانحالیکہ وہ مدینہ منورہ، وہاں کے قدسی صفت باشندوں اور وہاں کی بے نظیر بنیادوں کا دفاع کر رہے تھے۔ دور حاضر میں یہ مقام سطح زمین سے ایک میٹر بلند مستطیل نما پتھر کی شکل میں ہے۔

بعض کتب تاریخ میں آیا ہے کہ اس پر چھت ڈالی گئی تھی جس کی بلندی ارد گرد کی زمین سے متجاوز نہیں تھی۔

۱- المعجم الکبیر ۲۴/۳۰۶

Marfat.com

8-خلیفۂ ثالث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر انور:

شہدائے حرہ کی قبر سے تقریباً ایک سو پینتیس میٹر کے فاصلے پر شمال مشرقی سمت جلیل القدر صحابی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔ یہ قبر جنت البقیع سے باہر تھی لیکن اموی خاندان نے جب جنت البقیع میں توسیع کی تو یہ قبر بھی جنت البقیع میں شامل ہوگئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام ونسب عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس القرشی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب ''عبد مناف'' میں جا کر ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

آپ ذوالنورین اور مسلمانوں کے تیسرے خلیفۂ راشد ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں کا عقد آپ رضی اللہ عنہ سے کیا۔ پہلے آپ رضی اللہ عنہ کا عقد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا اور ان کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کیا گیا۔ بعد ازاں وہ بھی وفات پا گئیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "لو أن لنا ثالثة لزوجناك"۔

''اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں اسے بھی آپ کے عقد میں دے دیتا''۔

آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ کے زمرہ میں داخل ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی:

فقال: "غفر الله لك يا عثمان ما قدمت وما أخرته ما أسررت وما أعلنته وما هو كائن الى يوم القيامة"۔

''اے عثمان! اللہ تعالیٰ تیری مقدم و موخر، پوشیدہ اور اعلانیہ لغزشیں معاف فرمائے اور جو قیامت کے دن تک ہوں گی''۔

امام احمد نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لكل نبي رفيق، و رفيقي - يعني في الجنة - عثمان"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشا فرمایا:

Marfat.com

"ہر نبی کا رفیق ہوتا ہے اور جنت میں میرے رفیق عثمان بن عفان ہوں گے"۔[1]

24ھ کو محرم الحرام کی ابتداء میں ہفتہ کے دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بعد تیسرے دن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی۔ آپ رضی اللہ عنہ گیارہ سال اور گیارہ ماہ خلیفہ رہے حتیٰ کہ 18 ذی الحجہ 35ھ کو جمعۃ المبارک کے دن مدینہ منورہ میں شہید ہو گئے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر 82 سال تھی۔

اہل تراجم نے ذکر کیا ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رات کو دفن کر دیے گئے[2] اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض کے نزدیک حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع کے باہر آپ کو حش کوکب کے مقام پر دفن کیا گیا۔ (حش کوکب ایک کھیت تھا۔ اسے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے ابان رضی اللہ عنہ کیلئے خریدا۔ اسے خضراء ابان یا حش کوکب کہا جاتا تھا۔ یہ جگہ بنو امیہ نے جنت البقیع کے لئے ہبہ کی تو اسے جنت البقیع میں شامل کر لیا گیا)

دور حاضر میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر جنت البقیع کے شمالی حصے کے درمیان ایک بلند مقام پر واقع ہے اور اس کے اردگرد مشرق اور مغرب کی طرف جانے والوں کیلئے مرکزی سڑک ہے۔

تصویر نمبر 42، 43

9- حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر کے شمال میں تقریباً پچاس میٹر کے فاصلے پر جلیل القدر صحابی رسول سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق میں زخمی ہوئے تو آپ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے خون روک دیا حتیٰ کہ آپ بنو قریظہ قبیلے میں واپس لوٹ گئے۔ بعد ازاں آپ کا زخم پھوٹ پڑا اور آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے گھر

۱- المسند ۱/۷۴

۲- تاریخ المدینہ ۱/۱۱۵، فصول من تاریخ المدینہ صفحہ ۱۷۲، اسد الغابۃ ۳/۵۸۴، ۵۹۶، الاصابہ ۲/۴۶۲

Marfat.com

جسے دار ابن افلح کہا جاتا تھا اس سے متصل گلی کے اندر ایک کونے میں جنت البقیع کی انتہائی جانب آپ کی قبر بنائی گئی۔

بعض لوگوں پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے اور انہوں نے ان کی قبر کو حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں اور جن کی قبر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں ہے۔ ان کی قبر شمار کیا ہے۔

سید سمہودی نے وفاء الوفا میں یہ ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ صاحب عمدۃ الاخبار نے نقل کیا ہے:

"یہ بات بعید از قیاس ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ اور پالنے والی کہا ہے انہیں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ جن کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ ہمارے گزشتہ آباؤ اجداد میں سے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل و عیال میں سے مرنے والے ہر انسان کو ان کے پاس دفن کیا، ان کی قبر سے دور اس جگہ دفن فرماتے"۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ آپ نے غزوہ بدر، احد اور خندق میں شرکت کی۔ غزوہ خندق میں آپ زخمی ہوئے اور ایک ماہ باحیات رہے۔ قبیلہ بنو قریظہ میں لوٹنے کے بعد آپ کا زخم پھوٹ پڑا اور آپ وفات پا گئے۔

امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے روایت کیا ہے۔ فرماتی ہیں۔
حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ایک قریشی آدمی حبان بن عرقہ نے اکحل نامی رگ پر تیر مارا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے مسجد میں خیمہ لگوایا تا کہ قریب ہی سے ان کی عیادت کر سکیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: پھر ان کا زخم ٹھیک ہونا رک گیا تو حضرت سعد نے دعا کی: اے اللہ! اگر تو نے ہمارے اور کافروں کے درمیان جنگ ختم کر دی ہے تو میرا زخم کھول دے۔ اور مجھے اس میں موت دے دے تو ان کا زخم بہنا شروع ہو گیا۔ صحابہ کرام کو اس کے خون کے بہاؤ نے ہی خوفزدہ کیا۔ انہوں نے کہا اے خیمے والو! یہ کیا ہے؟ دیکھا

Marfat.com

توان کا زخم کھل چکا تھا۔ اسی سے آپ فوت ہو گئے۔ (متفق علیہ)

نبی کریم ﷺ حضرت سعد کو غسل دیے جانے کے وقت موجود تھے اور ان کی والدہ روتی ہوئی کہہ رہی تھیں "ام سعد کو سعد، ان کی اچانک موت اور ان کے جسم پر ہلاکت ہو"۔

تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فقال: "کل باکیۃ تکذبُ الا أمَّ سعد" ثم خرجوا به فقال الصحابة: ما حملنا یا رسول اللّٰہ میتاً أخف علینا منه۔ قال: "ما یمنعُه أن یَخفَّ وقد هبط من الملائکة کذا و کذا لم یهبطوا قط قبلَ یوهم، قد حملوه معکم"۔

"ہر رونے والی جھوٹی ہے سوائے ام سعد کے" پھر سب ان کا جنازہ لے کر نکلے تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے اس سے ہلکی میت کوئی نہیں اٹھائی۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اس کے ہلکا ہونے سے کون سی چیز مانع ہے حالانکہ آج اتنے فرشتے زمین پر اترے ہیں جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترے۔ انہوں نے تمہارے ساتھ انہیں اٹھایا ہوا تھا"۔

ابن سعد نے اسے روایت کیا اور اس کی اسناد حسن ہیں۔

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے:

عن النبی ﷺ: "ان لِلقبر ضَغطاتٍ ولو کان أحدٌ ناجیاً منها نجا منها سعد بن معاذ"۔

"قبر دباتی ہے اور اگر اس سے کوئی نجات پانے والا ہوتا تو سعد بن معاذ نجات پاتے" اس روایت کی اسناد قوی ہیں۔[1]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اگر کوئی قبر کے دبانے سے نجات پاتا تو سعد بن معاذ نجات پا جاتے" اور نبی کریم

۱- المسند ۶/۵۵، ۹۸

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تواتر سے مروی ہے:

ان العَرْشَ اهتزَّ لموت سَعْدٍ فرحاً به۔

''عرشِ الٰہی حضرت سعد کی وفات کی خوشی میں جھوم اٹھا''۔[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک حلے کے حسن سے تعجب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وثبت أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی حلة تعجبوا من حسنها: "لَمناديل سَعْدِ بن معاذ فی الجنةِ خير من هذه"۔

''جنت میں سعد بن معاذ کا رومال اس سے بہتر ہے''۔[2]

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں:

قال: جاء جبريل الی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: من هذا العبدُ الصالحُ الذی مات؟ فُتِحَتْ أبواب السماء و تحرك له العرشُ، فخرج رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، فاذا سعدٌ۔ قال: فجلس علی قبره الحديث۔

''حضرتِ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یہ کون نیک آدمی وفات پا گیا ہے؟ آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں اور اس کے لئے عرش الٰہی جھوم اٹھا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر کے پاس تشریف فرما ہوئے''۔[3]

ربیع بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن منکدر نے بیان کیا انہوں نے ایک آدمی سے روایت کیا۔ وہ آدمی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور لے کر چلا گیا۔ بعد میں اسے دیکھا تو وہ کستوری بن چکی تھی۔[4]

۱- صحیح البخاری ۳۸۰۳، صحیح مسلم ۶۲۶۶، جامع الترمذی ۳۷۴۸، سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۵۸

۲- مسند احمد ۳/۲۳۴، البخاری ۳/۱۳۸۴

۳- مسند احمد ۳/۳۲۷، مستدرک ۱/۲۰۶

۴- طبقات ابن سعد ۳/۴۳۱

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں:

و عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: ما كان أحدٌ أشدَّ فقداً على المسلمين بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صاحبيه أو أحدهما من سعد بن معاذ۔ اسناد حسن۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبین یا ان دونوں میں سے ایک کی وفات کے بعد مسلمانوں پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات سے زیادہ کوئی چیز سخت نہیں تھی۔ اس کی اسناد حسن ہیں۔ (کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال ۱۳/۴۰۶،۴۱۲)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے سینتیس سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی۔ آپ رضی اللہ عنہ جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ تو مبارک ہو حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کو کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ حاصل کیے۔

جزاك الله خيراً من سيّدِ قومٍ، فقد أنجزتَ ما وعدته، ولينجزنّك الله ما وعدك۔

"قوم کے سردار کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے تو نے جو وعدہ کیا اسے پورا کیا اور اللہ تعالیٰ نے تجھ سے جو وعدہ فرمایا وہ ضرور پورا فرمائے گا"۔

اس کے رجال ثقہ ہیں۔[1]

تصویر نمبر 44

10- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی قبر:

آپ رضی اللہ عنہ کی قبر جنت البقیع کے باہر شمال مشرقی جانب وہ راستہ جو حرہ شرقیہ کی طرف جاتا ہے، اس کے اعلیٰ (بلند) حصے پر واقع تھی۔ بعد ازاں سعودی عہد حکومت میں جنت البقیع کی آخری توسیع کے ضمن میں آپ رضی اللہ عنہ کی قبر بھی جنت البقیع میں شامل ہوگئی۔

ابن شبہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے:

۱- طبقات ابن سعد ۳/۴۲۹

Marfat.com

’’میرے والد ماجد (حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے فرمایا۔ بیٹے! میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرے ساتھی چلے گئے ہیں۔ پھر میرے قریب ہوئے اور مجھ سے ٹیک لگا کر جنت البقیع کے اس حصے میں آئے جہاں کوئی بھی دفن نہیں تھا۔ اور فرمایا جب میں مر جاؤں تو مجھے یہاں دفن کرنا، گہری گلی میں مجھے لے کر چلنا، مجھ پر خیمہ مت گاڑنا اور میرے ساتھ آگ لے کر مت چلنا اور مجھ پر نوحہ کرنے والی عورت نہ روئے اور مجھے لے کر تیز چلنا اور میری وجہ سے کسی کو تکلیف مت دینا۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ جنازہ کب نکالا جائے گا؟ تو میں نے اپنے والد ماجد کی کہی ہوئی بات کی وجہ سے انہیں بتانا ناپسند کیا۔ اور دن کے ابتدائی حصے میں ان کا جنازہ نکال کر لے گیا اور جنت البقیع پہنچا تو جنت البقیع لوگوں سے بھر چکا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راضی ہو۔

تصویر نمبر 45، 46

11- سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی قبر:

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے والی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا قبیلہ سعد بن بکر سے تھیں۔ ہجرت کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور بقیع کبیر کے باہر حش کوکب کے شمال مشرقی جانب دفن کی گئیں۔ اور اب آپ رضی اللہ عنہا سے منسوب قبر سعودی حکومت کی توسیع کے بعد جنت البقیع میں شامل ہو گئی ہے اور اہل مدینہ منورہ کے تواتر سے جو چیز معروف ہے وہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی قبر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر کے شمال مشرق میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی قبر کے پڑوس میں ہے۔

12- حضرت اسماعیل بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر:

آپ رضی اللہ عنہ کی قبر جنت البقیع سے باہر جنوب مغربی سمت واقع تھی اور اس کے اور جنت البقیع کے درمیان پندرہ میٹر چوڑی سڑک حائل تھی اور اس کے اردگرد تقریباً تین میٹر بلند دیوار تھی اور مبنی الشر شورہ یعنی ادارۂ خدمت موتی کی عمارت اس قبر کے مشرقی جانب

Marfat.com

واقع تھی۔ پھر آخری توسیع سے پہلے جو توسیع کی گئی اس میں یہ بھی جنت البقیع کی موجودہ دیوار کے اندر داخل ہوگئی۔

تصویر نمبر 47

13-رسول کریم ﷺ کی پھوپھیوں رضی اللہ عنہن کی قبور:

جنت البقیع کے مین گیٹ سے چالیس میٹر کے فاصلے پر داخل ہونے والے کے بائیں جانب جنت البقیع کی دیوار سے متصل قبور حضور ﷺ کی پھوپھیوں کی ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

1- حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا۔

2- حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا۔

یہ مقبرہ بقیع العمات کے نام سے موسوم تھا اور یہ بقیع کبیر (جنت البقیع) سے جدا تھا اس کے اردگرد دیوار تھی اور جنت البقیع اور اس کی دیواروں کے درمیان ایک راستہ تھا جسے ''طریق العمات'' کہا جاتا تھا۔ اسے ۱۳۷۳ھ میں جنت البقیع کے ساتھ ملا دیا گیا اور اس کی پیمائش تقریباً آٹھ سو چوبیس مربع میٹر ہوگئی۔

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے اسلام قبول کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا یوم احد کا واقعہ بہت مشہور ہے کہ جب آپ کے بیٹے نے یہ ارادہ کیا کہ وہ آپ اور آپ کے بھائی (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کے درمیان حائل ہو جائیں کیونکہ مشرکین نے ان کا مثلہ کر دیا تھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے علم ہے کہ ان کا مثلہ کر دیا گیا ہے۔ میں انشاء اللہ ضرور صبر کروں گی۔ آپ نے اپنے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی۔ اور یہ پہلی عورت ہیں جنھوں نے ایک مشرک یہودی کو قتل کیا۔ جب غزوۂ خندق کے دن ایک یہودی فارع نامی نے دیوار پھلانگنا چاہی تو آپ نے اسے لکڑی سے مار مار کر قتل کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے احادیث روایت کیں اور آپ سے بھی احادیث روایت کی گئیں۔ آپ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئیں۔

(الاصابہ ۴/ ۳۴۸-۳۴۹، اسد الغابہ ۷/ ۱۷۲-۱۷۳)

Marfat.com

جبکہ حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب کے متعلق اکثریت کا خیال یہ تھا کہ آپ نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ عقیلی نے انہیں اور ان کی بہن حضرت صفیہ کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے استیعاب کے ذیل میں آپ کا ذکر کیا اور آپ کے اسلام قبول کرنے پر ان کے ایک شعر سے دلیل پکڑی ہے اس شعر میں آپ نے نبی کریم ﷺ کی مدح کی ہے اور نبوت کے ساتھ آپ کا وصف بیان کیا ہے۔ دارقطنی نے ان کا ایک شعر ذکر کیا ہے جس میں ان کے اسلام کی تصدیق ہوتی ہے۔ ابن بزہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابن سعد نے کہا ہے کہ آپ غزوۂ بدر کے دن اسلام لائیں۔[1]

تصویر نمبر 48 تا 52

۱- الاصابہ ۴/۳۵۷-۳۵۸، اسد الغابہ ۷/۱۸۵-۱۸۶

Marfat.com

مشتملات حصہ دوئم:

اعمال صالحہ اوران کا ثواب مرُ دوں کوایصال کرنا

1- صدقہ اوراس کا ثواب مرُ دوں کو پہنچانا۔

2- حج وعمرہ اوراس کا ثواب مرُ دوں کو پہنچانا۔

3- روزہ اوراس کا ثواب مرُ دوں کو پہنچانا۔

4- نذر (منت) کا ثواب مرُ دوں کو پہنچانا۔

5- غلام آزاد کرنا اوراس کا ثواب مردوں کو پہنچانا۔

6- تلاوت قرآن کریم اوراس کا ثواب مردوں کو پہنچانا۔

7- دعاواستغفاراوراس کا ثواب مردوں کو پہنچانا۔

8- زیارت قبور کے وقت مردوں کوسلام کہنے کے الفاظ۔

خاتمہ

Marfat.com

مقدمہ حصہ دوم

قبر اخروی گھر کی طرف (جانے والے کیلئے) پہلی منزل اور قیام گاہ ہے۔ جہانِ قبر کی حقیقت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اور حضور ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ قبر ایک ایسا جہان ہے جس میں جنت بھی ہے اور جہنم بھی۔

تو کیا مومن کو اس کی یاد کو فضیلت دینی چاہیے یا ایسے آدمی جیسا عمل کرنا چاہیے جو کہ اپنے آپ کو بھولا ہوا ظاہر کرتا ہے؟

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ ﷺ، قال: "ان أحدكم اذا مات عُرض عليه مقعدُہ بالغداۃ والعشی، ان كان من أهل الجنة فمن أهل الجنة و ان كان من أهل النار فمن أهل النار، يقال، هذا مقعدك حتى يبعثك اللہ اليه يوم القيامة"۔

"جب تم میں کوئی آدمی مر جاتا ہے تو صبح و شام اس کا ٹھکانہ اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہو تو جنتی ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے اور اگر دوزخی ہو (نعوذ باللہ) تو اہل جہنم کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے قبر سے اٹھا کر اس کی طرف بھیجے گا"۔[1]

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ روایت اس طرح ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے

۱- صحیح مسلم ۴/۲۱۹۹، صحیح بخاری ۳/۱۱۸۴، موطا امام مالک ۱/۲۳۹، سنن الترمذی ۳/۳۸۴، سنن ابن ماجہ ۲/۱۴۲۷

Marfat.com

ارشاد فرمایا:

ما منکم أحد الا و یُعرض علیه مقعدُه بالغداة والعشی ان کان من أهل الجنة فمن أهل الجنة و ان کان من أهل النار فمن أهل النار، یقال: هذا مقعدك حتی تبعث الیه۔

"تم میں سے ہر ایک پر اس کا ٹھکانہ صبح و شام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر تو جنتی ہو تو جنتی ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے اور اگر دوزخی ہو تو اہل جہنم کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے حتیٰ کہ تجھے اس کی طرف اٹھایا جائے گا"۔[1]

اللہ تعالیٰ بندہ مومن کے قبر میں جانے کے بعد اس طرح اس کو اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے کہ بندۂ مومن روح کی شکل میں جنت کے درخت سے لٹکا رہتا ہے۔

ابن ماجہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کے والد گرامی بیان کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أن رسول الله صلی الله علیه وسلم، قال: "انما نسمة المؤمن طائر یعلق فی شجر الجنة حتی یرجع الی جسده یوم یبعث"۔

"بندۂ مومن کی روح پرندے کی شکل میں جنت کے درخت سے لٹکی رہتی ہے حتیٰ کہ جس دن اسے قبر سے اٹھایا جائے گا وہ اپنے جسم کی طرف لوٹ آئے گی"۔[2]

امام احمد کی روایت میں ہے:

نسمة المؤمن اذا مات طائر تعلق بشجر الجنة حتی یرجعه الله تبارك و تعالی الی جسده یوم یبعثه الله۔

"جب بندۂ مومن مر جاتا ہے تو اس کی روح ایک پرندے کی شکل میں جنت

۱- مسند احمد ۲/۱۶

۲- سنن ابن ماجہ ۲/۱۴۲۸

Marfat.com

کے درخت کے ساتھ لٹکی رہتی ہے حتی کہ جس دن اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا اس دن اللہ تعالیٰ اسے اس کے جسم کی طرف لوٹا دے گا''۔[1]

اسی لیے حقیقی بندۂ مومن جب قبر کے پاس کھڑا ہوتا ہے تو اس کی آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں، دل پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور اپنا ٹھکانہ اور انجام یاد آ جاتا ہے تو بقاء صرف اور صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کیلئے ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مومنین کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ قبرستان جایا کریں تا کہ قبروں کی زیارت کریں اور اہل قبور کو سلام کہیں اور ان کیلئے دعا کریں اس طرح کہ جس طرح انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا:

عن ابیه قال: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلمهم اذا خرجوا الی المقابر فکان قائلهم یقول — فی روایة أبی بکر — : السلام علی أهل الدیار۔ و فی روایة زهیر، السلام علیکم أهل الدیار من المؤمنین والمسلمین، و انا ان شاء الله للاحقون أسأل الله لنا ولکم العافیة۔

جب صحابہ کرام قبرستان کی طرف جاتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سکھایا کرتے تھے۔ تو ایک کہنے والا کہتا تھا: (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق) السلام علی اهل الدیار۔ ''اے گھروں والو! تم پر سلامتی ہو''۔

(جبکہ حضرت زہیر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق) السلام علیکم اهل الدیار من المومنین و المسلمین وانا ان شاء الله للاحقون أسأل الله لنا ولکم العافیة۔ اے گھروں والوں میں سے مومنین و مسلمین! تم پر سلامتی ہو بے شک ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں ان شاء اللہ۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا طلبگار

1- مسند احمد ۳/۴۵۵، صحیح ابن حبان ۱۰/۵۱۳، المجتبیٰ من السنن ۴/۱۰۸، السنن الکبریٰ ۱/۶۶۵

Marfat.com

ہوں''۔[1]

رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لے جاتے، قبروں کی زیارت کرتے، اہل قبور کیلئے دعا کرتے، ان کیلئے مغفرت طلب کرتے اور کچھ پر نماز جنازہ ادا فرماتے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

فعن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: كلما كان ليلتها من رسول الله ﷺ، يخرج من آخر الليل الى البقيع، فيقول: "السلام عليكم دار قوم مؤمنين و اتاكم ما توعدون غدا موجلون و انا ان شاء الله بكم لا حقون اللّٰهم اغفر لاهل بقيع الغرقد"۔[2]

جب بھی رسول اللہ ﷺ ان کی باری کی رات ان کے پاس تشریف لاتے تو رات کے آخری حصے میں جنت البقیع تشریف لے جاتے اور فرماتے:

''اے گروہ مومنین کے گھر! تم پر سلامتی ہو۔ اور تم سے جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ تمہارے پاس آئے گی کل تاخیر سے اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! اہل جنت البقیع کی مغفرت فرما''۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کیلئے آسمان سے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم لے کر نازل ہوئے کہ آپ ﷺ جنت البقیع والوں کے پاس جائیں، ان کیلئے دعا کریں اور ان کیلئے مغفرت طلب کریں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

أن النبی ﷺ كان يخرج الى البقيع فيدعو لهم فسألته عائشة عن ذلك فقال: "انی أمرت أن أدعو لهم"۔ و فی رواية الامام مالك "انی بعثت الى أهل البقيع لأصلی عليهم"۔

۱- صحیح مسلم ۶۷۱/۲

۲- صحیح مسلم ۶۶۹/۲

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع تشریف لے جاتے اور اہل بقیع کیلئے دعا فرماتے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''مجھے ان کیلئے دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے''۔[1]

(مسند احمد ۶/۲۵۲، سنن کبریٰ ۵/۲۸۸ وا/۶۵۵، المجتبیٰ من السنن ۷/۲۷ و ۷۲۳، صحیح ابن حبان ۱۶/۴۵)

جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں اس طرح ہے:

''مجھے جنت البقیع والوں کی طرف بھیجا جاتا ہے تا کہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کروں''۔

بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ صادق و مصدوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بھی خبر دی ہے کہ زندوں اور مردوں کے درمیان رابطہ ان کی موت کے ساتھ منقطع نہیں ہوتا۔ جیسا کہ وہ مشہور حدیث مبارک جسے کثیر آئمہ حدیث رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أبی هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: "اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاثة من صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له"۔

''جب انسان مر جاتا ہے تو سوائے تین چیزوں کے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے صدقہ جاریہ سے، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور ایسی نیک اولاد جو اس (انسان) کیلئے دعا کرے''۔[2]

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا کرتے تھے کہ اعمال صالحہ مثلاً حج، روزہ، نذر، غلام آزاد کرنا، دعا، مغفرت طلب کرنا اور صدقہ

۱- موطا امام مالک ۱/۲۴۲، المجتبیٰ من السنن ۴/۹۳

۲- صحیح مسلم ۳/۱۲۵۵، جامع ترمذی ۳/۶۶۰، سنن ابی داؤد ۳/۱۱۷، مسند احمد ۵/۲۶۹

Marfat.com

وغیرہ کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے۔اور یہ سب متواتر ہے اور سنت مطہرہ میں اس کی بہت سی دلیلیں ہیں۔تاکہ اس بات کی طرف رہنمائی ہو کہ یہ دنیاوی زندگی دارِفنا ہے اور یہ دار العمل ہے۔تو جب انسان قبر میں چلا جاتا ہے اور اس میں اپنا سازوسامان اتار لیتا ہے تو اس کا عمل اپنے آپ کے لئے تو ختم ہو جاتا ہے لیکن جو عمل اس کی نیک اولاد اس کیلئے کرتی ہے اس کا ثواب اور علم نافع اور صدقہ جاریہ کا ثواب اسے پہنچتا ہے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے:

ان الرجل يأتي يوم القيامة فيرى من الحسنات أمثال الجبال، فيقول! أني هذا فيقال باستغفار ولدك لك۔

''قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا تو وہ پہاڑوں کی مانند نیکیاں دیکھے گا تو کہے گا یہ کہاں سے آئیں؟ جواب دیا جائے گا کہ تیرے بچے کی تیرے لئے استغفار کے سبب سے یہ نیکیاں ہیں''۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے صحیح حدیث مروی ہے:

ان الله ليرفع للعبد الدرجة فيقول رب أني لي هذه الدرجة فيقول بدعاء ولدك لك۔

''اللہ تعالیٰ ایک بندے کا درجہ بلند فرمائے گا تو وہ کہے گا اے رب العزت! مجھے یہ درجہ کیسے ملا؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ درجہ تیرے بچے کی تیرے لئے دعا کے سبب سے ہے''۔[2]

یہی وجہ ہے کہ اس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو کہ اپنی مخلوق پر بہت رحم فرمانے والا ہے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومن مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت طلب کریں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱- المعجم الاوسط ۲/۵۳۲

۲- سنن البیهقی ۷/۷۸

Marfat.com

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔

''تو جان لو کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمانوں مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی مغفرت طلب کریں''۔(محمد 19)

اس آیت کریمہ میں نبی کریم ﷺ کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ اپنی امت کیلئے مغفرت طلب کریں تاکہ اس بات میں امت بھی آپ ﷺ کی پیروی کرے۔ اور یہ چیز تمام مسلمانوں کیلئے دعائے مغفرت کو واجب کرتی ہے اور یہ مومن مردوں اور عورتوں کیلئے شفاعت اور سفارش کا حکم ہے۔[1] اور اس کا سبب ان کا ایمان ہے کہ جس نے ان کیلئے اس حق کو ہر مسلمان مرد اور عورت کے ہاں واجب کر دیا کہ وہ ان کیلئے دعا کرے اور ان کے گناہوں کی مغفرت طلب کرے۔[2]

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کی قرآن مجید میں ان الفاظ میں تعریف فرمائی ہے:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

''اور جو ان کے بعد آتے ہیں وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے جو بھائی ہم سے پہلے ایمان لائے انہیں بخش دے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ مت رکھ۔ بیشک تو بہت مہربان رحم والا ہے''۔(حشر:10)

یہ دعا سابقہ تمام مومنین کو شامل ہے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جو ان کے بعد آئے اور یہ چیز فضائل ایمان میں سے ہے تو ایمان میں مشارکت کی بنا پر مومنین ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ایک دوسرے کیلئے دعا کرتے ہیں اور اسی ایمان کی ایک شاخ مومنین

۱- تفسیر قرطبی ۱۶/۲۴۲

۲- تفسیر ابن سعدی ۷/۷۶

Marfat.com

کے درمیان اخوت کا ہونا بھی ہے اور یہی بھائی چارہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مومنین ایک دوسرے کیلئے دعا کریں۔ مغفرت طلب کریں اور ایک دوسرے سے محبت کریں۔[1]

یہ سب کچھ ایک مومن کا اپنے مومن بھائی کیلئے کرنا ایک قطرے کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اگر اس فضل وکرم کی نسبت سے دیکھا جائے کہ جو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مؤمنین پر فرمائے گا تو اس کی نسبت سے یہ سب کچھ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اور وہ فضل وکرم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بیٹوں کا درجہ ان کے آباؤ اجداد کے درجہ تک بلند فرمادے گا اور آباؤ اجداد کا درجہ ان کے بیٹوں کے درجے تک بلند فرمادے گا ان کے اعمال میں سے ذرہ بھر کی بھی کمی نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو اپنی رحمت کی وسعت اور اپنے احسان کی عظمت کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ:

"والذین امنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنا بهم ذریتهم وما التنا هم من عملهم من شئی کل امری بما کسب رهین"۔ (سورۃ الطور 21)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

اس سے مراد مومنین کی وہ اولاد ہے جو کہ ایمان کی حالت میں مرتے ہیں۔ تو اگر ان کے آباؤ اجداد کی منازل ان کی منازل سے بلند ہوں گی تو انہیں ان کے آباؤ اجداد کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور جو نیک اعمال انہوں نے کئے ہوں گے ان میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اذا دخل الرجل الجنة سأل عن أبويه و زوجته وولده فيقال انهم لم يبلغوا درجتك فيقول يا رب قد عملت لی ولهم، فيؤمر بالحاقهم به"۔

"جب آدمی جنت میں داخل ہوتا ہے تو وہ اپنے والدین، زوجہ اور اپنی اولاد کے متعلق پوچھتا ہے۔ تو اسے جواب دیا جاتا ہے کہ وہ تمہارے درجے تک

۱- تفسیر ابن سعدی ۷/۳۳۶

۲- تفسیر ابن کثیر ۴/۶۵۹

Marfat.com

نہیں پہنچے تو وہ عرض کرے گا۔اے رب العزت! میں نے اپنے لئے اور ان کیلئے (دونوں کیلئے) عمل کیا تھا۔تو انہیں بھی اس کے ساتھ ملانے کا حکم دے دیا جائے گا"۔[1]

آپ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

ان اللّٰہ لیرفع ذریة المؤمن معه فی درجته فی الجنة و ان کانوا دونه فی العمل لتقربهم عینه۔

"اللہ تعالیٰ بندہ مومن کی اولاد کو جنت میں اس کے درجے میں اس کے ساتھ بلند فرمائے گا اگرچہ وہ عمل میں اس سے کم ہی ہوں اور اس کا سبب یہ ہے کہ ان سے بندہ مومن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں"۔[2]

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان "و ان لیس للانسان الا ما سعیٰ" کی تفسیر میں یہ فرمایا ہے کہ اس سے مراد کافر ہے اور جہاں تک تعلق ہے مومن کا۔ تو اس کے لئے اُس کی اپنی کوشش اور اس کے لئے اس کے غیر کی کوشش کا اجر بھی ہوگا۔اور گزشتہ آیت کریمہ میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ آیت مبارکہ برائی اور گناہ کے ساتھ خاص ہو۔اس کی دلیل وہ حدیث مبارکہ ہے جسے امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قال: "قال اللّٰہ عزوجل اذا هم عبدی بحسنة ولم یعملها کتبتها له حسنة فان عملها کتبتها له عشر حسنات الی سبعمائة ضعف واذا هم بسیئة ولم یعملها لم أکتبها علیه فان عملها کتبتها سیئة واحدة"۔

"اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ جب میرا بندہ کوئی نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے لیکن سرانجام نہیں دے پاتا تو میں اس کیلئے ایک نیکی لکھ دیتا ہوں اور اگر نیکی سرانجام دے لیتا ہے تو میں اس کیلئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہوں اس

۱- تفسیر قرطبی ۱۷/ ۶۷، تفسیر ابن کثیر ۴/ ۲۵۹

۲- تفسیر قرطبی ۱۷/ ۶۶

Marfat.com

ایک نیکی کے بدلے میں سات سو گنا تک اور جب وہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے
لیکن سرانجام نہیں دیتا تو میں وہ گناہ نہیں لکھتا اور اگر وہ گناہ سرانجام دے لیتا
ہے تو میں صرف ایک ہی گناہ لکھتا ہوں"۔[1]

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی معنیٰ سمجھا اور اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف سے اعتکاف کیا اور ان کی طرف سے غلام آزاد کیا۔[2]

أن سعد بن عبادة رضی اللہ عنہ قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان أمی توفیت أفا تصدق عنها؟ قال: "نعم" قال، فأی الصدقة أفضل؟ قال: "سقی الماء"۔

جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری والدہ وفات پاچکی ہیں کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں۔ فرمایا: ہاں۔ عرض کی کہ کونسا صدقہ افضل ہے؟ تو ارشاد فرمایا: پانی پلانا۔

اسی قسم کی اور بھی بہت سی احادیث مبارکہ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے متعلق ہیں کہ اس کا اجر قیامت کے دن تک منقطع نہیں ہوتا۔

ابن ماجہ نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "من مات مرابطاً فی سبیل اللہ أجری علیه أجرُ عمله الصالح الذی کان یعمل، و أُجری علیه رزقه، و أمن من الفتن، وبعثه اللہ یوم القیامة أمناً من الفزع"۔

جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوا تو اس پر اس کے اس نیک عمل کا اجر جاری رہے گا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ "فزع" گھبراہٹ سے مامون ہوگا۔[3]

۱- تفسیر قرطبی ۱۱۴/۱۷

۲- المجتبیٰ من السنن ۲۵۴/۶

۳- سنن ابن ماجہ ۹۲۴/۲

Marfat.com

ایسے ہی ابن حبان نے بالکل واضح طور پر روایت کیا ہے کہ جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قال: "کل میت یختم علی عمله الا الذی مات مرابطاً فی سبیل اللّٰه فانه ینمو له عمله الی یوم القیامة و یامن من فتنة القبر"۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہر میت کا خاتمہ اپنے عمل پر ہوتا ہے سوائے اس آدمی کے جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوا کیونکہ اس کیلئے اس کا عمل قیامت کے دن تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنہ سے بے خوف اور مامون ہوتا ہے''۔[1]

دیگر کتب حدیث میں یہی معنیٰ کچھ اضافے کے ساتھ آیا ہے۔ مسند امام احمد میں ہے:

کل میت یختم عمله الا المرابط فی سبیل اللّٰه فانه یجری علیه أجره حتی یبعثه اللّٰه عزوجل۔

''ہر میت کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے۔ کیونکہ اس پر اس کا اجر جاری رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا''۔[2]

المجتبیٰ من السنن میں ہے:

من رابط یوماً ولیلة فی سبیل اللّٰه کان له کأجر صیام شهر و قیامه، ومن مات مرابطاً أجری له مثل ذلك من الأجر و أجری علیه الرزق و أمن من الفتن۔

جو آدمی ایک دن اور ایک رات اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کے لئے ایک ماہ کے روزوں اور قیام کے اجر کی مثل اجر ہوگا۔ اور جو آدمی جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائے تو اس کیلئے اسی طرح اس کا اجر جاری رہے گا اور اس پر

۱۔ صحیح ابن حبان ۱۰/۴۸۴، جامع ترمذی ۴/۱۶۵

۲۔ مسند احمد ۴/۱۵۷

Marfat.com

رزق بھی جاری رہے گا۔ اور وہ فتنوں سے مامون رہے گا۔[1]

المعجم الکبیر میں ہے:

کل عمل منقطع عن صاحبه اذا مات الا المرابط فی سبیل اللّٰه فانه ینمی له عمله و یجری علیه رزقهٗ الٰی یوم القیامة۔

ہر عمل اپنے سرانجام دینے والے سے اس کی موت کے وقت منقطع ہو جاتا ہے سوائے اس آدمی کے جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے کیونکہ اس کیلئے اس کا عمل بڑھتا رہتا ہے اور قیامت کے دن تک اس پر اس کا رزق جاری رہتا ہے۔[2]

تو مردوں کو صدقہ، حج، روزہ، نذر، غلام آزاد کرنا، دعا، مغفرت طلب کرنا اور قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب پہنچانے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہی ہے۔ آئندہ اوراق میں ہم انشاء اللہ اسی پر بحث کریں گے۔

۱- المجتبیٰ من السنن ۳۹/۶

۲- المعجم الکبیر ۲۵۶/۱۸

Marfat.com

اول:

صدقہ

وہ اعمال جن کا ثواب بلا اختلاف میت کو پہنچتا ہے:

ہم صدقہ سے ابتداء کریں گے اس بناء پر کہ علماء وفقہاء کے درمیان صدقہ کے متعلق کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس بارے میں سب سے مشہور حدیث مبارکہ وہ ہے جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا مات الانسان انقطع عملہ الا من ثلاثۃ صدقۃ جاریۃ أو علم ینتفع بہ أو ولد صالح یدعو لہ۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے۔ صدقہ جاریہ سے، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور ایسی نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرے۔[1]

اسی کے متعلق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث مبارکہ ہے جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے:

أن رجلاً أتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: "یَا رَسُولَ اللّٰہِ اِنَّ أُمِّیَ افْتُلِتَتْ وَلَمْ تُوصِ وَأَظُنُّهَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَت أَفَلَهَا أَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: "نَعَمْ"۔

"ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ یارسول اللہ! میری والدہ اچانک وفات پا گئی ہیں اور وصیت نہیں کرسکی۔ میرا خیال ہے کہ

۱- صحیح مسلم ۳/۱۲۵۵، الترمذی ۳/۶۶۰، سنن ابی داؤد ۳/۱۱۷، ابن ماجہ ۱/۸۸، مسند احمد ۵/۲۶۹، صحیح ابن خزیمہ ۴/۱۲۲

Marfat.com

اگر وہ کلام کرتی تو صدقہ کرتی۔ تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کے لئے اجر ہوگا؟ تو ارشاد فرمایا: ہاں''۔[1]

آپ رضی اللہ عنہا ہی کی ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے:

فلی أجر ان تصدقت عنها۔ قال: "نعم"۔

کیا میرے لئے اجر ہوگا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ تو فرمایا: ہاں۔[2]

ایسے ہی ترمذی شریف میں آپ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

فهل لها أجر ان تصدقت عنها قال: "نعم"۔

تو کیا اس کیلئے اجر ہوگا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ تو فرمایا ہاں۔[3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

وروی ابن عباس رضی اللہ عنہما أن رجلاً قال: یا رسولَ اللّٰہ انّ أُمّی تُوُفّیَتْ أفَیَنْفَعُهَا انْ تَصَدّقْتُ عنها؟ قالَ: "نَعم"۔ قالَ: فانّ لی مَخْرَفًا و انی أُشهِدُكَ أنّی قد تَصَدّقْتُ بِهِ عنها۔

ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ وفات پا گئی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے نفع پہنچے گا؟ تو ارشاد فرمایا ہاں۔ تو اس نے کہا کہ میرا ایک باغ ہے اور میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے وہ باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کیا۔[4]

اہل سنن نے مختلف طریق سے احادیث روایت کی ہیں جن میں اضافہ ہے۔ ان میں سے مشہور حدیث حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ جسے حضرت امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۱- صحیح مسلم ۲/۶۹۶، الترمذی ۳/۵۶، المجتبیٰ من السنن ۶/۲۵۲ مسند احمد ۱/۳۷۰

۲- صحیح مسلم ۳/۱۲۵۴

۳- سنن الترمذی ۱/۶۲۷

۴- سنن ابوداؤد ۳/۱۱۸

Marfat.com

أن سعد بن عبادة رضی اللہ عنہ توفیت أمه وهو غائب عنها، فقال يا رسول الله ان أمي توفيت و أنا غائب أينفعها شيء ان تصدقت به عنها؟ قال: "نعم" قال: فاني أشهدك أن حائطي المخراف صدقةً عنها۔

''حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں ان کی والدہ وفات پا گئیں تو انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری غیر موجودگی میں میری والدہ وفات پا گئیں ہیں تو اگر میں ان کی طرف سے کوئی چیز صدقہ کروں تو کیا انہیں کوئی فائدہ پہنچے گا؟ تو ارشاد فرمایا۔ ہاں۔ تو عرض کی کہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا یہ باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے''۔[1]

امام طبرانی نے یہی حدیث اس اضافے کے ساتھ الکبیر میں روایت کی ہے:

قال جئت الى رسول الله علیہ السلام، فقلت توفيت أمي، ولم توص، ولم تصدق فهل تقبل ان تصدقت عنها۔ قال علیہ السلام: "نعم"، قال فهل ينفعها ذلك؟ قال علیہ السلام: "نعم ولو بكراع شاة محترق"۔

''حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری والدہ وفات پا گئیں ہیں اور انہوں نے وصیت نہیں کی اور صدقہ نہیں کیا۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا وہ قبول کیا جائے گا؟ تو ارشاد فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی کہ انہیں اس کا فائدہ پہنچے گا؟ تو ارشاد فرمایا۔ ہاں۔ اگرچہ بکری کا ایک جلا ہوا کھر بھی ہو''۔[2]

امام مسلم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

أن رجلاً قال للنبي علیہ السلام: ان أبي مات و ترك مالاً ولم يوص فهل يكفر عنه أن أتصدق عنه قال: "نعم"۔

ایک آدمی نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میرے والد وفات پا گئے

۱۔ سنن الترمذی ۳/۱۰۱۳؛ المعجم الکبیر ۶/۲۱

۲۔ المعجم الکبیر ۶/۲۱

Marfat.com

ہیں کچھ مال چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی۔ تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا وہ ان کی طرف سے کفارہ ہوگا؟ تو ارشاد فرمایا: ہاں۔[1]

یہ تمام احادیث اپنے مختلف طرق، صحیح اسانید اور واضح متن کے ساتھ بیٹوں کیطرف سے میت کو صدقہ کے ثواب کے پہنچنے کو ایک خاص صفت کے ساتھ ثابت کرتی ہیں اور ایسی روایت نہیں ملتی جو کہ آباؤ اجداد کی طرف سے بیٹوں کے لئے صدقہ کو خاص کرتی ہو یا لوگوں کے لئے ایک دوسرے کے لئے دعا کو خاص کرتی ہو لیکن اس میں ایک حکم بالکل واضح ہے کہ صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے یہ چیز ثابت شدہ ہے۔ اور بیٹوں کی طرف سے آباؤ اجداد کیلئے یہ چیز ایسا امر ہے جو کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے باب میں داخل ہے۔ اس کی تاکید پر اور اس کے ثواب کے عظیم ہونے پر اسلام نے ابھارا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ میں رسول نبی کریم ﷺ سے بیٹوں کی طرف سے ہی زیادہ تر استفسار کیا گیا ہے۔ تاکہ اولاد کے والدین کے وفات پا جانے کے بعد ان سے نیکی کرنے کو صواب اور صحیح سمجھا جائے۔

اللہ رب العزت کے ان فرامین کی روشنی میں تسلی واطمینان حاصل کرتے ہوئے

"واعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا بہ شیئًا و بالوالدین احسانا"۔

''اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو''۔ (النساء 36)

اور

"و قضیٰ ربك الا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احسانا"

''اور تیرے رب نے حکم دیا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو''۔ (اسراء:23)

اور رسول نبی کریم ﷺ کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی گزشتہ حدیث مبارکہ سے اطمینان حاصل کرتے ہوئے اسے صواب اور صحیح سمجھا جائے۔ مروی ہے:

1- صحیح مسلم ۳/۱۲۵۴

Marfat.com

اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاثة صدقة جارية......

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے صدقہ جاریہ سے، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور ایسی نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرے۔[1]

اور صحیح حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ افضل صدقہ پانی پلانا ہے۔ حضرت سعید بن المسیب نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ہے۔ فرماتے ہیں:

عن سعد بن عبادة رضی اللہ عنہما قال: قلت يا رسول الله ان أمي ماتت أفا تصدق عنها قال صلی اللہ علیہ وسلم: "نعم"، قلت: فأى الصدقة أفضل؟ قال صلی اللہ علیہ وسلم: "سقي الماء"۔

میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ وفات پا گئیں ہیں تو کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کرسکتا ہوں؟ تو ارشاد فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی کہ افضل صدقہ کون سا ہے؟ تو ارشاد فرمایا۔ پانی پلانا۔[2]

۱- صحیح مسلم ۳/ ۱۲۵۵، الترمذی ۳/ ۶۶۰، سنن ابی داؤد ۳/ ۱۱۷، سنن ابن ماجه ۱/ ۸۸، مسند احمد ۵/ ۲۶۹، صحیح ابن خزیمه ۴/ ۱۲۲۔

۲- المجتبیٰ من السنن ۲۵۴

Marfat.com

دوم:

بیت اللہ کا حج اور عمرہ کرنا

حج اسلام کے عظیم ارکان میں سے ہے۔ یہ تمام عبادات کا خلاصہ ہے۔ پس نماز زکوٰۃ، صدقات، توحید کی تکبیر بلند کرنا، اللہ سلطان واحد کیلئے عاجزی وفرمانبرداری اختیار کرنا باہم رحم سے پیش آنا، بھائی چارہ، طاعات وعبادات میں سبقت لے جانے کیلئے جمع ہونا اور ہر قسم کی عبادات اس عظیم شعار کے مناسک کی ادائیگی میں اس آدمی کیلئے جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتا ہو اس کیلئے ایک مترجم کی حیثیت ہوتی ہے تاکہ مسلمان اس طرح پاک اور صاف لوٹے جیسا کہ اسے اس کی والدہ نے جنا تھا اس دن وہ پاک اور صاف تھا۔

اس کے دوران حاجی ہر جگہ سے اس مٹی پر جمع ہوتے ہیں کہ جس میں اللہ رب العزت اپنے بندوں کیلئے ظاہر وعیاں ہوتا ہے اور ملائکہ کے سامنے اپنے بندوں پر فخر فرماتا ہے تو وہ بندے اس حال میں لوٹتے ہیں کہ انہیں بخش دیا گیا ہوتا ہے۔

اس فریضہ کی عظمت کی بناء پر مولیٰ کریم ورحیم جو کہ بغیر حساب کے عطا فرماتا ہے اپنے بندوں میں سے زندوں اور مردوں کو جو کہ کسی عذر شرعی کی بناء پر اس فریضہ کی ادائیگی پر قادر نہ ہوئے انہیں محروم نہیں فرماتا۔ اور جب ان کے بیٹے خالص انہیں کیلئے اس کی ادائیگی کرتے ہیں تو وہ کریم ورحیم مالک انہیں اس کے اجر وثواب سے محروم نہیں فرماتا۔ بایں طور کہ ان کے بیٹے ان کیلئے نیک اعمال کرنے والے شمار کئے جاتے ہیں۔

جب رسول نبی کریم ﷺ سے اس فریضہ کی (اموات کی طرف سے) ادائیگی اور ثواب پہنچانے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ جو کہ اپنی خواہش نفسانی سے نہیں بولتے۔ آپ ﷺ نے اپنے دہن مبارک سے فرمایا: ہاں۔ (ادائیگی بھی ہو جاتی ہے اور ثواب بھی پہنچتا ہے)

Marfat.com

اس باب میں احادیث اور شعار حج کے متعلق احادیث مشہور ہیں اور ان میں سے مشہور ترین حدیث خثعم قبیلہ کی عورت والی حدیث ہے جس نے رسول نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ کیا اس کے والد پر حج فرض ہے جو کہ سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ تو نبی کریم ﷺ نے اسے جواب دیا۔ ہاں۔ یہ حدیث مبارکہ صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں مذکور ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کی شرح میں وسعت اختیار کی ہے اور بیان کیا ہے کہ خثعمی عورت نے ابی سے اپنے دادا کا ارادہ کیا تھا۔ اس کا باپ مراد نہیں تھا کیونکہ اس کا باپ حصین بن عوف خثعمی اس کے ساتھ تھا۔ اس عورت نے پہلے سوال کیا۔ بعدازاں اس کے باپ نے بھی پوچھا تو نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو ہاں کے ساتھ جواب ارشاد فرمایا۔[1]

جیسا کہ امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ وہ حدیث مبارکہ اس طرح ہے:

حدثنا عبد اللہ بن یوسف: أخبرنا مالك عن ابن شهاب عن سليمان بن يسار، عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال: كان الفضل رديف رسول اللہ ﷺ، فجائت امرأة من خثعم، فجعل الفضل ينظر اليها و تنظر اليه و جعل النبي ﷺ يصرف وجه الفضل الى الشق الآخر، فقالت: يا رسول اللہ ان فريضة اللہ على عباده في الحج أدركت أبي شيخاً كبيراً لا يثبت على الراحلة أفاحج عنه؟ قال ﷺ: "نعم"۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہ ہمیں مالک نے خبر دی کہ ابن شہاب نے سلیمان بن یسار سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

حضرت فضل رضی اللہ عنہ رسول نبی کریم ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے کہ خثعم قبیلہ کی ایک عورت آئی تو حضرت فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ

۱۔ فتح الباری ۴/۶۸

Marfat.com

ان کی طرف دیکھنے لگی تو رسول نبی کریم ﷺ نے حضرت فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ اس عورت نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میرا باپ بوڑھا آدمی ہے اس پر حج فرض ہو گیا ہے وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ تو ارشاد فرمایا۔ ''ہاں''۔

اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقع کا ہے۔[1]

یہ حدیث مبارکہ امام مسلم[2]، ترمذی[3]، نسائی[4]، امام مالک[5]، ابوداؤد[6] اور ابن حبان[7] نے اپنی اپنی سند کے ساتھ بعض عبارات میں کافی اختلاف کے ساتھ نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے یہ حدیث مبارکہ ابورزین عقلی سے روایت کی ہے:

عن أبي رزين العقلي أنه أتى النبي ﷺ فقال: يا رسول الله ان أبي شيخ كبير لا يستطيع الحج ولا العمرة ولا الظعن، قال: "حج عن أبيك واعتمر"۔

''وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! میرا باپ بوڑھا آدمی ہے نہ ہی حج کرنے کی طاقت رکھتا ہے نہ ہی عمرہ کرنے کی اور نہ ہی سفر کرنے کی۔ تو ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ ادا کر''۔[8]

عن رجل من خثعم سأل النبي ﷺ، فقال: ان أبي شيخ كبير لا

۱- صحیح بخاری ۲/۲،۵۵۱/۶۵۷

۲- صحیح مسلم ۲/۹۷۳

۳- الترمذی ۳/۲۶۹

۴- السنن لکبریٰ ۳/۴۷۰

۵- موطا امام مالک ۱/۳۵۹

۶- سنن ابوداؤد ۲/۱۶۱

۷- صحیح ابن حبان ۹/۳۰۱

۸- سنن الترمذی ۳/۲۶۹

Marfat.com

یستطیع الرکوب و أدرکته فریضة اللّٰه فی الحج فهل یجزئ أن أحج عنه؟ قال: "أنت أکبر ولده" قال: نعم، قال: "أرأیت لو کان علیه دین أکنت تقضیه؟" قال: نعم، قال: "فحج عنه"۔

''یہ حدیث مبارکہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے طریق سے خثعم قبیلہ کے ایک آدمی کے متعلق آئی ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا۔ عرض کی۔ میرا باپ بوڑھا آدمی ہے جو سوار ہونے کی طاقت نہیں رکھتا اور اس پر حج فرض ہو گیا ہے تو کیا میرا اس کی طرف سے حج کرنا جائز ہے؟ تو فرمایا کہ تو اپنے والد کا بڑا بیٹا ہے عرض کی۔ ہاں۔ تو ارشاد فرمایا۔ کہ اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو کیا اسے ادا نہ کرتا؟ تو عرض کی۔ ہاں! ادا کرتا۔ تو ارشاد فرمایا کہ اس کی طرف سے حج ادا کرو''۔[1]

عن سودة بنت زمعة رضی اللّٰه عنها أن رجلاً جاء الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم و سأله عن أبیه الشیخ الکبیر لا یستطیع أن یحج: فأمره أن یحج عن أبیه۔

امام دارمی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی رسول نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اپنے بوڑھے باپ کے متعلق سوال کیا جو کہ حج ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو رسول نبی کریم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اپنے باپ کی طرف سے حج ادا کرو۔[2]

عن الفضل بن عباس رضی اللّٰه عنهم أن رجلاً سأل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم عن أبیه الذی أدرکه الاسلام وهو شیخ کبیر لا یثبت علی راحلته؟ فأمره النبی صلی اللّٰه علیه وسلم و قال له: "فأحجج عن أبیك"۔

''مسند امام احمد میں یہ روایت حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے اپنے باپ کے متعلق سوال کیا جو کہ بڑھاپے

۱۔ المجتبیٰ من السنن ۵/ ۱۱۷

۲۔ سنن الدارمی ۲/ ۶۲

Marfat.com

میں اسلام لایا تھا اور اپنی سواری پر نہیں بیٹھ سکتا تھا؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ کی طرف سے حج ادا کرو"[1]

باقی رہی یہ بات کہ ہم اس چیز کی طرف اشارہ کر دیں کہ ابن قدامہ حنبلی نے ذکر کیا ہے کہ حج اور عمرہ زندہ آدمی کی طرف سے اس کی اجازت سے ہی جائز ہے چاہے حج فرض ہو یا نفل کیونکہ یہ عبادت ہے اور اس میں نیابت داخل ہوتی ہے تو عاقل بالغ کی اجازت سے ہی یہ جائز ہو گی جیسا کہ زکوٰۃ میں ہوتا ہے۔

جہاں تک تعلق ہے میت کا تو اس کی طرف سے اس کے اذن کے بغیر ہی جائز ہے چاہے حج فرض ہے یا نفل کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی طرف سے حج ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔[2]

گزشتہ روایات سے چند امور کی وضاحت ہوتی ہے جو درج ذیل ہیں۔

1- عورت کا مرد کی طرف سے اور مرد کا عورت کی طرف سے حج ادا کرنے کا جواز۔

2- بیٹے کا اپنے باپ اور ماں کی طرف سے حج ادا کرنے کا جواز جبکہ والدین بوڑھے ہوں مرض یا کسی اور عذر کی وجہ سے حج ادا نہ کر سکتے ہوں۔

3- مریض، بوڑھے اور میت کی طرف سے عمرہ ادا کرنے کا جواز۔

4- اللہ تعالیٰ کا قرض سب سے زیادہ ادائیگی کا حقدار ہے۔

5- والدین کے ساتھ نیکی کرنے میں بڑے بیٹے کا دوسروں پر مقدم ہونا۔

6- زندہ کی طرف سے حج اور عمرے کا ثواب مردہ آدمی کو پہنچنے کا اثبات۔

7- والدین کا خیال رکھنا اور ان سے نیکی اور مصالح کے قیام کے لئے مستعد رہنا مثلاً ان کا قرض ادا کرنا، خدمت کرنا، نان و نفقہ ادا کرنا اور دیگر دنیاوی امور۔[3]

۱- مسند احمد ۱/۲۱۲

۲- المغنی لابن قدامہ، کتاب الحج ۳/۱۸۹

۳- فتح الباری ۴/۷۰

Marfat.com

سوم:

روزہ

صدقہ کی طرح روزے کا ثواب بھی میت کو پہنچانے میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔اور اس باب میں احادیث مبارکہ بہت سی اور بے شمار ہیں۔رسول نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی پر ایک یا دو ماہ کے روزے تھے یا اس نے ایک ماہ روزے رکھے کی نذر مانی تھی لیکن وہ روزے رکھنے سے پہلے وفات پا گیا تو کیا ان کی ادائیگی ہو سکتی ہے ؟ یہ چیز بہت سے روایات میں آئی ہے۔[1] اس کے متعلق روایات مختلف طرق سے آئی ہیں ان میں سے مشہور روایت صحیحین کی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أن رجلاً جاء الی النبی ﷺ، فقال: یا رسول اللہ ان أمی ماتت و علیھا صوم شھر أفأقضیه عنھا۔ قال: "نعم فدین اللہ أحق أن یقضی"۔

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔یا رسول اللہ! میری والدہ وفات پا گئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے تھے تو کیا میں اس کی طرف سے وہ روزے رکھ سکتا ہوں؟ تو ارشاد فرمایا۔ہاں۔اللہ تعالیٰ کا قرض سب سے زیادہ ادائیگی کا حقدار ہے"۔[2]

امام مسلم نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے:

أن النبی ﷺ سأل الرجل فقال: "لو کان علی أمك دین أکنت قاضیه عنھا؟" قال: نعم، قال: "فدین اللہ أحق أن یقضی"۔

۱- صحیح بخاری ۲/۶۹۰، سنن الترمذی ۳/۹۵، سنن ابی داؤد ۳/۲۳۷

۲- صحیح بخاری ۲/۶۹۰

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے پوچھا کہ اگر تیری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا نہ کرتا؟ اس نے عرض کیا۔ ہاں۔ ادا کرتا۔ تو ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا قرض سب سے زیادہ ادائیگی کا حقدار ہے۔[1]

یہ حدیث مبارکہ دیگر اسناد سے بھی آئی ہے۔ اس میں سوال کرنے والی عورت ہے۔ اس نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اس کی والدہ وفات پا گئی ہے اور اس پر روزے ہیں۔[2]

ایک اور حدیث میں ہے کہ اس کی بہن وفات پا گئی ہے اس پر دو ماہ کے روزے ہیں۔[3]

تیسری حدیث میں ہے کہ اس کی بیٹی سمندری سفر پر روانہ ہوئی تو اس نے نذر مانی لیکن وفات پا گئی۔[4]

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت کیا ہے:

أن سعد بن عبادة رضى الله عنه استفتى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: ان أمي ماتت و عليها نذر لم تقضه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أقضيه عنها"۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ عرض کی کہ میری والدہ وفات پا گئی ہے اور اس پر نذر تھی جو اس نے پوری نہیں کی تھی۔ تو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنی والدہ کی طرف سے وہ نذر پوری کرو۔[5]

میت کی طرف سے روزہ رکھنے کے متعلق جتنی بھی احادیث ذکر کی گئی ہیں ان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مردوں، عورتوں، بھائی اور بیٹی نے میت کی

۱- صحیح مسلم ۲/۸۰۴

۲- صحیح مسلم ۲/۸۰۴، المستدرک للحاکم ۴/۳۸۶

۳- سنن الترمذی ۳/۹۵

۴- سنن ابی داؤد ۳/۲۳۷

۵- سنن ابی داؤد ۳/۲۳۶

Marfat.com

طرف سے روزے کی ادائیگی کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے کبھی انہیں جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا قرض سب سے زیادہ ادائیگی کا حق دار ہے۔ اور کبھی روزہ دار کو حکم فرمایا کہ اپنی والدہ یا بہن کی طرف سے روزہ رکھو۔ اور کبھی یہ بھی فرمایا کہ میت کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے۔ اور کبھی سائل کو حکم دیا کہ اپنی والدہ یا بہن کی طرف سے ادائیگی کرو۔

حضور نبی کریم ﷺ کے کلام مبارک سے یہ چیز ظاہر ہوتی ہے کہ میت کی طرف سے ادائیگی ضروری ہے تا کہ اس کا ثواب اس میت کو پہنچے کیونکہ اسے اس کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ خاص طور پر اس کی محتاج ہوتی ہے۔ اور روزہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے اور وہی اس کی جزا عطا کرتا ہے جیسا کہ مشہور حدیث مبارکہ میں ہے:

الا الصوم فانه لی و أنا أجزی به۔

''سوائے روزے کے کیونکہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا''۔[1]

وہ رب کریم جس کا فضل و کرم عظیم ہے وہ مُردوں کو اس فریضہ کے اجر سے محروم نہیں فرماتا۔ یہ فریضہ اس وحدہ لاشریک نے ان پر ایسے کر دیا تھا کہ وہ کسی مرض کی وجہ سے یا کسی اور معذوری کے سبب اسے ادا نہ کر سکے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ شریعت کے احکام حضور سرور کائنات ﷺ کی زبان مبارک سے ان کی امت تک پہنچائے گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں اللہ تعالیٰ کے حق کی پہچان کروائی۔ اور اللہ تعالیٰ کا حق سب سے زیادہ ادائیگی کا حقدار ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ ہم اس کی طرف اشارہ کر دیں کہ حج کے موضوع میں زیادہ تر سوال آباؤ اجداد کے متعلق کیا گیا تھا اور ہم نے کہا تھا کہ یہ آباؤ اجداد اور امہات وغیرہ سب کو ثواب پہنچنے کی حیثیت سے شامل ہے۔ جہاں تک تعلق ہے روزے کا تو اس میں بیٹیوں اور بیٹیوں کی طرف سے ان کی ماؤں کے متعلق سوال کیا گیا ہے۔

یہ چیز اس فطری حقیقت کو ظاہر کرتی ہے جس پر تمام مردوں اور عورتوں کو پیدا کیا گیا

1- صحیح بخاری ۲۲۱۵/۵، صحیح مسلم ۸۰۶/۲، ۸۰۷

Marfat.com

ہے۔یعنی عورت سے زیادہ تر روزہ ہی فوت ہوتا ہے اور اس کا سبب حیض، بچے کی پیدائش نذر، مرض اور بڑھاپا ہوتا ہے اور مردوں سے صرف مرض، بڑھاپے یا سفر کے باعث ہی روزہ فوت ہوتا ہے۔اسی لئے حج کے موضوع میں آباؤ اجداد کے لئے سوال کیا گیا تھا اور روزے کے باب میں ماؤں اور بہنوں وغیرہ کے لئے سوال کیا گیا تھا۔

ان احادیث مبارکہ سے کچھ ایسے احکام کی معرفت نصیب ہوتی ہے کہ جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار مومن بندہ سعادتیں حاصل کرسکتا ہے۔وہ احکام درج ذیل ہیں۔

1- روزے کا ثواب مردوں کو پہنچنے کا اثبات۔
2- مرد کا عورت کی طرف سے اور عورت کا مرد کی طرف سے روزہ رکھنے کا جواز۔
3- بھائی کا بہن کی طرف سے اور بہن کا بھائی کی طرف سے روزہ رکھنے کا جواز۔
4- ولی کا اپنے غلام کی طرف یا جس کا وہ سرپرست ہے اس کی طرف سے روزہ رکھنے کا جواز۔
5- ایک ماہ کے لئے روزے تیس آدمی ایک ایک روزہ رکھ کر پورے کرسکتے ہیں اس کا جواز۔
6- اللہ تعالیٰ کے قرض کی ادائیگی (میت کی طرف سے) سرپرست کے ذمہ لازم ہے۔
7- مسائل عبادت میں خرچ کرنے پر ابھارنا اور برانگیختہ کرنا چاہیے۔
8- حقوق اللہ کو ضائع کرنے میں کسی کا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوتا۔
9- والدین کے ساتھ نیکی کرنا، ان کی ضروریات پوری کرنا، ان کا قرض ادا کرنا، ان کی زندگی میں ان پر خرچ کرنا اور ان پر ان کی موت کے بعد صدقات، روزوں، دعا اور ان کے لئے مغفرت طلب کرنے میں بہت بڑا اجر ہے۔یہ سب چیزیں مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتی ہیں۔

Marfat.com

چہارم:

نذر (منت) پوری کرنا

نذر پوری کرنا ان عبادات میں سے ہے جن کا ثواب میت کو پہنچتا ہے چاہے وہ نذر روزے کی ہو، حج کی ہو، صدقے کی ہو یا غلام آزاد کرنے کی۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہم نے یہ چیز گزشتہ احادیث صحیحہ میں ثابت کر دی ہے۔ مطلق نذر کا مسئلہ جو کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر کی گئی ہے جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے وہ اس طرح ہے۔

فعن ابن عباس رضی اللہ عنہما أن سعد بن عبادة الأنصاری استفتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نذر کان علی أمه فتوفیت قبل أن تقضیه فأفتاه أن یقضیه عنها فکانت سنة بعد۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کے متعلق سوال کیا جو ان کی والدہ نے مانی تھی اور اسے پورا کرنے سے پہلے وفات پا گئی تھیں۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ارشاد فرمایا کہ وہ اسے اپنی والدہ کی طرف سے پورا کریں۔ بعد ازاں یہ چیز سنت کے طور پر رائج ہو گئی۔[1]

یہ حدیث مبارکہ اور دیگر احادیث مبارکہ کہ جن میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف مناسبات کے بارے میں سوال کیا۔ یہ سب احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت سعد اپنی والدہ کے ساتھ نیکی کرنے میں حریص تھے اور ہر وہ عمل تلاش کرتے تھے جس کا اجر اور ثواب ان کی والدہ کو پہنچتا ہو۔ اسی وجہ سے آپ بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کرتے تھے۔ کبھی صدقہ کے متعلق، کبھی حج کے متعلق اور کبھی

۱- صحیح بخاری ۶/۲۴۶۴

Marfat.com

غلام آزاد کرنے کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔

''بغیۃ الباحث عن زوائد الحارث'' کے مصنف نے ایک حدیث مبارکہ روایت کی ہے جس میں انہوں نے حج، صدقہ اور عتق (غلام آزاد کرنا) کو جمع کردیا ہے۔

حدثنا هوذة بن خليفة بن عبد الله ابن عبد الرحمن بن أبي بكرة ثنا عون عن محمد، قال بلغني أن ابن عبادة۔ قال: يا رسول الله ان أم سعد دخلت الاسلام وهي عجوز كبيرة و أني كنت أحج عنها و أتصدق، و أعتق عنها و أنها قد ماتت فهل ينفعها أن أفعل ذلك عنها؟ قال: "نعم"۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ہوذہ بن خلیفہ بن عبداللہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ نے بیان کیا۔ ہوذہ کہتے ہیں کہ ہم سے عون نے انہوں نے محمد سے روایت کیا۔ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے:

حضرت ابن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ام سعد بڑھاپے کی حالت میں ایمان لائیں۔ وہ وفات پاچکی ہیں تو کیا میرا ان کی طرف سے حج کرنا، صدقہ کرنا اور غلام آزاد کرنا ان کو کوئی فائدہ دے گا اگر میں ایسا کروں۔ تو ارشاد فرمایا۔ ہاں![1]

پہلی حدیث مبارکہ جسے امام بخاری نے روایت کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا سوال نذر مطلق کے متعلق تھا اس میں نذر کی نوعیت بیان نہیں کی گئی تھی۔ شاید وہ امور خیر میں سے کوئی معاملہ تھا۔ اصحاب سنن نے بہت سی احادیث مختلف طرق سے روایت کی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے ساتھ نیکی کرنے میں بہت حریص تھے۔ امام ترمذی، امام مالک، امام احمد، طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے سنن میں ایسی احادیث روایت کی ہیں جو صدقہ، نذر، حج اور روزے کے متعلق ہیں۔

۱۔ بغیۃ الباحث ۱/ ۴۳۷

Marfat.com

اگر ہم روزے کے متعلق گزر چکی احادیث کو جس میں روزے کی نذر ماننے کے متعلق بیان کیا گیا ہے انہیں ان احادیث کے ساتھ ملائیں تو مطلق نذر ماننا، اسے پورا کرنا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا ایسا موضوع ہو جائے گا کہ جس کے ثابت ہونے میں اہل علم حضرات کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ وہ اس طرح کہ نذر چاہے جس قسم کی عبادت کی بھی ہو اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ تو وہ قرض ہے؟ جب وہ قرض ہے تو اللہ تعالیٰ کا قرض سب سے زیادہ ادائیگی کا حقدار ہے۔

یہ معاملہ حضرت سنان بن عبداللہ جہنی کی حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ جو انہوں نے اپنی پھوپھی سے روایت کی۔

حدثنا أبوبكر بن ابى شيبة ثنا عبد الرحمن بن سلمان عن محمد بن كريب عن ابن عباس عن سنان بن عبد الله الجهني أنه حدثته عمته أنها أتت النبي ﷺ فقالت: يا رسول الله: توفيت أمي و عليها مشي الى الكعبة نذراً؟ فقال النبي ﷺ: "هل تستطيعين أن تمشي عنها؟" قالت: نعم، قال: "فامشِ عن أمك"۔ قالت: أيجزى ذلك عنها؟ قال: "نعم، أرأيت لو كان عليها دين فتقضيه عنها ـ أكان يقبل منك؟" قالت: نعم ـ قال: "فالله أحق بذلك"۔

کہتے ہیں کہ ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن سلمان نے انہوں نے محمد بن کریب سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور آپ نے حضرت سنان بن عبداللہ جہنی سے روایت کیا اور ان سے ان کی پھوپھی نے بیان کیا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی۔ یا رسول اللہ! میری والدہ وفات پا گئی ہے اور اس نے پیدل چل کر خانہ کعبہ جانے کی نذر مانی تھی۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو اس کی طرف سے پیدل چل کر (خانہ کعبہ) جانے کی طاقت رکھتی ہے؟ عرض کی۔ ہاں! تو ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کی طرف سے پیدل چل کر جاؤ۔ تو عرض کی۔ کیا یہ چیز اس کی طرف سے کفایت کرے گی؟ تو ارشاد فرمایا۔ ہاں۔ تیرا کیا خیال ہے۔ اگر

Marfat.com

تیری والدہ پر قرض ہوتا اور تو اس کی طرف سے وہ قرض ادا کرتی تو کیا قبول نہ کیا جاتا؟ عرض کی۔ ہاں قبول کیا جاتا۔ تو ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے۔[1]

امام طبرانی کی روایت میں اضافہ ہے جس میں نذر پوری کرنے کی اہمیت کی تاکید آئی ہے اس میں اس طرح ہے:

یقول الرسول ﷺ: "أقضیه عنها فلیستن المسلمون فی کل شیٔ کان علی امرئ فتوفی قبل أن یقضیه"۔

رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اپنی والدہ کی طرف سے نذر پوری کرو اور تمام مسلمانوں کو ہر اس معاملے میں جو کہ کسی آدمی کے ذمہ لازم ہو اور وہ اسے پورا کرنے سے پہلے وفات پا جائے اسی طریقہ کی پیروی کرنی چاہیے۔[2]

رسول نبی کریم ﷺ کی طرف سے اس بات پر ابھارنا اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ طاعات وعبادات کی نذر پوری کرنے کی بہت اہمیت ہے۔ اور یہ اس وجہ سے ہے تاکہ اس بات کی حقیقت واضح ہو جائے کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ مردوں اور زندوں کے درمیان رابطہ ان کی موت کے ساتھ منقطع نہیں ہو جاتا۔ خصوصاً بیٹوں، رشتہ داروں اور شاگردوں کے درمیان خاص رابطہ ہوتا ہے۔

تو ان سب کے لئے وہ دروازے کھلے ہوئے ہیں جن سے وہ اپنے اعمال کا ثواب انہیں تحفہ بھیج سکتے ہیں۔ اور یہ ثواب میت کو نفع پہنچاتا ہے۔ اس کے اجر میں اضافہ کرتا ہے، اس کے ثواب اور اللہ کے ہاں اس کی قدر ومنزلت میں اضافہ کرتا ہے۔ اور یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت، مطلق فضل وکرم اور اپنے بندوں پر فضل کو واضح کرتی ہیں کہ جو ان بندوں میں سے کوئی نیک عمل کرتا ہے اور جو نیک عمل اس بندے کے لئے کیا جاتا ہے ان سب کے اجر میں کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱- الاحاد والمثانی ۲/۸۲

۲- المعجم الکبیر ۶/۱۸

Marfat.com

پنجم:

غلام آزاد کرنا

غلام آزاد کرنا ابواب خیر میں سے عظیم باب اور تقرب الی اللہ کا عظیم ذریعہ ہے۔ اسی لیے شیخین کی متفق علیہ حدیث مبارکہ جو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی گئی ہے۔ اس میں آیا ہے:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "أيما رجل أعتق امرأ مسلماً استنقذ الله بكل عضو منه عضواً منه من النار"۔

جس آدمی نے بھی کسی مسلمان کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے میں آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو آگ سے نجات عطا فرمائے گا۔[1]

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ:

قال: "من أعتق رقبة مسلمة أعتق الله بكل عضو منه عضواً من النار"۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے مسلمان غلام آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو آگ سے آزاد فرمائے گا۔[2]

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں اس طرح ہے:

من أعتق رقبة مؤمنة كانت فداءه من النار۔

جس نے مومن غلام آزاد کیا وہ اس کے لئے آگ سے نجات کا فدیہ ہوگا۔[3]

۱- صحیح بخاری ۲/۶۹۱، صحیح مسلم ۲/ ۱۱۴۷

۲- صحیح بخاری ۶/ ۲۴۶۹

۳- سنن ابی داؤد ۴/ ۳۰

Marfat.com

بعض روایات میں آیا ہے:

قال: قال رسول اللہ ﷺ: "من أعتق رقبة مؤمنة أعتق الله بكل أرب منه ارباً من النار، حتى انه ليعتق باليد اليد، وبالرجل الرجل، وبالفرج الفرج"۔

اللہ رب العزت ہاتھ کے بدلے ہاتھ، پاؤں کے بدلے پاؤں اور شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ کو آزاد فرمائے گا۔[1]

یہ روایت امام احمد کی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے کوئی مومن غلام آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے ہر عضو کے بدلے اس (آزاد کرنے والے) کا ایک عضو آگ سے آزاد فرمائے گا حتیٰ کہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ پاؤں کے بدلے پاؤں اور شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ آزاد فرمائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد میں آنے والے اس بھلائی میں سبقت لے جانے پر بہت حریص تھے۔ اور صحابہ کرام میں سے سب سے پہلے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے کوئی ایسی نیکی نہیں چھوڑی کہ جس کے ساتھ وہ اپنی والدہ کے ساتھ نیک عمل سرانجام دے سکیں مگر انہوں نے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا ہے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس سے اور انہوں نے اپنے والد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

عن سعد بن عبادة أنه أتى النبی ﷺ فقال: ان أمی ماتت و علیها نذر أیجزئ عنها أن أعتق عنها؟ قال: "أعتق عن أمك"۔

وہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی میری والدہ وفات پا گئی ہے اور انہوں نے نذر مانی تھی اگر میں ان کی طرف سے غلام آزاد کردوں تو کیا ان کی طرف سے کفایت کرے گا؟ تو ارشاد فرمایا۔ اپنی

۱۔ مسند امام احمد ۲/۴۲۰

Marfat.com

والدہ کی طرف سے غلام آزاد کرو۔[1]

اس حدیث مبارکہ کی تائید اس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے جو کہ "بغیة الباحث فی زوائد مسند الحارث" میں ذکر کی گئی ہے۔ وہ اس طرح ہے:

أن سعد بن عبادة رضی اللہ عنہ قال: یا رسول اللہ ان أم سعد دخلت فی الاسلام وھی عجوز کبیرة و انی کنت أحج عنھا و أتصدق و أعتق عنھا و أنھا ماتت۔ فھل ینفعھا أن أفعل ذلك عنھا؟ قال: "نعم"۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سعد نے بڑھاپے کی حالت میں اسلام قبول کیا۔ وہ وفات پا چکی ہیں میں ان کی طرف سے حج ادا کرتا ہوں، صدقہ دیتا ہوں اور غلام آزاد کرتا ہوں تو کیا میرا ایسا کرنا انہیں کوئی فائدہ پہنچائے گا؟ تو ارشاد فرمایا ہاں۔[2]

ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے غلام آزاد کرنے کے متعلق سوال کیا کہ اس کی والدہ نے اسے اپنی طرف سے غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی۔ یہ حدیث امام طبرانیؒ نے المعجم الکبیر میں روایت کی ہے۔

یقول: حدثنا أبو خلیفة ثنا أبو الولید الطیالسی، ثنا حماد بن مسلمة، عن محمد بن عمرو عن أبی مسلمة عن الشدید بن سوید الثقفی قال: قلت یا رسول اللہ ان أمی أوصت أن أعتق عنھا رقبة و عندی خادمة سوداء۔ فقال: "أدع بھا" فجاء۔ فقال: "من ربك؟"۔ قالت: اللہ، قال: "من أنا؟" قالت: رسول اللہ قال: "فاعتقھا فانھا مؤمنة"۔

کہتے ہیں کہ ہم سے ابو خلیفہ نے، ان سے ابو الولید طیالسی نے، ان سے حماد بن مسلمہ نے، انہوں نے محمد بن عمرو سے انہوں نے ابو مسلمہ سے، انہوں نے شدید بن سوید ثقفی سے روایت کی فرماتے ہیں۔

۱- المجتبیٰ من الآثار ۲۵۳/۶، المعجم الکبیر ۱۸/۶

۲- بغیة الباحث ۳۲۷/۱

Marfat.com

میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! میری والدہ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اس کی طرف سے غلام آزاد کروں۔ میرے پاس ایک کالی لونڈی ہے۔ تو ارشاد فرمایا: اسے لے کر آؤ۔ تو وہ اسے لے کر آئے۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تیرا رب کون ہے؟ اس نے جواب دیا اللہ۔ ارشاد فرمایا۔ میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا۔ رسول اللہ ﷺ تو ارشاد فرمایا۔ اسے آزاد کر دو یہ مومنہ عورت ہے۔[1]

امام حاکم نے مستدرک میں اپنی سند کے ساتھ ایک عورت سے غلام آزاد کرنے اور اس کا ثواب ایصال کرنے کے متعلق ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ وہ عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس کے متعلق سوال کیا۔

قال: أخبرنا المحبوبي ثنا سعيد بن مسعود، ثنا عبيد الله بن موسى، ثنا ابن أبي ليلى والثوري، عن عبد الله بن عطاء عن عبد الله بن بريدة رضي الله عنه عن أبيه قال: أتت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم: فقالت۔ ان أمّي توفيت و عليها صوم شهرين فقال صومي عنها ۔ فقالت ان عليها حجة قال: "حجي عنها"۔ قالت: فاني تصدقت عليها بجارية فقال: "قد آجرك وردها عليك الميراث"۔

فرماتے ہیں کہ ہم سے محبوبی نے بیان کیا کہ ہم سے سعید بن مسعود نے، ان سے عبیداللہ بن موسیٰ نے اور ان سے ابن ابی لیلیٰ اور ثوری نے عبداللہ بن عطاء سے، اور انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا۔ اور ابن بریدہ نے اپنے باپ سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ

ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میری والدہ وفات پا گئی ہے اور اس کے ذمے دو ماہ کے روزے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا۔ اپنی والدہ کی طرف سے روزے رکھو۔ اس نے عرض کی کہ اس پر حج

۱۔ المعجم الکبیر ۷/۳۲۰

Marfat.com

لازم ہے۔ فرمایا۔ اس کی طرف سے حج ادا کرو۔ اس نے عرض کی میں نے اس کی طرف سے ایک لونڈی صدقہ کی ہے۔ تو ارشاد فرمایا کہ تجھے (اللہ تعالیٰ نے) اس کا اجر عطا کیا اور وہ لونڈی بطور میراث تجھے لوٹا دی۔[1]

گزشتہ احادیث مبارکہ چاہے وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم حاصل کرنے کیلئے غلام آزاد کرنے کے متعلق ہوں یا ان زندوں کے متعلق ہوں جو اپنے آپ کو آگ سے بچانے میں رغبت رکھتے ہیں چاہے مردوں کے متعلق ہوں۔ سب اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ ان کی طرف سے غلام آزاد کرنے کا ثواب اموات کو پہنچتا ہے اور یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ بیٹے جو نیک اعمال والدین کے لئے سرانجام دیتے ہیں وہ صحیح اور درست چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول اور ان کی نیکیوں اور درجات میں اضافے کا سبب بھی۔

دور حاضر میں مسلمان اس چیز سے محروم رہ گئے ہیں کیونکہ اب غلامی کا وجود ہی نہیں ہے۔ مگر نیکی اور بھلائی کے اور بھی بہت سے در کھلے ہیں مثلاً حج، روزہ، صدقہ، دعا، استغفار اور تلاوت قرآن کریم کا ثواب پہنچانا وغیرہ۔ ایسی بہت سی چیزیں ہیں جن کا مردے زندوں کی طرف سے انتظار کرتے ہیں کہ وہ نیکی کرتے ہوئے اور رسم وفا نبھاتے ہوئے انہیں بھیجا کریں اور اس عمل سے ان کی کوئی چیز کم نہیں ہوتی۔ اور یہ اللہ رب العزت کے فضل وکرم کی دلیل ہے جو دوگنا اور بغیر حساب کے عطا فرماتا ہے۔ جب یہ تمام شرعی دروازے کھلے ہوئے ہیں تو اس صورت میں اولاد کیلئے کوئی عذر نہیں ہے کہ وہ اپنے والدین کو تحائف بھیجا کریں۔

اللہ تعالیٰ نے والدین کو بہت سے حقوق عطا فرمائے ہیں۔ اور ان کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں اپنی عبادت اور مخلوق پر فضل وکرم کا تذکرہ فرمایا وہیں ساتھ ہی والدین کے ساتھ احسان کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیأ و بالوالدین احسانا"۔

۱- المستدرک علی الصحیحین ۳۸۶/۴

Marfat.com

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک مت ٹھہراؤ
اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو''۔ (سورۃ النساء:۳۶)

سورۃ اسراء میں ارشاد ربانی ہے:

"وقضی ربّك الا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احسانا"۔

''اور تیرے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے
ساتھ اچھا سلوک کرو''۔ (اسراء:۲۳)

لہٰذا اولاد کو چاہئے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کریں تا کہ کل ان کی اولاد ان کے ساتھ نیکی کرے۔ اور وہ آپس میں نیکی کے وارث بن کر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان کے مصداق ہوں۔

"ذریة بعضها من بعض"۔

''یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے کی''۔ (آل عمران:۳۴)

Marfat.com

ششم:

تلاوت قرآن کریم

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "اقرؤوا یس علی موتاکم"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اپنے مرنے والوں پر سورۃ یٰسین تلاوت کیا کرو''۔ (المستدرک للحاکم)

سلف صالحین میں سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں تلاوت قرآن کریم معروف ومشہور عمل تھا۔ آپ کا حضرت ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت مشہور واقعہ ہے۔

علی بن موسیٰ خداد بیان کرتے ہیں کہ میں امام احمد اور امام محمد بن قدامہ جوہری کے ساتھ ایک جنازے میں حاضر تھا۔ جب میت کو دفن کر دیا گیا تو ایک نابینا آدمی قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگا۔ تو امام احمد نے اسے کہا کہ اے فلاں! قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا بدعت ہے۔ جب ہم قبرستان سے باہر آئے تو محمد بن قدامہ نے امام احمد سے کہا۔ اے ابوعبداللہ! آپ کا مبشر حلبی کے متعلق کیا خیال ہے؟ امام احمد نے کہا کہ ثقہ آدمی تھے۔ محمد بن قدامہ نے کہا کہ کیا آپ نے ان سے کوئی حدیث مبارکہ لکھی ہے؟ امام احمد نے کہا۔ ہاں۔ تو انہوں نے کہا کہ مجھے مبشر حلبی نے خبر دی۔ انہوں نے عبدالرحمن بن علاء اللجلاج سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ:

انہوں نے (یعنی ان کے باپ نے) وصیت کی کہ جب انہیں دفن کیا جائے تو ان کے سر کی طرف سورۃ بقرۃ کی ابتدائی آیات اور آخری آیات تلاوت کی جائیں۔ بعدازاں بیان کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ وصیت کرتے ہوئے سنا ہے۔

یہ سن کر امام احمد نے کہا کہ واپس جا کر اس آدمی سے کہئے کہ تلاوت کرے۔

Marfat.com

تلاوت قرآن کریم کے متعلق قول فصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ میں اس بات کا حکم آیا ہے۔

حدثنا محمد بن العلاء و محمد بن مکی المرزوقی المعنی قالا ثنا ابن مبارک عن سلیمان التیمی، عن أبی عثمان و لیس بالنهدی عن أبیه عن معقل ابن یسار قال: قال النبی ﷺ: "اقرؤوا یس علی موتاکم"۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں روایت کیا ہے کہ ہم سے محمد بن علاء اور محمد بن مکی مرزوقی معنی نے بیان کیا۔ یہ دونوں حضرات کہتے ہیں کہ ہم سے ابن مبارک نے، انہوں نے سلیمان التیمی سے، انہوں نے ابوعثمان سے (یہ ابوعثمان نہدی نہیں ہیں) انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں کہ رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اپنے مردوں پر سورۃ یٰسین تلاوت کیا کرو۔[1]

جبکہ امام حاکم نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

و عند الحاکم بلفظ: "سورۃ یس اقرؤوھا عند موتاکم"۔

سورۃ یٰسین اسے اپنے مردوں پر تلاوت کرو۔[2]

امام ابن ماجہ نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

عند ابن ماجه بلفظ: "اقرؤوھا عند موتاکم"۔

اسے اپنے مردوں کے پاس تلاوت کرو۔[3]

امام احمد بن حنبل نے حضرت معقل بن یسار کے طریق سے اپنی سند کے ساتھ جو چیز روایت کی ہے اس میں اضافہ ہے:

عند الامام فقد رویت بسنده من طریق معقل بن یسار بزیادۃ فیھا

۱- سنن ابی داؤد ۳/۱۹۱

۲- المستدرک للحاکم ۲/۷۵۳

۳- سنن ابن ماجہ ۱/۴۶۶

Marfat.com

"البقرۃ سنام القرآن و ذروته نزل مع کل آیة منها ثمانون ملکاً واستخرجت ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ من تحت العرش فوصلت بسورۃ البقرۃ و یس قلب القرآن لا یقرؤھا رجل یرید اللہ تبارك و تعالٰی والدار الآخرۃ الا غفر له واقرؤوھا علی موتاکم"۔

''سورۂ بقرہ قرآن کی کوہان اور اس کی چوٹی ہے اس کی ہر آیت کے ساتھ اسی فرشتے نازل ہوئے اور عرش الٰہی کے نیچے سے "اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم" نکالی گئی اور اسے سورۂ بقرہ کے ساتھ ملا دیا گیا اور یٰسین قرآن کریم کا دل ہے جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور دار آخرت کیلئے اس کی تلاوت کرے اسے بخش دیا جائے گا۔ اسے اپنے مردوں پر تلاوت کیا کرو۔

امام احمد نے مسند میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ

ہم سے ابوالمغیرہ نے بیان کیا کہ ہم سے صفوان نے بیان کیا کہ مشائخ کرام کہا کرتے تھے کہ جب ہم نے سورۂ یٰسین مردے کی قبر پر پڑھی تو اس سے مردے کے عذاب میں تخفیف ہوگئی۔ صاحب ''الفردوس'' نے اس کی سند بیان کی ہے۔

محب الدین طبری کہتے ہیں کہ اس سے یہ مراد لینا کہ وہ میت جس سے روح پرواز کر چکی ہو اور اسے چارپائی پر لٹایا گیا ہو یہ ایسا قول ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابن قدامہ نے اپنی کتاب ''المغنی'' میں کتاب الجنائز کے آخر میں فصل ''لاباس بالقراۃ عند القبر'' (قبر کے پاس تلاوت قرآن میں کوئی حرج نہیں) ذکر کی ہے۔ پھر امام احمد سے ایک روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا "جب تم قبرستان میں جاؤ تو تین مرتبہ آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص تلاوت کرو۔ پھر یہ کہو اے اللہ اس کا ثواب قبرستان والوں کو عطا فرما۔"[1]

یہاں دوری کا قول جو انہوں نے یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہوئے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اسے ذکر کرنا ضروری ہے۔ فرماتے ہیں کہ

میں نے یحییٰ بن معین سے قبر کے پاس تلاوت کرنے کے متعلق سوال کیا تو انہوں

۱۔ الاسعاف ۲۳، المغنی ۳/۵۱۸

Marfat.com

نے کہا کہ ہم سے مبشر بن اسماعیل نے عبدالرحمٰن بن علاء سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ

انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ جب مجھے قبر میں داخل کر دیا جائے اور تم مجھے لحد میں رکھ دو۔ تو یہ کہو "بسم اللہ و علیٰ سنۃ رسول اللہ" پھر مٹی برابر کرو اور میرے سر کے پاس سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات اور آخری آیات تلاوت کرو۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اسے پسند کرتے تھے۔[1] ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔[2]

تلاوت قرآن کریم کا ثواب مردوں کو پہنچانا:

یہ ایسا موضوع ہے جس پر فقہاء کرام نے کافی کلام کیا ہے۔ جمہور علماء کرام کا تلاوت قرآن کریم کا ثواب مردوں کو پہنچانے پر اتفاق ہے اور اس کے جواز پر بھی اتفاق ہے۔

فقیہ حنبلی شیخ عبداللہ بن محمد بن حمید نے اپنی کتاب "غایۃ المقصود" میں اس موضوع کے متعلق ایک خاص فصل ذکر کی ہے۔ اس فصل میں انہوں نے احناف، مالکی، شافعی، حنبلی آئمہ اہلسنت والجماعۃ کے اقوال اور ابن تیمیہ کے اقوال ذکر کئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ مثلاً حج، روزہ، صدقہ، قربانی، عمرہ، تلاوت قرآن، دعا اور استغفار کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے۔

آئندہ اوراق میں ہم ہر مذہب کا ایک ایک قول ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ اور جو مزید مطالعہ کرنا چاہتا تو اسے چاہئے کہ وہ فقیہ حنبلی شیخ عبداللہ کی کتاب "غایۃ المقصود" کی طرف رجوع کرے۔[3]

احناف:

علامہ عثمان بن علی زیلعی حنفی نے "شرح کنز الدقائق" میں "باب الحج عن الغیر"

۱- تاریخ ابن معین ۴/۵۰۲

۲- تاریخ ابن معین ۴/۴۴۹

۳- غایۃ المقصود ص ۱۰۳،۱۰۴،۱۰۵

Marfat.com

(یعنی غیر کی طرف سے حج کرنا) میں جو کچھ ذکر کیا ہے وہ یہ ہے۔

اس بارے میں اصل بات یہ ہے کہ اہل سنۃ والجماعۃ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخشے چاہے وہ عمل نماز ہو، روزہ ہو، حج ہو، صدقہ ہو، تلاوت ہو، ذکر اذکار ہو یا دیگر ہر قسم کی نیکیاں ہوں اور یہ ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اسے فائدہ پہنچاتا ہے۔[1]

احناف کی دلیل علامہ ابن نجیم جو کہ ابوحنیفہ ثانی کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے یہ ذکر کی ہے۔[2]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

"و قل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا"۔

''اور عرض کر کہ اے میرے رب ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا''۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ویستغفرون للذين امنوا"۔

''اور وہ ایمان والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں''۔

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

"ربنا وسعت كل شئ رحمة و علما فاغفر للذين تابوا واتبعوا سبيلك"۔

''اے ہمارے رب تو ہر چیز کو اپنی رحمت اور علم سے گھیرے ہوئے ہے۔ تو جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راستے کی پیروی کی انہیں بخش دے''۔

مالکیہ:

الامام القاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی شرح میں ''حدیث جریدتین'' کی شرح میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان "لعله يخفف عنهما ما دامتا رطبتين"

۱- شرح کنز الدقائق ۲/۸۳

۲- البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۳/۶۳

Marfat.com

کی شرح کے وقت یہ ذکر کیا ہے کہ

علماء کرام نے اس حدیث مبارکہ سے مردے پر قرآن کریم کی تلاوت کا استحباب ثابت کیا ہے۔ کیونکہ جب لکڑی کی دو شاخوں کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف ہو سکتی ہے تو قرآن کریم کی تلاوت سے بدرجہ اولیٰ ہوگی۔[1]

شیخ ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "المدخل" کے جزء اول میں یہ ذکر کیا ہے کہ اگر آدمی اپنے گھر میں بیٹھ کر تلاوت قرآن کرے اور اس کا ثواب مردے کو ہدیہ کرے تو بھی اسے پہنچ جائے گا۔ اور ثواب پہنچانے کا طریقہ یہ ہے کہ جب قرآن کریم کی تلاوت سے انسان فارغ ہو تو وہ اس طرح کہتے ہوئے اس کا ثواب مردے کو ہدیہ کرے۔ "اللھم اجعل ثوابھالہ" یعنی اے اللہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچا۔ اور یہ چیز دعا ہے اور دعا بلا اختلاف پہنچتی ہے۔[2]

شافعیہ:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قبروں کی زیارت کیلئے جانے والے کیلئے مستحب امر یہ ہے کہ وہ اہل قبور کو سلام کہے اور جس کی زیارت کیلئے وہاں گیا ہے اس کے لئے اور تمام قبرستان والوں کے لئے دعا کرے۔ اور سلام و دعا ہی افضل ہے جو کہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ جتنا قرآن مجید آسانی سے تلاوت کر سکتا ہو تلاوت کرے اور اس کے بعد اہل قبور کیلئے دعا کرے۔

یہی امام شافعی نے بیان کیا ہے اور تمام اصحاب شافعی کا اس پر اتفاق ہے۔[3]

حنابلہ:

امام موفق الدین بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع کے متعلق ایک خاص فصل ذکر کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

۱- شرح الآبی علی صحیح مسلم ۲/۱۲۵

۲- المدخل

۳- المجموع شرح المہذب ۵/۳۱۱

Marfat.com

انسان کسی بھی قسم کی نیکی کرے اور اس کا ثواب مسلمان مردے کو پہنچائے تو اس سے اس مردے کو ضرور نفع پہنچے گا۔ انشاء اللہ جہاں تک دعا، استغفار، صدقہ، اور واجبات کی ادائیگی کا تعلق ہے تو میں نے اس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا۔ کیونکہ واجبات میں نیابت داخل ہوتی ہے یعنی ان میں انسان ایک دوسرے کا قائمقام بن سکتا ہے۔

انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان سے دلیل پکڑی ہے۔

"والذین جاؤا من بعد ھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان"۔

"اور جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے"۔ (سورۃ الحشر:10)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"واستغفر لذنبك و للمؤمنین والمؤمنات"۔

"اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو"۔ (سورۃ محمد:19)

علاوہ ازیں رسول نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کیلئے ان کی وفات پر دعا فرمائی اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

حدیث عوف بن مالک ولکل میت صلی علیه۔

"رسول اکرم ﷺ نے اس میت کیلئے بھی دعا فرمائی جس کی نماز جنازہ ادا فرمائی[1] اور ہر اس میت کیلئے جس کی آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی"۔[2]

جو مزید مطالعہ کا شوق رکھتا ہو اور حنابلہ کی کتب سے استفادہ کرنا چاہتا ہو تو اسے ان کی کتب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

کتاب الانصاف لأبی الحسن المرداوی المبدع الفروع لابن مفلح منتهی الارادات للفتوحی، کشاف القناع للبهوتی۔

۱- صحیح مسلم ۲/۶۶۳

۲- صحیح ابن حبان ۷/۳۴۶

Marfat.com

ابن تیمیہ:

ابن قیم نے کتاب الروح میں سولہویں مسئلے کے تحت اس موضوع کی وضاحت کی ہے کہ کیا مردوں کو ثواب پہنچتا ہے؟ انہوں نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ:
اہل سنہ والجماعت کے فقہاء کرام، محدثین اور مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مردے زندوں کی کوشش سے دوطرح سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

1- مردہ اپنی زندگی میں جن نیک اعمال کا سبب بنا تھا۔ موت کے بعد ان سے اسے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ (مثلاً کنواں کھدوایا، تبلیغ سے کسی کو نیکی کی جانب راغب کیا وغیرہ)
2- مسلمان اس کے لئے دعا کریں اور مغفرت طلب کریں۔ اس کے لئے صدقہ کریں اور حج کریں۔ صدقہ اور حج کے ثواب کے پہنچنے میں یہ اختلاف ہے کہ کیا خرچ کرنے کا ثواب پہنچتا ہے یا عمل کا ثواب پہنچتا ہے۔ تو جمہور علماء کرام کے نزدیک عمل کا ثواب ہی پہنچتا ہے جبکہ بعض احناف کے نزدیک خرچ کرنے کا ثواب پہنچتا ہے۔[1]

عبادات بدنیہ مثلاً روزہ، نماز، تلاوت قرآن اور ذکر اذکار کے متعلق اختلاف ہے۔
امام احمد بن حنبل اور جمہور سلف صالحین کے نزدیک ان کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔[2] اور جب امام احمد سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک آدمی نماز اور صدقہ وغیرہ میں سے کوئی نیک عمل سر انجام دیتا ہے اور اس کا ثواب نصف اپنے والد کو اور نصف والدہ کو ایصال ثواب کرتا ہے تو اس کے متعلق کیا خیال ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ مجھے امید ہے کہ پہنچ جائے گا۔ یا یہ جواب دیا کہ میت کو نماز، صدقہ وغیرہ ہر چیز پہنچ جاتی ہے۔ اور آپ کا ہی یہ بھی قول ہے کہ تین مرتبہ آیت الکرسی اور سورۃ اخلاص تلاوت کرو اور کہو اس کا ثواب اہل قبور کیلئے ہے۔[3]
شیخ تقی الدین ابوالعباس احمد بن تیمیہ کہتے ہیں کہ جس آدمی کا یہ اعتقاد ہوا کہ انسان کو فقط اپنے ہی عمل سے فائدہ پہنچتا ہے تو اس نے اجماع امت کو ختم کر دیا کیونکہ اس

۱- الروح لابن قیم ص ۱۵۹
۲- الروح لابن قیم صفحہ ۱۶۱
۳- الروح لابن قیم ص ۱۶۰

Marfat.com

اعتقاد کا بطلان کثیر وجوہ سے ثابت ہوتا ہے۔

پہلی وجہ:

انسان غیر کی دعا سے نفع حاصل کرتا ہے اور یہ غیر کے عمل سے نفع حاصل کرنا ہے۔

دوسری وجہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہل حشر کی حساب و کتاب میں، اہل جنت کی جنت میں داخلے کے لئے اور اہل کبائر کی جہنم سے خروج کے لئے شفاعت کریں گے۔اور یہ غیر کے عمل سے نفع اٹھانا ہے۔

تیسری وجہ:

ہر نبی علیہ السلام اور صالحین شفاعت کریں گے اور یہ غیر کے عمل سے فائدہ اٹھانا ہوگا۔

چوتھی وجہ:

فرشتے اہل زمین کے لئے دعا کرتے اور مغفرت طلب کرتے ہیں اور یہ غیر کے عمل سے فائدہ اٹھانا ہے۔

پانچویں وجہ:

اللہ تعالیٰ محض اپنی رحمت سے اس آدمی کو جہنم سے نکالے گا جس نے کوئی بھی نیکی نہیں کی ہوگی۔اور یہ چیز اس کے عمل کے علاوہ سے فائدہ اٹھانا ہے۔

چھٹی وجہ:

مؤمنین کی اولاد اپنے آباؤ اجداد کے عمل سے جنت میں داخل ہوگی اور یہ محض غیر کے عمل سے انتفاع ہے۔

ساتویں وجہ:

اللہ تعالیٰ نے دو یتیم بچوں کے واقعہ میں یہ فرمایا ہے "وكان ابوهما صالحا" کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا۔تو انہوں نے اپنے باپ کے نیک ہونے سے نفع اٹھایا۔اور اس میں ان کی کوشش کو کوئی عمل دخل نہ تھا۔(الکہف:82)

Marfat.com

آٹھویں وجہ:

حدیث مبارکہ اور اجماع سے ثابت ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ اور غلام آزاد کرنے سے اسے نفع پہنچتا ہے اور یہ غیر کا عمل ہے۔

نویں وجہ:

حج فرض میت کی طرف سے اس کا ولی ادا کرے تو میت سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اور یہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ اور یہ غیر کے عمل سے انتفاع ہے۔

دسویں وجہ:

حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ حج منذور (نذر مانا ہوا حج) اور صوم منذور (نذر مانا ہوا روزہ) میت سے غیر کے عمل سے ساقط ہو جاتا ہے۔ اور یہ غیر کے عمل سے نفع حاصل کرنا ہے۔

گیارہویں وجہ:

وہ مقروض آدمی جس کی نماز جنازہ پڑھانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے تھے یہاں تک کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کا قرض ادا کیا اور ایک دوسرے مقروض کا قرض حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ادا کیا۔ انہوں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ سے نفع حاصل کیا اور ان کے قرض کی ادائیگی سے ان کی جلد ٹھنڈی ہو گئی۔ اور یہ بھی غیر کا عمل ہے۔

بارہویں وجہ:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اکیلے نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ کیا کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو اس پر صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز ادا کرے؟ تو اس آدمی کو غیر کے فعل سے جماعت کی فضیلت حاصل ہو گئی۔

تیرہویں وجہ:

انسان مخلوق کے قرض کے ادا کرنے سے بری الذمہ ہو جاتا ہے جب وہ ان کی طرف

Marfat.com

سے ادائیگی کرے۔ یہ بھی غیر کے عمل سے انتفاع ہے۔

چودھویں وجہ:

جس آدمی کے ذمے تاوان ہو یا اس نے مظالم ڈھائے ہوئے تو جب وہ ان سے پاکی حاصل کرلے تو وہ اس کے ذمے سے ساقط ہو جاتے ہیں اور یہ غیر کے عمل سے انتفاع ہے۔

پندرہویں وجہ:

حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ نیک پڑوسی سے زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی نفع حاصل ہوتا ہے اور یہ غیر کے عمل سے فائدہ اٹھانا ہے۔

سولہویں وجہ:

اہل ذکر کے ہمنشین پر ان کی وجہ سے رحم کیا جاتا ہے حالانکہ وہ ان میں سے نہیں ہوتا۔ اور وہ ذکر کیلئے بھی نہیں بیٹھتا بلکہ کسی ضرورت کی بنا پر بیٹھتا ہے اور اعمال کا دارومدار حالانکہ نیتوں پر ہوتا ہے لیکن اس نے غیر کے عمل سے نفع حاصل کیا ہے۔

سترہویں وجہ:

میت کی نماز جنازہ اور نماز جنازہ میں اس کیلئے دعا کرنا اس میں میت زندہ آدمی کے عمل سے نفع حاصل کرتی ہے اور یہ غیر کا عمل ہے۔

اٹھارہویں وجہ:

نماز جمعہ کافی تعداد میں لوگوں کے اجتماع سے صحیح ہوتا ہے اسی طرح جماعت کی فضیلت کثرت تعداد سے حاصل ہوتی ہے۔ تو اس میں بھی لوگ ایک دوسرے سے نفع حاصل کرتے ہیں۔

انیسویں وجہ:

اللہ رب العزت نے رسول نبی کریم ﷺ سے ارشاد فرمایا:

"و ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم"۔

Marfat.com

''اور اللہ تعالیٰ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو''۔ (انفال:33)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

''ولو لادفع اللّٰہ الناس بعضھم ببعض''۔

''اور اگر نہ کرتا بچاؤ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کا بعض کے ذریعے''۔ (الفتح 25)

تو اللہ رب العزت نے بعض انسانوں کے سبب دوسرے بعض انسانوں سے عذاب ہٹایا۔ یہ بھی غیر کے عمل سے انتفاع ہے۔

بیسویں وجہ:

چھوٹے بچے اور دیگر لوگوں کا صدقہ فطر اس آدمی پر واجب ہوتا ہے جس کی سرپرستی میں وہ ہوتے ہیں اور جب وہ ان کی طرف سے ادا کر دیتا ہے تو ان کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے اس طرح انہیں فائدہ پہنچتا ہے حالانکہ اس میں ان کی کوشش کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔

اکیسویں وجہ:

بچے اور مجنون (پاگل) کے مال میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اس کی ادائیگی پر انہیں ثواب ملتا ہے حالانکہ اس میں ان کی کوئی کوشش نہیں ہوتی۔

تو جو آدمی علوم میں غور وفکر کرتا ہے اسے ایسی بہت سے وجوہات ملیں گی کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کوئی عمل اگر سرانجام نہیں بھی دیتا تو اسے کسی نہ کسی طرح فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تو جب یہ حال ہے تو آیت مبارکہ ''وان لیس للانسان الا ما سعی'' کی ایسی تاویل کرنا جو صریح کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہے کیسے جائز ہے۔ حالانکہ یہاں انسان سے عموم مراد ہے۔

علامہ حافظ شیخ عبدالرحمن ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ''الجواہر الحسان'' میں اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان: ''وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا'' کی تفسیر لکھتے ہوئے حافظ علامہ عبدالحق اشبیلی کی کتاب ''العاقبہ'' سے یہ نقل کیا ہے کہ:

Marfat.com

میت کو جو چیز عطا کی جاتی ہے اور جو چیز اسے تحفہ بھیجی جاتی ہے اسے قبول کرنے میں وہ زندہ آدمی کی مانند ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ زندہ آدمی کو جب کوئی چیز ہدیہ کی جاتی اور تحفہ دی جاتی ہے وہ کبھی کبھی اسے حقیر سمجھتا ہے جبکہ میت ان میں سے کسی چیز کو حقیر نہیں سمجھتی اگرچہ وہ مچھر کے پر کے برابر ہو یا ذرہ بھر ہو کیونکہ وہ اس کی قدر و قیمت جانتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اذا مات الانسان انقطع عنهٗ عمله الامن ثلاثة الامن صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له۔

جب انسان مرجاتا ہے تو سوائے تین چیزوں کے اس کا ہر عمل اس سے منقطع ہو جاتا ہے۔ صدقہ جاریہ سے، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے یا نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرے۔[2]

تو اس کی اولاد کی دعا اسے پہنچتی ہے اور اسے نفع حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا اہل قبور کو سلام کہنے اور ان کے لئے دعا کرنے کا حکم فرمانا بھی ہے۔ اور یہ سب اسی وجہ سے ہے کہ یہ دعا کرنا اور انہیں سلام کہنا انہیں پہنچتا ہے۔ واللہ اعلم

رسول نبی کریم ﷺ سے مروی ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

عن النبی ﷺ أنه قال: "الميت في قبره كالغريق ينتظر دعوة تلحقه من ابنه أو أخيه أو صديقه فاذا لحقته كان أحب اليه من الدنيا وما فيها"۔

قبر میں مردہ آدمی ڈوبنے والے آدمی کی مانند ہوتا ہے۔ وہ اپنے بیٹے، بھائی یا دوست کی طرف سے دعا کا منتظر ہوتا ہے۔ اور جب وہ دعا اسے پہنچتی ہے تو اس کے لئے دنیا و ما فیہا سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔

اس کے متعلق اخبار و روایات بکثرت ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔

۱- الجواہر الحسان ۲/۳۳۸

۲- صحیح مسلم ۳/۱۲۵۵، صحیح ابن خزیمہ ۴/۱۲۲، سنن الترمذی ۳/۱۶۰

Marfat.com

ہفتم:

دعا واستغفار

دعا اور استغفار کے متعلق اہل علم حضرات کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور امام مسلم کی حدیث مبارکہ ہے:

اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاثه؛...... أو ولد صالح يدعو له۔

''جب انسان مر جاتا ہے تو اس سے اس کا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے۔ صدقہ جاریہ سے، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور ایسی نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے''۔

یہ باب بہت وسعت رکھتا ہے۔ بندہ مومن جو دعا بھی اختیار کرے جو رسول اکرم ﷺ سے، کسی صحابی سے، تابعی سے ثابت ہو یا صالحین میں سے کسی سے ثابت ہو یا اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کو جس کے لئے وہ دعا کر رہا ہے اس کے لئے کسی دعا کی توفیق عنایت فرمائے چاہے جس کے لئے دعا کر رہا ہے وہ والد ہو، ان سب کے لئے دعا کرنے میں وہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی ہی کرتا ہے۔ بایں طور کہ آپ نے اپنے رب کریم سے دعا کی کہ اس امت میں انہیں میں سے رسول بھیج، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو اس طرح شرف قبولیت سے نوازا کہ سید الخلق خاتم الانبیاء اصفی الاصفیاء حضور سرور کائنات ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ ﷺ اپنی امت کیلئے دعا فرماتے رہے اور اپنی امت کو یہ بھی سکھایا کہ کیسے ایک دوسرے کیلئے دعا کریں۔ آپ ﷺ کی دعاؤں کے مشہور الفاظ احادیث مبارکہ میں بکثرت موجود ہیں۔

مردوں کیلئے دعا کرنے کی احادیث بکثرت ہیں۔ لیکن ہم انہیں تین حالتوں میں تقسیم کریں گے۔ پہلی حالت ان احادیث کے متعلق ہے جن میں نماز جنازہ کے دوران کی

Marfat.com

دعاؤں کا ذکر ہے۔ دوسری حالت ان احادیث کے متعلق ہے جن میں دفن کرنے کے فوراً بعد کی دعاؤں کا ذکر ہے جبکہ تیسری حالت کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جس وقت بھی انسان چاہے، دن میں رات میں، سفر میں، گھر پر یا ہر وقت جس میں اسے اپنے والدین، مشائخ، دوستوں یا عامۃ المسلمین کی یاد آئے اور وہ ان کے لئے دعا کرے ان احادیث کے متعلق ہے۔ یہی مومن مسلمان کی شان ہے اس مسلمان کی جو کہ اپنے مردوں کو نہیں بھولتا اور عامۃ المسلمین کو نہیں بھولتا اور ہر لحہ ان کے لئے دعا کرتا ہے چنانچہ دعا عبادت کا مغز ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کی مضبوط رسی ہے۔ پس مسلمان کو چاہیے کہ دعا کیلئے مبارک اوقات تلاش کرے جو کہ بکثرت ہیں۔

پہلی حالت (نماز جنازہ کے دوران) کی احادیث:

اس کے متعلق احادیث بکثرت ہیں۔ ان میں سے مشہور حدیث مبارکہ وہ ہے جسے امام مسلم نے حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

"اللهم اغفرله و ارحمه واعف عنه و عافه و اكرم نزله و وسع مدخله و اغسله بماء و ثلج و برد و نقه من الخطايا كما ينقى الثوب الابيض من الدنس و ابدله دارا خيرا من داره و اهلا خيرا من اهله و زوجا خيرا من زوجه و قه فتنة القبر و عذاب النار"۔[1]

''اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحم فرما، اسے معاف فرما، اسے عافیت عطا فرما، اس کو معزز ٹھکانا عطا فرما، اس کی قبر کشادہ فرما، اسے پانی، اولوں اور برف سے غسل عطا فرما، اسے اس طرح خطاؤں سے پاک فرما جس طرح سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے، اس کے گھر سے بہتر گھر، اہل وعیال سے بہتر اہل وعیال اور بیوی سے بہتر بیوی عنایت فرما اور اسے فتنہ قبر اور جہنم کے عذاب سے بچا''۔

1- صحیح مسلم ۲/۶۶۳

Marfat.com

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللھم ان فلاں ابن فلاں فی ذمتك فقه فتنة القبر و عذاب النار انت اھل الوفاء والحمد اللھم فاغفرله و ارحمه انك انت الغفور الرحیم"[1]

"اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے ذمہ کرم میں ہے۔ تو اسے فتنہ قبر اور جہنم کے عذاب سے بچا۔ تو دعاؤں کو پورا کرنے والا اور تمام تعریفوں کا سزاوار ہے۔ اے اللہ! اسے بخش دے اور اسے پر رحم فرما۔ بیشک تو ہی بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے"۔

جامع ترمذی شریف میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے طریق سے یہ روایت کیا گیا ہے کہ:

"اللھم اغفرله و ارحمه و اغسله بالبرد وا غسله کما یغسل الثوب"۔[2]

"اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحم فرما، اسے برف سے غسل عنایت فرما اور اسے اس طرح دھو دے جس طرح کپڑے کو دھویا جاتا ہے"۔

ابن ماجہ شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے یہ روایت کیا گیا ہے کہ:

"اللھم اغفرلحینا و میتنا و شاھدنا و غائبنا و صغیرنا و کبیرنا و ذکرنا و انثانا اللھم من احییته منا فاحیه علی الاسلام ومن تو فیته منا فتوفه علی الایمان اللھم لا تحر منا اجره ولا تضلنا بعده"۔[3]

"اے اللہ! ہمارے زندوں کو، مردوں کو موجود لوگوں کو، غیر موجود لوگوں کو، چھوٹوں کو، بڑوں کو، مردوں کو اور عورتوں کو سب کو بخش دے۔ اے اللہ ہم میں سے جسے زندہ رکھنا اسے اسلام پر زندہ رکھنا اور جسے موت دے اسے

۱- سنن ابی داؤد ۳/۲۱۱

۲- سنن الترمذی ۳/۳۴۵

۳- سنن ابن ماجہ ۱/۴۸۰

Marfat.com

ایمان پر موت دے اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم مت رکھنا اور ہمیں اس کے بعد گمراہ مت کرنا"۔

صحیح ابن حبان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا گیا ہے آپ فرمایا کرتے تھے۔

"اللهم عبدك و ابن عبدك كان يشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا عبدك و رسولك و انت اعلم به مني ان كان محسنا فزد في احسانه و ان كان مسيئا فاغفرله ولا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده"۔[1]

"اے اللہ! یہ تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا ہے۔ یہ گواہی دیا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ﷺ ہیں اور تو اسے مجھ سے بہتر جانتا ہے اگر تو یہ نیک تھا تو اس کی نیکیوں میں اضافہ فرما اور اگر یہ گنہگار تھا تو اسے بخش دے اور ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ فرما اور ہمیں اس کے بعد آزمائش میں مبتلا نہ فرما"۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر الفاظ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے وہ الفاظ یہ ہیں۔

"اللهم انت ربها و انت خلقتها و انت هديتها للاسلام و انت قبضت روحها و انت اعلم بسرها و علانيتها جئناك شفعاء فاغفرلها"۔[2]

"اے اللہ! تو نے اسے پالا (درجہ کمال تک پہنچایا) تو نے اسے تخلیق کیا، تو نے اسے اسلام قبول کرنے کی ہدایت عطا فرمائی، تو نے اس کی روح قبض فرمائی، تو ہی بہتر اس کے پوشیدہ اعمال اور ظاہری اعمال کو جانتا ہے۔ ہم تیری بارگاہ میں سفارشی بن کر آئے ہیں تو اسے بخش دے"۔

نبی کریم ﷺ نے میت کے لئے جو دعائیں فرمائیں یعنی نماز جنازہ کے دوران۔

۱- صحیح ابن حبان ۷/۳۴۲، موطا امام مالک ۱/۲۲۸

۲- سنن ابی داؤد ۳/۲۱۰

Marfat.com

ان میں سے مشہور دعائیں ذکر کی گئی ہیں، چند دیگر کتب حدیث میں اور الفاظ میں بھی دعائیں ذکر کی گئی ہیں۔[1]

وہ آدمی جو نماز جنازہ کے دوران اپنے بھائی یعنی مردہ آدمی کے لئے دعا کرے اس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چیز قرار دی ہے کہ وہ دعا میں خلوص اختیار کرے تاکہ اس کی دعا کو مقام رفعت عطا ہو اور اس کے رب کریم کے ہاں شرف قبولیت حاصل کرے اور وہ اپنے بھائی کے لئے بہتر سفارشی ہو۔

امام ابو دوٗد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

روی أبو داود بسنده الی أبی هريرة رضی اللہ عنہ: قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول: "اذا صليتم علی الميت فأخلصوا الدعاء"۔

جب تم میت کی نماز جنازہ ادا کرو تو اس کے لئے مخلص ہو کر دعا کرو۔[2]

صحیح ابن حبان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا گیا ہے کہ:

وجاء فی صحيح ابن حبان من طريق أبی هريرة أيضاً: "اذا صليتم علی الجنازة فاخلصوا لها الدعاء"۔

"جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے خلوص سے دعا کرو"۔[3]

یہ امت ایک دوسرے کیلئے دعا کرنے میں بہت کوشش کرتی ہے اور تمام روئے زمین پر اس کی مثل کوئی نہیں پائی جاتی جو آپس میں نیکی کرنے والی ہو۔

اے اللہ! اس امت کی برکات میں اضافہ فرما۔ اسے اس کے دشمنوں سے محفوظ فرما۔ یہ امت سید الخلق خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے جو تجھ سے اے اللہ دعا کرنے والوں اور سوال کرنے والوں میں سے اور تیری رضا جوئی کے لئے کوشش کرنے والوں میں سے افضل ہیں۔

صلی الله عليه وعلی آله و صحبه وسلم۔

۱- سنن ابی یعلی ۱۰/۴۰۴، ۱۱/۴۷۷، المعجم الکبیر ۲۲/۲۴۹

۲- سنن ابی داؤد ۳/۱۲۰، صحیح ابن حبان ۱/۴۸۰، السنن الکبری ۴/۴۰

۳- صحیح ابن حبان ۷/۳۴۶

Marfat.com

دوسری حالت (دفن کرنے کے فوراً بعد) کی احادیث:

دفن کرنے کے فوراً بعد دعا کرنے کے متعلق بہت سی احادیث آئی ہیں۔ ان میں سے ایک وہ ہے جسے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

حدثنا ابراهیم بن موسی الرازی ثنا هشام عن عبد الله بن بحیر عن هانی مولی عثمان بن عفان عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قال: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه فقال: "استغفروا لأخیکم، وسلو له التثبیت، فانه الآن یسأل"۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ رازی نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام نے عبداللہ بن بحیر سے انہوں نے ہانی مولیٰ عثمان بن عفان سے انہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر کھڑے ہوتے اور ارشاد فرماتے۔ اپنے بھائی کیلئے مغفرت طلب کرو اور اس کیلئے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ اب اس سے سوال کیا جائے گا۔[1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم دینا اور اس بات پر ابھارنا اس بات کی دلیل ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کے اہل وعیال اور دوستوں کا اس کے لئے دعا کرنا جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک واقعہ عبداللہ بن عدی نے الکامل فی ضعفاء الرجال میں حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک جنازے میں حاضر ہوئے۔ جب میت کو لحد میں اتارا تو فرمایا: "بسم الله و فی سبیل الله وعلی ملة رسول الله" اور جب لحد پر اینٹیں برابر کیں تو فرمایا: "اللهم اجرها من الشیطن" اے اللہ! اسے شیطان سے بچا اور عذاب قبر اور جہنم سے بچا۔ جب اس پر مٹی برابر کر لی تو قبر کی ایک طرف کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اے اللہ! اس کے جسم سے زمین کو کشادہ فرما، اس کی روح کو اوپر بلند فرما اور اسے اپنی جانب سے رضا عطا فرما۔

۱- سنن ابی داؤد ۳/۲۱۵

Marfat.com

تو میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ نے اس بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز سنی ہے یا اپنی رائے سے آپ نے یہ کہا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں خود یہ کہہ سکتا تھا لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔[1]

اگر ہم ان احادیث کو جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی بعض صحابہ کرام کی قبروں پر دعا کرنے کے متعلق ہیں ان احادیث کے ساتھ ملائیں تو ثابت ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل دفن کے بعد قبر کے پاس دعا کرنے کی مشروعیت کو ثابت کرتا ہے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

روی ابن ماجه بسنده من طريق زيد بن ثابت رضی اللہ عنہ قال: "خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فلما ورد البقيع، فاذا قبر جديد، فسأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنه فقالوا: فلانة قال: فعرفها وقال: "آلا آذنتمونی بها؟"، قالوا كنت قائلاً صائماً فكرهنا أن نؤذيك قال: "فلا تفعلوا لا أعرفن ما مات منكم ميت ما كنت بين أظهركم: إلا آذنتمونی به فان صلاتی عليه له رحمة"، ثم أتى القبر فصففنا خلفه فكبر عليه أربعاً۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے جب جنت البقیع پہنچے تو ایک نئی قبر دیکھی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق سوال کیا۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی کہ فلاں عورت کی قبر ہے۔ تو آپ نے پہچان لیا اور فرمایا۔ تم نے مجھے اس کے متعلق کیوں نہیں بتایا۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ آپ روزے کی حالت میں آرام فرما رہے تھے تو ہم نے آپ کو تکلیف دینا ناپسند کیا۔ تو ارشاد فرمایا ایسا مت کیا کرو۔ جب تک میں تمہارے درمیان ہوں مجھے ہر مرنے والے آدمی کے متعلق بتاؤ۔ کیونکہ میرا ان پر نماز جنازہ پڑھنا ان کے لئے رحمت کا باعث ہے۔ پھر قبر کے پاس تشریف لائے تو ہم نے آپ کے پیچھے صفیں

1- سنن ابن ماجہ ا/۴۸۹

Marfat.com

بنائیں تو آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

آپ ﷺ کا نماز ادا فرمانا دعا اور استغفار کے باب میں سے ہے جیسا کہ وہ حدیث جسے امام مالک نے المؤطا میں روایت کیا ہے:

الحديث الذى رواه الامام مالك فى الموطأ: "بعثت الى أهل البقيع لاصلى عليهم"۔

"مجھے اہل جنت البقیع کی طرف بھیجا گیا ہے تا کہ میں ان پر نماز ادا کروں"۔

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں "صلاۃ" دعا اور استغفار کا احتمال رکھتی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ چیز آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہو اور اس کی بھی نماز جنازہ ادا ہو جائے جس کو دفن کرتے وقت اس کی نماز جنازہ ادا نہ کی گئی ہو۔[1]

گزشتہ چار احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کے لئے دعا کرنا منصوص علیہ عمل ہے۔ تو میت اس مشکل وقت میں دعا کی محتاج ہوتی ہے اور یہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ جس میں سوائے اس عمل صالح کے جو اس نے آگے بھیجا، صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے ان کے سوا ہر چیز اسے چھوڑ دیتی ہے تو وہ ڈوبتے ہوئے آدمی کی مانند اپنے بیٹے، بھائی یا دوست کی طرف سے دعا کی منتظر ہوتی ہے۔ اور جب دعا اسے پہنچتی ہے تو اسے دنیا و مافیہا سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔ لہٰذا دفن کرنے کے فوراً بعد اور حساب و کتاب کے وقت وہ دعا کی زیادہ محتاج ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ چیز بھی ثابت شدہ ہے کہ میت اپنے گھر والوں کے جوتوں کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز بھی سنتی ہے۔

چنانچہ امام مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

روى مسلم بسنده الى أنس بن مالك رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

"ان العبد اذا وضع فى قبره و تولى عنه أصحابه انه ليسمع قرع نعالهم"۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱- تنوير الحوالك فى شرح موطا امام مالك ۱/۲۴۰

Marfat.com

''جب بندے کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس کے پاس سے واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی کھڑکھڑاہٹ کو سنتا ہے''۔[1]

یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس بات پر برانگیختہ کیا ہے کہ جب میت پر مٹی برابر کر دی جائے تو یہ کہا جائے:

''اے اللہ! اس نے اپنے اہل وعیال، مال اور خاندان سب تیرے سپرد کر دیا ہے اس کے گناہ بہت ہیں تو اسے بخش دے''۔[2]

اے اللہ! ہمیں بخش دے اور جب ہمیں قبروں میں دفن کر دیا جائے تو ہمارے بیٹوں، پوتوں، بھائیوں اور دوستوں میں سے ہر ایک کو یہ توفیق عنایت فرما کہ وہ ہمارے لیے دعا کریں اور مغفرت طلب کریں۔ اے دعائیں سننے والے، اے کرم فرمانے والے اے پکار کا جواب دینے والے۔ ہماری دعائیں قبول فرما۔

تیسری حالت (میت کیلئے دعا واستغفار کرنا جب چاہنا):

اس حالت میں دعا واستغفار عام ہے یعنی جب بھی انسان چاہے میت کے لئے دعا کرے اور مغفرت طلب کرے۔

دعا کی احادیث میں سے مشہور حدیث امام مسلم کی روایت کردہ ہے کہ:

اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاثة: صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له۔

''جب انسان مر جاتا ہے تو اس سے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے۔ صدقہ جاریہ سے، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے یا ایسی نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے''۔[3]

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

۱- صحیح مسلم ۲۲۰۰/۴، ابوداؤد ۲۳۸/۴، الترمذی ۴۴۸/۱

۲- سنن البیہقی ۵۶/۴

۳- صحیح مسلم ۱۲۵۵/۳

Marfat.com

و عن أبی قتادۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "خیر ما یخلف الرجل بعدہ ثلاثۃ...... ولد صالح یدعو لہ"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو چیزیں آدمی اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے ان میں تین بہتر ہیں۔(ان میں سے ایک یہ ہے) ایسی اولاد جو اس کیلئے دعا کرے۔[1]

امام احمد نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے طریق سے مسند میں یہ روایت نقل کی ہے۔فرماتے ہیں کہ:

أبو أمامۃ الباهلی رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "أربع تجری علیهم أجورهم بعد الموتہ رجل مات مرابطاً فی سبیل اللہ و رجل علم علماً فأجرہ یجری علیہ ما عمل بہ و رجل أجری صدقۃ فأجرها یجری علیہ ما جرتہ و رجل ترک ولداً صالحاً یدعو لہ"۔

''میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ چار آدمیوں کا اجران کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ پہلا آدمی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو، وہ آدمی جس نے کسی کو تعلیم دی تو اس پر جب تک عمل کیا جائے گا اس سکھانے والے پر اس کا اجر جاری رہے گا کسی نے صدقہ دیا تو اس کا اجر بھی اس پر صدقہ کے جاری رہنے تک جاری رہے گا اور ایسا آدمی جس نے نیک اولاد چھوڑی جو اس کیلئے دعا کرتی ہے۔(اس کا اجر بھی جاری رہے گا)''۔[2]

مسند دارمی میں حضرت حماد کے طریق سے انہوں نے حضرت ابراہم سے روایت کی ہے "و صلاۃ ولدہ علیہ" یعنی دعا کی جگہ لفظ صلاۃ ذکر کیا گیا ہے اور یہاں بھی صلاۃ سے مراد دعا

۱- سنن ابن ماجہ ۸۸/۱، صحیح ابن حبان ۲۹۵/۱ رقم ۹۳، ۲۶۶/۱۱ رقم ۲۹۰۲، المعجم الصغیر رقم ۳۹۵

۲- مسند احمد ۲۶۹/۵

Marfat.com

ہے جیسا کہ وہ حدیث جسے امام مالک نے روایت کیا اور تنویر الحالک کے مصنف نے اس کی شرح بیان کی اس میں گزر چکا ہے۔ (یعنی صلاۃ بمعنی دعا ہے)۔

دعاؤں کے الفاظ بکثرت ہیں جنہیں آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ میں سے کسی میں محدود نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ادعیہ ماثورہ سے دعا کرنا افضل ہے اگر چہ کسی بھی لفظ کے ساتھ دعا کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں معصیت اور قطع رحمی نہ ہو۔ اس لئے ہم نے آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ میں جو دعائیں بکثرت آئیں ہیں انہیں یہاں ذکر کر دیا ہے۔

آیات کریمہ:

دعاؤں پر مشتمل آیات کریمہ درج ذیل ہیں:

1- اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

"ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب"۔

"اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا"۔ (سورہ ابراہیم:41)

2- فرمان باری تعالیٰ ہے:

"قل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا"۔

"اور عرض کر کہ اے میرے رب دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا"۔ (الاسراء:24)

3- اللہ رب العزت نے فرمایا:

"رب اغفرلی ولاخی و ادخلنا فی رحمتك و انت ارحم الراحمین"۔

"عرض کی اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور داخل کر ہم کو اپنی رحمت میں اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا"۔ (اعراف 151)

4- رب کریم کا ارشاد ہے:

"رب اجعلنی مقیم الصلوۃ و من ذریتی ربنا و تقبل دعآء"۔

"اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے

Marfat.com

ہمارے رب اور میری دعا سن لے"۔(ابراہیم40)

5- اللہ جل شانہ کا فرمان عالیشان ہے:

"و قل رب اغفر وارحم و انت خیر الراحمین"

"اور تم عرض کرواے میرے رب بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا"۔(المؤمنون118)

6- خدائے وحدہ لاشریک نے فرمایا:

"ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان و لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم"

"اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے"۔(سورۃ الحشر:10)

احادیث مبارکہ:

وہ احادیث مبارکہ جن میں دعاؤں کا ذکر ہے وہ بہت سی ہیں اور ان میں سے کچھ ہم نے گزشتہ اوراق میں نماز جنازہ کے دوران دعاؤں پر مشتمل احادیث کے تحت ذکر کردی ہیں۔

ان میں مشہور الفاظ والی حدیث مبارکہ وہ ہے جسے حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔وہ اس طرح ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ کے دوران یہ فرمایا کرتے تھے:

"اللّٰھم اغفرله و ارحمه واعف عنه و عافه و اکرم نزله و وسع مدخله و اغسله بماء و ثلج و برد و نقه من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس و ابدله دارا خیرا من داره و اھلا خیرا من اھله و زوجا خیرا من زوجه وقه فتنة القبر و عذاب النار"۔

"اے اللہ! اسے بخش دے،اس پر رحم فرما،اسے معاف فرما،اسے عافیت عطا فرما،اس کا ٹھکانہ معزز فرما،اس کی قبر وسیع فرما،اسے پانی اولوں اور برف

Marfat.com

سے غسل عنایت فرما اور اسے اس طرح خطاؤں سے پاک فرما جیسے سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔اس کے گھر سے بہتر گھر، اہل و عیال سے بہتر اہل وعیال اور بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما اور اسے فتنہ قبر اور جہنم کے عذاب سے بچا''۔

حضور نبی کریم ﷺ کے اس میت کے لئے دعا فرمانے کی وجہ سے حضرت عوف بن مالک نے یہ تمنا کی کہ کاش! اس میت کی جگہ میں ہوتا۔

تو بندۂ مومن ادعیہ ماثورہ میں سے جو دعا چاہے مانگے اس کیلئے کوئی حرج نہیں۔ دعا میں خلوص اختیار کرنا چاہیے خصوصاً جب بیٹے اپنے والدین کے لئے دعا مانگ رہے ہوں۔

بندہ مومن کو چاہیے کہ دعا کرنے کیلئے ایسے اوقات، حالات اور ایسی جگہیں اختیار کرے جن میں دعا قبول کی جاتی ہے۔ (یعنی دعا کی قبولیت کا جن اوقات میں زیادہ یقین ہوتا ہے) وہ اوقات درج ذیل ہیں۔

فرض نمازوں کے بعد، اذان و اقامت کے درمیان، تہائی رات کے وقت، بارش کے وقت، جمعۃ المبارک کے دن کی ایک خاص ساعت میں، آب زمزم پیتے وقت، سجدے میں، آخری تشہد میں، دوران سفر، روزہ افطار کرتے وقت، وضو کے بعد، خانہ کعبہ میں داخل ہوتے وقت، مقام حج پر، صفا و مروہ پر اور مشعر حرام کے پاس۔

بندہ مومن کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ جس وقت اور جس جگہ چاہے اپنے پروردگار سے دعا کرے۔ کیونکہ ذکر اللہ، دعا اور اپنے یا غیر کیلئے مغفرت طلب کرنے کی دعا کے علاوہ تمام عبادات یعنی اکثر عبادات کسی خاص زمانے، خاص جگہ اور خاص ہیئت کے ساتھ مقید ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"و اذا سألك عبادي عني فاني قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان"

''اور اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے''۔ (سورۃ البقرہ:186)

Marfat.com

لیکن مذکورہ بالا اوقات اور اماکن میں اللہ رب العزت کی طرف سے مزید عنایات و انعامات کا امکان ہوتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فضل وکرم کرنے کیلئے ان کے لئے بھلائی کے بہت سے مواقع مہیا فرمائے ہیں۔اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔آمین!

Marfat.com

ہشتم:

اہل قبور کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کے الفاظ

مردوں کو سلام کرنے کے الفاظ والی احادیث مبارکہ بہت سی معتمد کتب حدیث میں ذکر کی گئی ہیں۔ یعنی صحیح مسلم سے لے کر معجم الطبرانی الصغیر تک تمام میں ذکر کی گئی ہیں۔ ان احادیث میں الفاظ ملتے جلتے ہی ہیں مگر بعض روایات میں الفاظ زیادہ ہیں اگر چہ یہ تمام احادیثِ مبارکہ کی معتمد کتب حدیث میں اور کثیر طرق سے روایت کی گئی ہیں لیکن ہم یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی تین روایات پر اقتصار کریں گے۔

ان میں سے پہلی حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جن سے صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، مسند احمد، السنن الکبریٰ للنسائی اور معجم الطبرانی اور معجم الصغیر میں روایت کیا گیا ہے۔[1] دوسرے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ ہیں جن سے صحیح مسلم، مسند احمد، صحیح ابن ماجہ، سنن البیھقی الکبریٰ اور المجتبیٰ من السنن والآثار میں روایت کیا گیا ہے[2] اور تیسرے حضرت ابو مویہبہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن سے سنن الدارمی اور مسند احمد میں روایت کیا گیا ہے۔[3]

ہم نے مناسب یہ سمجھا ہے کہ ان تمام الفاظ کو ایک جگہ جمع کر دیں تا کہ وہ آدمی جو یہ چاہتا ہے کہ اسی طرح اہل قبور کی زیارت کرے اور انہیں سلام کہے جس طرح سید الخلق وقدوۃ المؤمنین والمسلمین حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ اور اس حیثیت سے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور رحمۃ للعالمین کو حکم دیا کہ وہ جنت البقیع والوں کے پاس تشریف لے جائیں تا کہ انہیں سلام کہیں[4]

۱- صحیح مسلم ۲/۶۶۹، صحیح ابن حبان ۱۶/۴۵، مسند احمد ۶/۱۸۰، السنن الکبریٰ ۵/۲۸۸، معجم الطبرانی الصغیر ۲/۱۱

۲- صحیح مسلم ۲/۶۷۱، مسند احمد ۲/۳۷۵، سنن ابن ماجہ ۱/۴۹۴، سنن البیھقی ۴/۷۹، سنن ابن حبان ۷/۴۴۵، المجتبیٰ من الآثار ۴/۴۹

۳- سنن الدارمی ۱/۵۰، مسند احمد ۳/۴۸۹

۴- مسند اسحق بن راھویہ ۲/۴۵۶

Marfat.com

ان کیلئے دعا فرمائیں[1] ان پر نماز جنازہ ادا فرمائیں[2] اور ان کے لئے مغفرت طلب کریں[3] جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ آئندہ سطور میں ہم وہ الفاظ ذکر کریں گے ان کے لیے جو کہ نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔

مذکورہ بالا کتب میں وہ تمام روایات جن کا ہم نے قصد کیا ہے ان سب کے کامل الفاظ سلام درج ذیل ہیں:

"السلام علیکم دار قوم مؤمنین، السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین یرحم اللّٰه المستقدمین منا و المستاخرین و انا ان شاء الله بکم لاحقون و اتا کم ما تو عدون غدا مؤجلون اللهم اغفرلا هل بقیع الغرقد اللهم لا تحرمنا اجرهم ولا تفتنا بعد هم انتم لنا فرط و نحن لکم تبع نسأل الله لنا ولکم العاقبة"۔

"اے گروہ مومنین کے گھر! تم پر سلامتی ہو۔ اے مومنین و مسلمین جو ان گھروں کے رہنے والے ہیں تم پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ ہم میں آگے جانے والوں اور پیچھے رہ جانے والوں پر رحم فرمائے اور انشاءاللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ تمہارے پاس آئیگی کل وہ موخر ہے۔ اے اللہ! جنت البقیع والوں کو بخش دے اور ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ فرمانا اور ان کے بعد ہمیں آزمائش میں مبتلا نہ کرنا۔ تم ہمارے پیشرو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے بہتر انجام کا سوال کرتے ہیں"۔

اگر چاہے تو ان الفاظ کا اضافہ کرلے جیسا کہ امام دارمی[4] اور مسند احمد[5] کی روایت

۱- مسند احمد ۶/۲۵۶

۲- مؤطا امام مالک ۱/۲۴۲، المجتبیٰ من السنن والآثار ۴/۳۹، ۷/۷۶

۳- السنن لکبریٰ ۵/ ۱،۲۸۸/ ۲۵۵، المجتبیٰ ۷/۷۲

۴- سنن الدارمی ۱/۵۰

۵- مسند احمد ۳/۴۸۹

Marfat.com

میں آیا ہے۔

"السلام علیکم یا اهل المقابر لیهن لکم ما اصبحتم فیه مما اصبح الناس لو تعلمون ما نجاکم الله منه اقبلت الفتن کقطع اللیل المظلم یتبع اولها آخرها او یرکب بعضها بعضا و الآخرة شر من الاولیٰ"۔

"اے اہل قبور تم پر سلامتی ہو۔ جس میں تم رہ رہے ہو تمہیں وہ مبارک ہو بنسبت اس کے جس میں لوگ رہ رہے ہیں کاش تم جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کس سے نجات دی ہے۔ اندھیری رات کی مسافت کی مانند فتنے آ گئے ہیں ان میں اس طرح تسلسل ہے کہ ایک دوسرے کے پیچھے ہے یا بعض بعض پر سوار ہیں اور ان فتنوں کا آخری حصہ پہلے سے برا ہے یا بعد میں آنے والا پہلے سے برا ہے"۔

ان الفاظ میں سلام کہنے کے بعد جیسے چاہے اہل قبور کے لئے مغفرت کی دعا کرے اور اپنی دعا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک کا نذرانہ بھیج کر ختم کرے تا کہ اس کی دعا بدرجہ اولیٰ شرف قبولیت سے نوازی جائے۔ انشاء اللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

خاتمہ کتاب

ہم نے اس موضوع کا حق تو ادا نہیں کیا لیکن ہم نے اس بات کو افضل سمجھا کہ کم از کم اس مقدار اور اس مختصر شکل میں یہ کتاب ظاہر ہوتا کہ تمام مسلمان اسے حاصل کریں اور اس کی پیروی کریں اور اس موضوع میں جو کہ مسلمان کی زندگی کے اہم موضوعات میں سے ہے اس میں وہ رسول اکرم ﷺ کے مشروع اعمال و اقوال پر عمل کریں اور وہ اہم موضوع مردوں کی قبروں کی زیارت اور ان کے پاس کھڑے ہونا ہے۔

ایک مسلمان کی زندگی میں اس موضوع کی جو اہمیت ہے اس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نبی کریم ﷺ کو یہ حکم دیا کہ وہ اہل بقیع کی طرف جایا کریں ہر اس رات میں جس میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باری ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ کا جو بھی صحابی وفات پاتا اس کے جنازے میں حاضر ہونے اور نماز جنازہ پڑھانے میں بہت کوشش فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اس بات پر سرزنش فرمائی کہ انہوں نے فلاں صحابی اور فلاں صحابیہ کی موت کے متعلق آپ ﷺ کو مطلع نہیں کیا تھا۔ اور انہیں حکم فرمایا کہ جب تک آپ حیات ہیں اور اپنے صحابہ کی نماز جنازہ پڑھا سکتے ہیں تب تک آئندہ ایسا مت کریں کیونکہ آپ ﷺ کا ان کی نماز جنازہ ادا فرمانا اور ان کیلئے دعا فرمانا ان کیلئے باعثِ رحمت ہے۔ آپ ﷺ اکثر جنت البقیع تشریف لے جایا کرتے اور جب کوئی نئی قبر دیکھتے تو اس کے متعلق پوچھتے پھر اس کی نماز جنازہ ادا فرماتے اس کیلئے دعا فرماتے اور صاحبِ قبر کیلئے مغفرت طلب فرماتے۔ کیونکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ یہ قبریں ان کیلئے اندھیروں سے بھرپور ہوتی ہیں جو ان میں داخل ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے تھے کہ آپ ﷺ کے ان پر نماز جنازہ پڑھنے اور ان کیلئے دعا کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ انہیں منور فرمادے گا جیسا کہ آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ جب آپ ﷺ کو دنیا، اس میں ہمیشہ رہنے، جنت اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات ان سب کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو اختیار فرمایا۔ اور یہ سب اس وجہ سے تھا تاکہ آپ ﷺ اپنی امت کیلئے اس اجر و ثواب اور ان دائمی سرمدی نعمتوں کی عظمت کو بیان فرمادیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور ان کے مقابلے میں اس فانی دنیا جو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں اس کی حقارت کو بیان فرمادیں۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کا قول و فعل اور عمل یہ ہے کہ زیارت قبور آخرت کی یاد دلاتی ہے، دل کو منور کرتی ہے، مومن مسلمان انسان کو اس کی آخرت اور انجام یاد دلاتی ہے حتیٰ کہ وہ مستعد ہو جاتا ہے اور اس فانی دنیا سے دھوکا نہیں کھاتا اور اللہ تعالیٰ کے بندوں اور اس کی مخلوق سے تکبر سے پیش نہیں آتا۔ اور وہ جان لیتا ہے کہ اس کا ٹھکانہ لحد ہی ہے اور اس کے بعد یا تو دائمی نعمتیں ہوں گی یا دائمی عذاب جہنم۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے لئے زیارت قبور میں نصیحت اور عبرت بنا اور ہمیں ایسے اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما جو تجھے ہم سے راضی فرمادیں اس سے پہلے کہ وقت گزر جائے۔ اے رب العزت! ہمیں اور تمام مومنین و مسلمین کو حسن خاتمہ عطا فرما۔ ہمیں ایسے اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما جن کا ثواب اس وقت تک جاری رہے جب ہم تجھ سے ملاقات کریں۔ اے اللہ! ہمیں ان اعمال صالحہ کے ثواب سے محروم نہ فرمانا جو ہماری اولاد اور ہمارے احباب ہماری موت کے بعد ہدیہ کریں اور اسے دوگنا فرمانا جیسا کہ تو نے اپنے مومن بندوں سے وعدہ فرمایا ہے "واللہ یضاعف لمن یشاء" اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے دوگنا فرماتا ہے۔

و صلی اللہ و سلم علی سیدنا و نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

اے اللہ! امت محمدی ﷺ پر رحمت فرما۔ آمین ابدالآبدین۔

بیشک تو اے اللہ! بہت سخی کرم فرمانے والا ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت

Marfat.com

کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ والسلام!

مترجم

محمد عابد عمران انجم مدنی

فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ

بھیرہ شریف

Marfat.com

کتاب میں مذکور احادیث کی فہرست

1۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کی میری والدہ فوت ہو گئی ہے......

2۔ رولو، اور شیطان کی چیخ سے بچو......

3۔ کیا تو یہ قبرستان دیکھتی ہے......

4۔ چار لوگوں پر ان کا اجر موت کے بعد بھی جاری رہے گا......

5۔ جب مجھے قبر میں داخل کرو اور لحد میں رکھو......

6۔ جب آدمی جنت میں داخل ہوگا......

7۔ جب اسے غسل دے لو تو اس کے کفن کے نیچے یہ لپیٹ دو......

8۔ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے......

9۔ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے......

10۔ جب تم نماز جنازہ ادا کرو تو اس کے لئے خلوص سے دعا کرو......

11۔ جب تم میت پر جنازہ پڑھو تو اس کے لئے خلوص سے دعا کرو......

12۔ اے ابوسائب! تم دنیا سے چلے گئے......

13۔ خبردار! میں تمہیں تین چیزوں سے روکا کرتا تھا......

14۔ کیا کوئی ہے جو اس پر صدقہ کرے......

15۔ ہمارے سلف صالح سے مل جاؤ......

16۔ اسے ہمارے سلف صالح سے ملا دو......

Marfat.com

17۔ ہمارے سلف صالح سے مل جاؤ......

18۔ اے اللہ! بخش دے ہمارے زندوں، مردوں......

19۔ اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحم فرما......

20۔ اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے ذمہ کرم پر ہے......

21۔ اے اللہ! تو نے اسے درجہ کمال تک پہنچایا، اسے تخلیق کیا......

22۔ اے اللہ! تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا گواہی دیتا ہے کہ......

23۔ میں نے قمیض اس وجہ سے اتاری تھی کہ میں چاہتا تھا......

24۔ نہ تو اسے نفع پہنچے گا اور نہ ہی نقصان ہوگا......

25۔ مجھے اس جگہ کا حکم دیا گیا ہے......

26۔ ابراہیم میرا بیٹا ہے اور وہ شیر خوارگی کی حالت میں فوت ہوا......

27۔ تم میں سے جب کوئی مر جاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانہ......

28۔ اللہ رب العزت بندے کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے......

29۔ اللہ تعالیٰ بندہ مومن کی اولاد کو بلند فرماتا ہے......

30۔ خثعم قبیلے کی ایک عورت نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ!......

31۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! میری والدہ نے وصیت کی......

32۔ آدمی قیامت کے دن آئے گا تو نیکیاں دیکھے گا......

33۔ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! میری والدہ اچانک......

34۔ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ میرے والد فوت ہو گئے ہیں......

35۔ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! میری والدہ فوت ہو گئی ہے......

36۔ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! میری والدہ اچانک......

37۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ! نے زیارت قبور کی......

Marfat.com

38۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری والدہ فوت ہوگئی......
39۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کے متعلق پوچھا......
40۔ جب آدمی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے......
41۔ عرش الٰہی جھوم اٹھا......
42۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب میت پر مٹی برابر کرتے......
43۔ س کے لئے جنت میں رضاعت کی مدت مکمل کرانے......
44۔ قبر کے لئے دبانا ہے......
45۔ مومن کی روح پرندے کی......
46۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے......
47۔ اسے کسی کی موت سے گرہن نہیں لگتا......
48۔ کبھی یہ آنکھ سے ہوتا ہے......
49۔ مجھے جنت البقیع والوں کی طرف بھیجا گیا ہے......
50۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان کے لئے دعا کروں......
51۔ میں پہلا ہوں جس سے زمین پھٹے گی......
52۔ میں تمہارا سردار ہوں......
53۔ جس آدمی نے بھی مسلمان غلام آزاد کیا......
54۔ اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے نام پر......
55۔ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی......
56۔ اللہ تعالیٰ! قوم کے سردار کو جزائے خیر عطا فرمائے......
57۔ اللہ تعالیٰ والدہ کو جزائے خیر عطا فرمائے......
58۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازے میں حاضر ہوئے......

Marfat.com

59۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلے جب جنت البقیع پہنچے......

60۔ آدمی اپنے بعد جو بہتر چیزیں چھوڑتا ہے......

61۔ تم پر سلامتی ہو......

62۔ گروہ مومنین کے گھر! تم پر سلامتی ہو......

63۔ اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا......

64۔ میں راضی ہوا اللہ تعالیٰ......

65۔ تو کہہ تم پر سلامتی ہو گھروں والو......

66۔ میرے ساتھ میری والدہ کی طرف چلو......

67۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے لئے......

68۔ جب بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے میری باری کی رات ہوتی......

69۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باری ہوتی......

70۔ ہر میت کا اپنے عمل پر خاتمہ ہوتا ہے......

71۔ رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام کو سکھایا کرتے تھے......

72۔ ہر میت کا اپنے عمل پر خاتمہ ہوتا ہے سوائے......

73۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھے......

74۔ جب نبی کریم ﷺ میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوئے......

75۔ ہر رونے والی جھوٹی ہے......

76۔ ہر آدمی جب مرتا ہے تو اس سے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے......

77۔ میں تمہیں زیارت قبور سے روکا کرتا تھا......

78۔ جنت میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا رومال......

79۔ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی......

80۔ ہر نبی کا رفیق ہوتا ہے......

81۔ شاید کہ ان سے تخفیف ہو جائے......

Marfat.com

82۔ اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی......

83۔ اگر کوئی قبر کے دبانے سے نجات پاتا......

84۔ کسی کو بھی قبر کے دبانے سے نجات نہیں دی گئی......

85۔ تم میں سے ہر ایک پر اس کا ٹھکانہ......

86۔ اس کے ہلکا ہونے سے کون سی چیز مانع ہے......

87۔ جو مدینہ منورہ میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہو......

88۔ جس نے مسلمان غلام آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے......

89۔ جس نے مومن غلام آزاد کیا اس کا فدیہ......

90۔ جس نے مومن غلام آزاد کیا اس کا فدیہ......

91۔ جس نے ایک دن اور ایک رات جہاد کیا......

92۔ جو دونوں حرموں میں سے کسی ایک میں فوت ہوا......

93۔ مردہ اپنی قبروں میں ڈوبنے والے آدمی کی مانند......

94۔ اے عمر! رک جاؤ......

95۔ مومن آدمی کی روح جب وہ مرتا ہے تو......

96۔ ہاں اگرچہ ایک گھر......

97۔ میں تمہیں زیارت قبور سے روکا کرتا تھا......

98۔ یہ ہمارا پیش رو ہے......

99۔ اے ابو مویہبہ! مجھے حکم دیا گیا ہے......

100۔ یارسول اللہ! ام سعد بڑھاپے کی حالت میں مسلمان ہوئیں......

101۔ دل غمگین ہوتا ہے اور آنکھ آنسو بہاتی ہے......

Marfat.com

فہرست مراجع کتاب

1- آثار مدینہ منورہ، عبدالقدوس انصاری، دارالعلم للملایین، بیروت (۱۳۹۳)
2- الآحاد و المثانی، احمد بن عمر بن ضحاک ابوبکر شیبانی (م ۲۸۷) دارالریۃ الریاض (۱۴۱۱)
3- اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، عزالدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد جزری (م ۶۳۰ھ) الشعب القاہرہ (۱۳۹۰)
4- الاسعاف، محمد عربی بن تبانی بن حسین واحدی مغربی، مطابع الفتح جدہ (۱۴۱۴ھ)
5- الاصابہ فی تمییز الصحابہ، احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م ۸۵۶ھ) دارالجیل بیروت (۱۴۱۲).
6- الاکمال فی ذکر من لہ روایۃ فی مسند احمد
7- البحر الرائق شرح کنز الدقائق، علامہ ابن نجم المعروف ابو حنیفہ ثانی، دارالمعرفت، بیروت (۱۴۱۳)
8- بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث، حارث بن ابی اسامہ حافظ نورالدین ہیثمی (م ۲۸۲)
9- تاریخ ابن معین (روایۃ الدوری)، یحیٰ بن معین ابو زکریا (م ۲۳۳ھ) مرکز البحث العلمی واحیاء التراث الاسلامی مکہ مکرمہ (۱۳۹۹ھ)
10- تاریخ مدینہ منورہ، ابو زید عمر بن شبّی نمیری بصری (م ۲۶۲) دارالاصفہانی جدہ (۱۳۹۳)
11- ترتیب المدارک، قاضی عیاض، وزارۃ الاوقاف و الشئون الاسلامیہ المغرب (۱۴۰۳ھ)

Marfat.com

12- تاریخ معالم المدینہ المنورہ قدیماً و حدیثاً، السید احمد یاسین احمد خیاری، نادی المدینۃ المنورۃ الادبی طبعہ اولیٰ (۱۴۱۰ھ)
13- تفسیر ابن السعدی، شیخ عبدالرحمن بن ناصر سعدی، مرکز صالح بن صالح الثقافی عنیزہ (۱۴۱۲ھ)
14- تفسیر ابن کثیر، امام حافظ ابن فدا اسماعیل بن کثیر قرشی، دارالمعرفت بیروت (۱۴۰۸ھ)
15- تفسیر قرطبی، محمد بن احمد لقرطبی (م ۶۷۱ھ) داراحیاء التراث العربی بیروت طبعہ سوم
16- تنویرا لحالک فی شرح موطا امام مالک، امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی دارالفکر بیروت (۹۷۶ھ)
17- تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، جمال الدین ابو الحجاج یوسف (م ۴۶) موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۳ھ
18- الثقات، محمد بن حبان بن احمد (۳۵۴ھ) دارالفکر بیروت (۱۳۹۵ھ)
19- الجواھر الحسان فی تفسیر القرآن (تفسیر ثعالبی)، شیخ عبدلرحمن ثعالبی، موسۃ الاعلیٰ للمطبوعات بیروت
20- الرحلۃ الحجازیہ، محمد لبیب بتنونی، مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ قاہرہ (۱۴۱۵ھ)
21- کتاب الروح، امام شمس الدین ابوعبداللہ بن قیم جوزی (۷۵۱) دارالکتب بیروت
22- سنن ابن ماجہ، محم بن یزید بوعبداللہ قزوینی (۶۷۵) دارالفکر بیروت
23- سنن ابی داؤد، سلمان بن اشعث ابوداؤد بجستانی (م ۶۷۵) دارالفکر بیروت
24- سنن الترمذی، محمد بن عیسیٰ ابوعیسیٰ ترمذی (م ۶۷۹) داراحیاء التراث بیروت
25- سنن بیھقی کبریٰ، احمد بن عیسیٰ علی بن موسیٰ (م ۴۵۸ھ) داراحیاء التراث بیروت
26- سنن دارقطنی علی بن عمر ابوالحسن دارقطنی (م ۳۷۵ھ) دارالمعرفۃ بیروت (۲۳۸۶)
27- سنن دارمی، عبداللہ بن عبدالرحمن (م ۲۵۵ھ) دارالکتاب العربی بیروت (۱۴۰۷)

Marfat.com

28- سنن کبریٰ، احمد بن شعیب النسائی (م ۳۰۳ھ) دارالکتب العلمیۃ بیروت
29- سنن نسائی، احمد بن شعیب نسائی (م ۳۰۳ھ) مکتب المطبوعات حلب (۱۴۰۶)
30- شرح الآبی علی صحیح مسلم
31- شرح کنز الدقائق، عثمان بن زیلعی حنفی، دارالمعرفۃ بیروت (۱۳۱۳ھ)
32- شرح معانی الآثار، احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی (م ۳۲۱) دارالکتب العلمیۃ بیروت (۱۳۹۹ھ)
33- الصحاح تاج اللغۃ و صحاح العربیۃ، اسماعیل بن حماد جوہری
34- صحیح ابن حبان، محمد بن حبان بن احمد (م ۳۵۴ھ) موسۃ الرسالہ بیروت (۱۴۱۴)
35- حیح ابن خزیمہ، محمد ابن اسحاق بن خزیمہ (م ۳۱۱ھ) المکتب الاسلامی بیروت (۱۳۹۰ھ)
36- صحیح بخاری، محمد بن اسماعیلؒ بخاری، (م ۲۵۶ھ) دار ابن کثیر یمامہ بیروت (۱۴۰۷ھ)
37- صحیح مسلم، مسلم بن حجاج قشیری، (م ۲۶۱) داراحیاء التراث بیروت
38- الطبقات الکبریٰ، محمد بن سعد بن منیع بصری (م ۲۳۰ھ) دارصادر بیروت
39- عنون النجلبہ فی معرفۃ من مات بالمدینۃ المنورۃ من مشاہیر الصحابہ، مصطفیٰ بن محمد بن عبداللہ بن علوی رافعی، الکتبہ العلمیۃ بالمدینۃ المنورۃ (۱۴۰۴ھ)
40- غایۃ المقصود فی التنبیہ علی اوہام ابن محمود، شیخ عبداللہ بن محمد، مطابع الجزیرہ، ریاض
41- فتح الباری شری صحیح بخاری، احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م ۷۵۶ھ) دارالمعرفۃ بیروت (۱۳۷۹ھ)
42- فصول من تاریخ مدینۃ المنورۃ، علی حافظ، شرکۃ المدینۃ المنورۃ، جدہ (۱۴۰۵ھ)
43- فضائل الصحابہ، احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) موسسۃ الرسالۃ بیروت (۱۴۰۳ھ)
44- کنز العمال، مکتبۃ التراث الاسلامی، حلب

Marfat.com

45- مجتبیٰ من السنن، احمد بن شعیب نسائی (م ۳۰۳ھ) مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب (۱۴۰۶)

46- مجمع الزوائد و منبع الفوائد، نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی (م ۸۰۷ھ) دارالکتاب العربی بیروت (۱۴۰۲ھ)

47- مجموع شرح مهذب، محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی (م ۶۷۶ھ) مکتبہ الارشاد جدہ

48- مرآۃ الحرمین، اللواء ابراہیم رفعت پاشا، مطبعہ دارالکتب المصریہ قاہرہ (۱۳۴۴ھ)

49- مختار الصحاح محمد بن ابی بکر رازی (م ۷۲۱ھ) مکتبہ لبنان بیروت (۱۴۱۵ھ)

50- مستدرک علی الصحیحین، محمد بن عبداللہ ابوعبداللہ الحاکم (م ۴۰۵ھ) دارالکتب العلمیہ بیروت (۱۴۱۱ھ)

51- المسند، عبداللہ بن زبیر ابوبکر حمیدی (م ۲۱۹ھ) دارالکتب العلمیہ بیروت

52- مسند ابی یعلیٰ، احمد بن علی بن مثنی (م ۳۰۷ھ) دارالمامون للتراث دمشق (۱۴۰۴ھ)

53- مسند احمد، احمد بن حنبل شیبانی (م ۲۴۱ھ) موسسۃ قرطبہ قاہرہ

54- مسند اسحاق بن راھویہ، اسحاق بن ابراہیم بن مخلد (م ۲۳۸ھ) مکتبہ الایمان مدینہ منورہ (۱۴۱۲ھ)

55- مسند ابن جعد، علی بن جعد بن عسیر بغدادی (م ۲۳۰ھ) مکتبہ الفلاح کویت (۱۴۰۵ھ)

56- مسند طیالسی، سلیمان بن داؤد فارسی بصری (م ۲۰۴ھ) دارالمعرفۃ بیروت

57- مسند شافعی، محمد بن ادریس شافعی (م ۲۰۴ھ)

58- المعجم الاوسط، سلیمان بن احمد طبرانی (م ۳۶۰ھ) دارالحرمین قاہرہ

59- المعجم الکبیر، سلیمان بن احمد طبرانی (م ۳۶۰ھ) مکتبۃ العلوم والحکم موصل (۱۴۰۴)

60- موطا امام مالک، مالک بن انس اصبحی (م ۱۷۹ھ) داراحیاء التراث مصر

Marfat.com

61- النهایه فی غریب الحدیث و الاثر، مبارک بن محمد جزری (م ۶۰۶ھ) المکتبۃ العلمیہ بیروت (۱۳۹۹ھ)

62- وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، نورالدین علی بن احمد سمہودی (م ۹۱۱ھ) داراحیاء التراث العربی بیروت (۱۴۰۱ھ)

63- انجازات و ارقام، امانۃ المدینۃ منورۃ، طبعہ اولیٰ (۱۴۱۱ھ)

64- انجازات و ارقام، امانۃ المدینۃ منورۃ طبعہ ثانیہ (۱۴۲۱ھ)

65- التقریر الاعلامی، اللجنۃ التنفیذیہ لتطویر المنطقۃ المرکزیہ فی المدینۃ المنورۃ طبعہ اولیٰ (۱۴۲۰ھ)

Marfat.com

1.

تصویر میں جنت البقیع کے دونوں حصے بلند اور پست ظاہر ہیں اور یہ بقیع العمات کو جنت البقیع کے ساتھ ملانے سے پہلے بقیع کبیر کی دیواروں کے آثار ہیں۔

2.

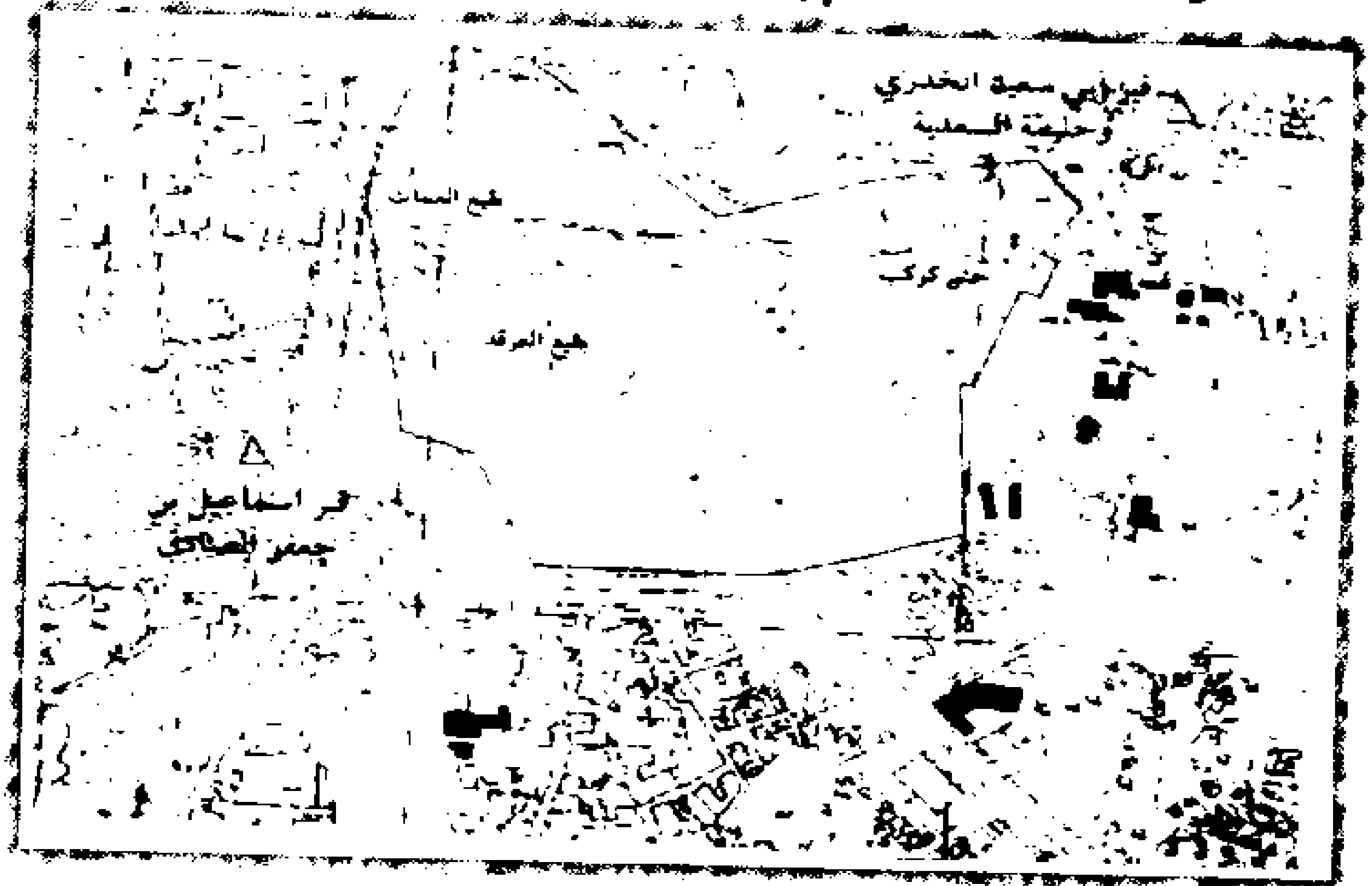

جنت البقیع، بقیع العمات، حش کوکب اور وہ قبور جو جنت البقیع سے باہر تھیں یہ ان کا نقشہ ہے اور یہ سعودی حکومت کے توسیعی پروگرام سے پہلے (۱۳۸۵ھ) کا نقشہ ہے۔

3.

مسجد نبوی کی توسیع سے پہلے جنت البقیع اور مسجد نبوی کے درمیان حائل مقام "حارۃ الاغوات"۔
تصویر میں جنت البقیع کی شمال مغربی سمت سے توسیع کیلئے جن عمارات کو گرایا گیا وہ ظاہر ہیں۔

Marfat.com

4.

اہلِ بیت عظام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبور ... مسمار [illegible] کیا گیا ہے۔ (۱۱۲۰ھ) پہلی سعودی حکومت نے یہ قبے [illegible]

5.

بقیع العمات کو جنت البقیع میں شامل کرنے سے پہلے وہ راستہ جو ان دونوں کے درمیان حائل ہے اسے زقاق العمات کہا جاتا تھا (۱۳۴۱ھ) [illegible]

6.

حضرت عثمان بن عفان کی قبر [illegible]

Marfat.com

7.

حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع کے بعد جنت البقیع کی اندرونی اور بیرونی دیوار۔ (۱۳۷۲ھ)

8.

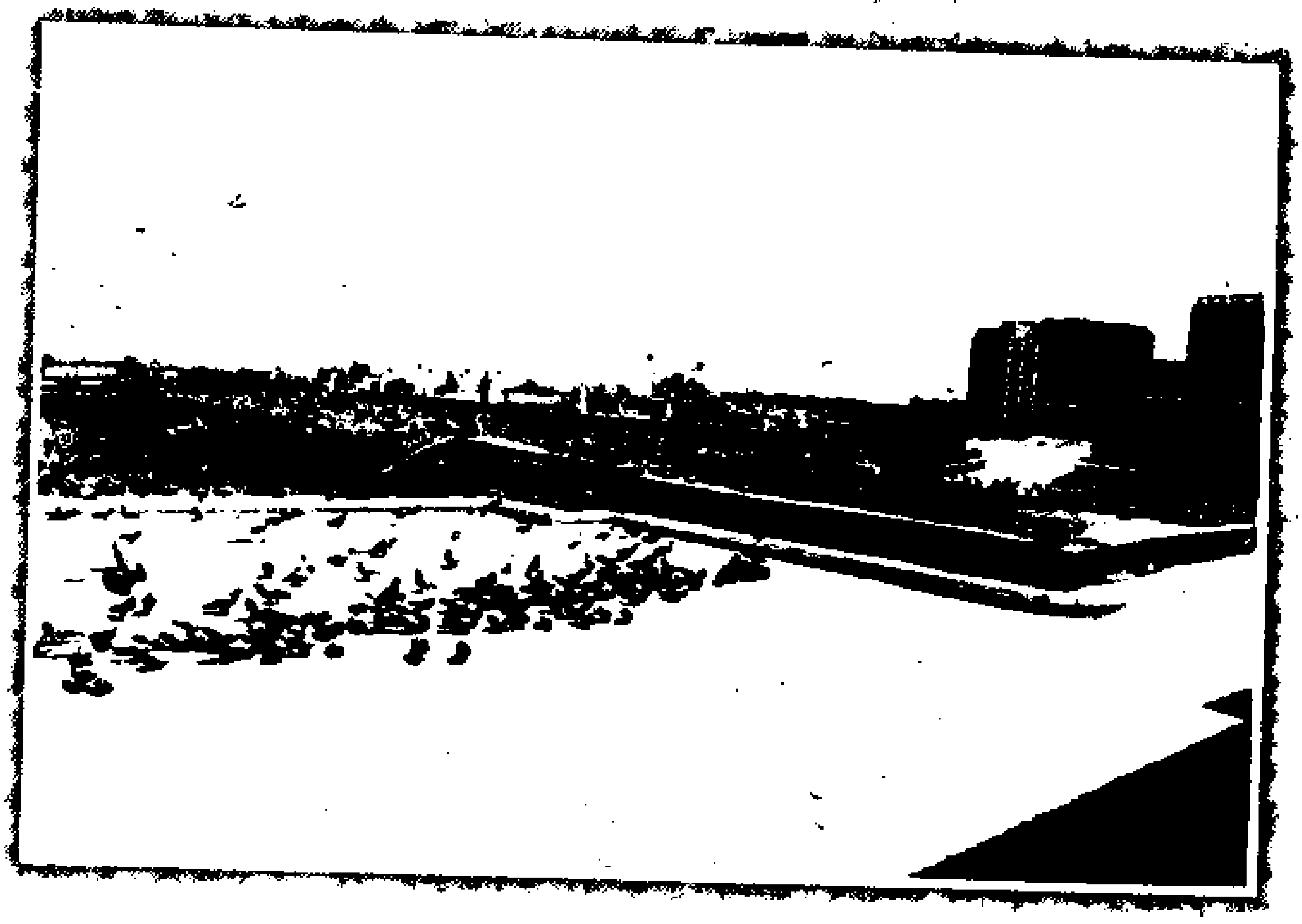

9.

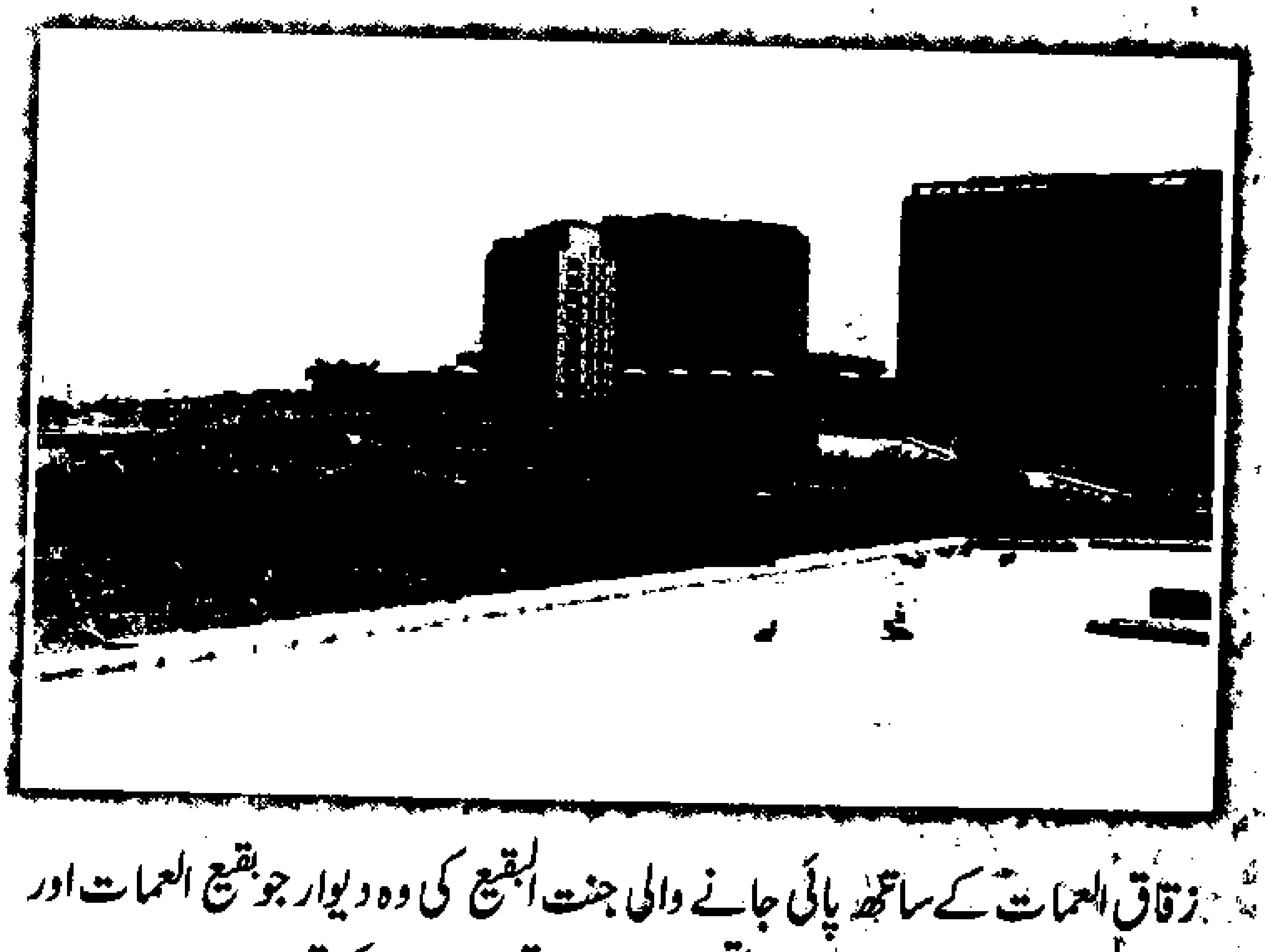

زقاق العمات کے ساتھ پائی جانے والی جنت البقیع کی وہ دیوار جو بقیع العمات اور جنت البقیع کے درمیان حد فاصل تھی اس کے باقی ماندہ آثار کی تصویر۔

Marfat.com

10.

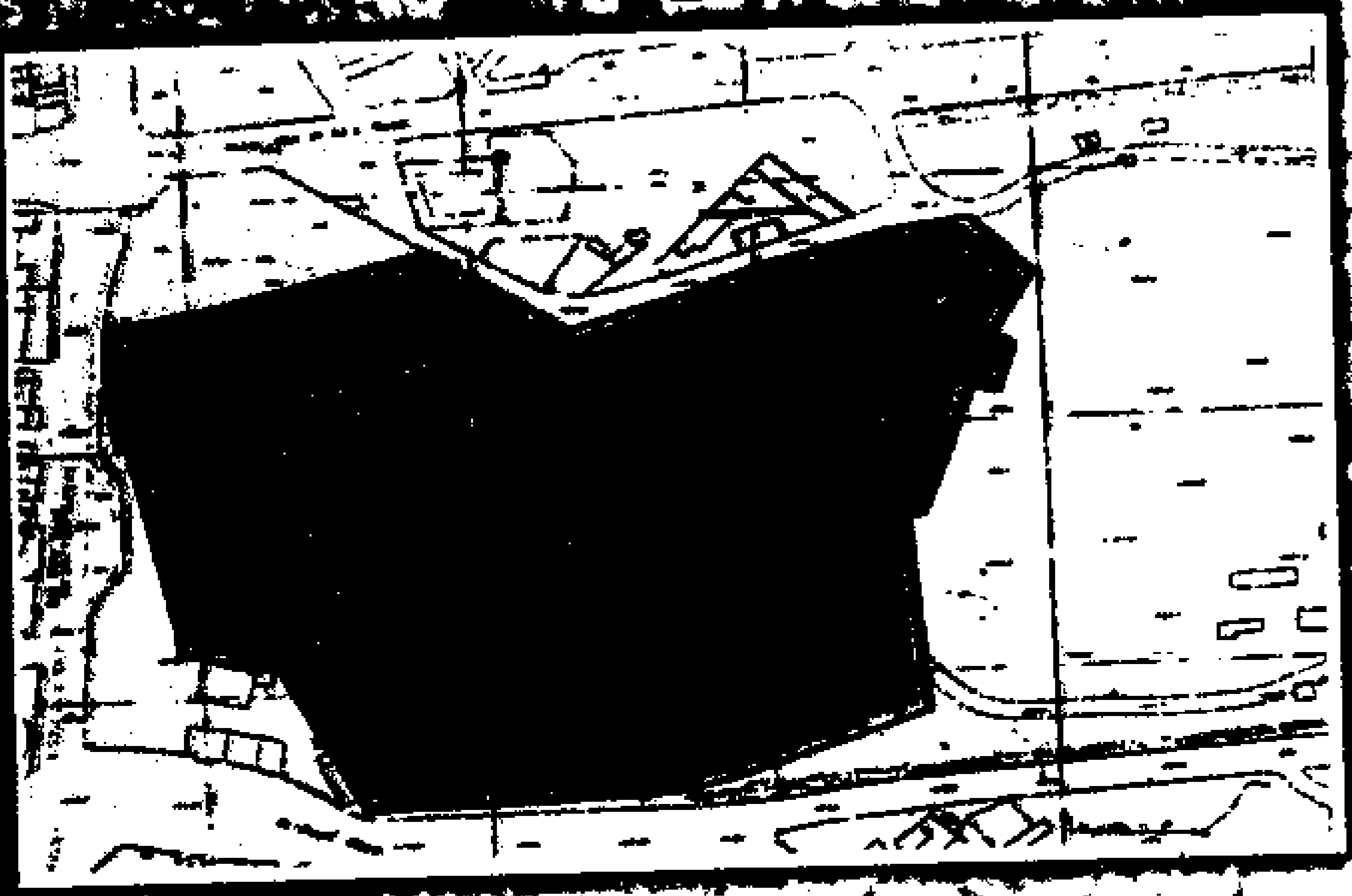

جنت البقیع کا وہ نقشہ جو بقیع العمات کو اس میں شامل کرنے کے لئے [illegible]
مشرقی توسیع کے اجراء سے پہلے تشکیل دیا گیا تھا (۱۹۹۸ء)

11.

آخری توسیع سے پہلے جنت البقیع کا [illegible]

12

Marfat.com

13.

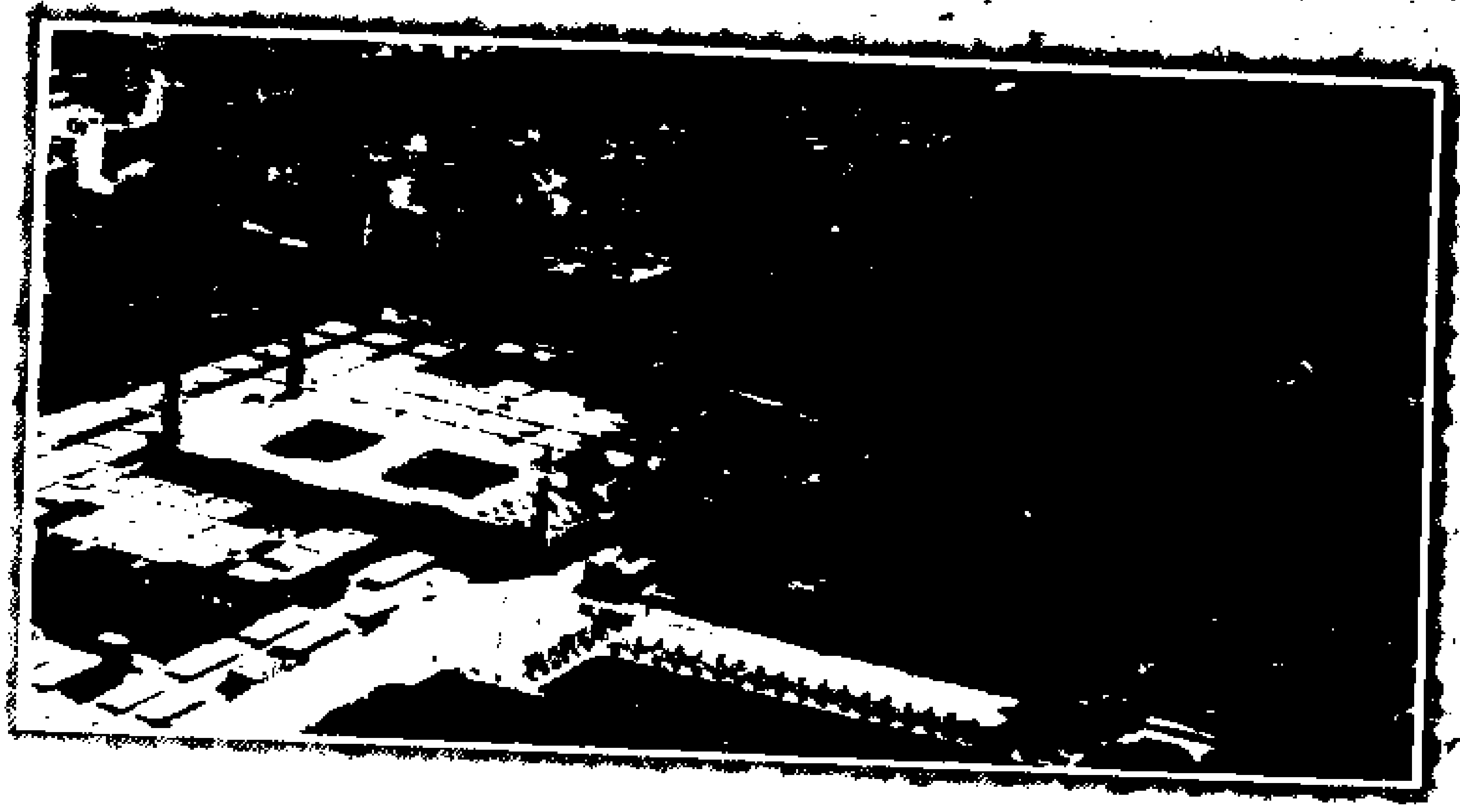

جنت البقیع کو مسجد نبوی کے مغربی صحن سے ملانے کیلئے عمارات گرانے کی ابتداء

14

مشرقی حصے اور جنوبی مثلث کی تصویر۔ (توسیع سے پہلے)

15.

توسیع کے بعد۔

Marfat.com

16.

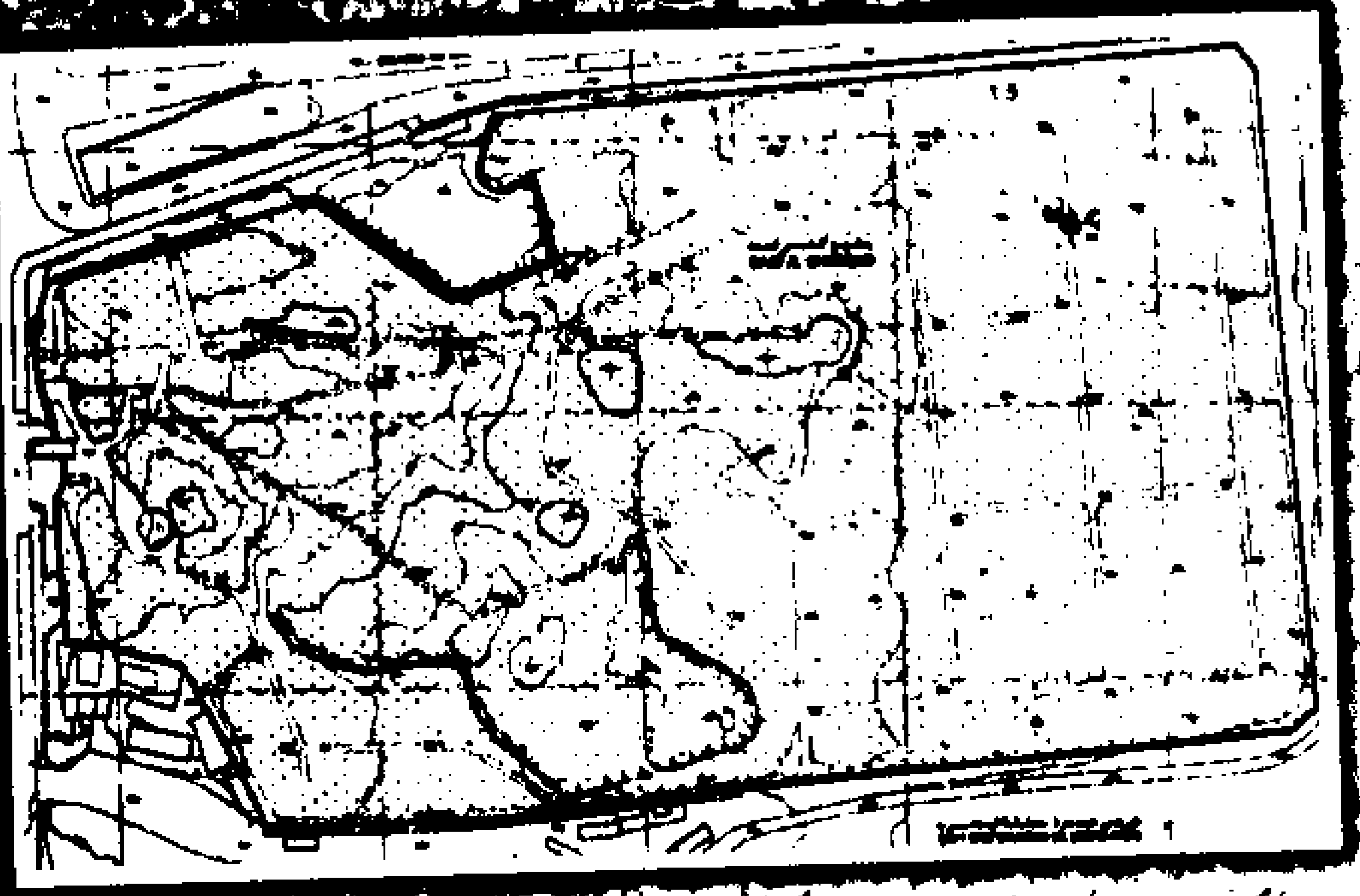

فضائی نقشہ ہے (۱۴۱۴ھ) اس میں توسیع اور داخلی [illegible]
وضاحت ہے اور نقشہ [illegible] شمالی اور جنوبی [illegible]

17.

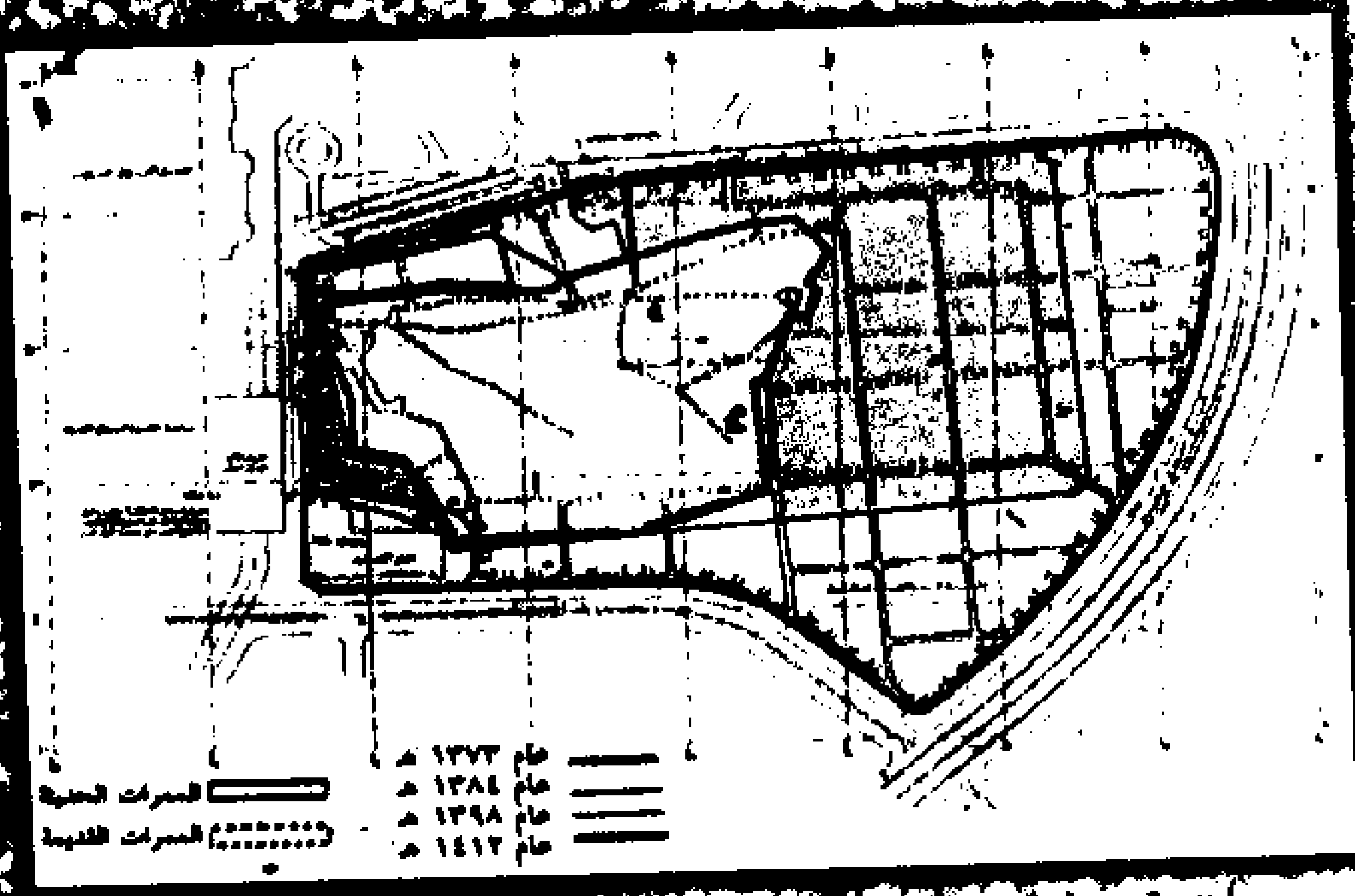

اس نقشے میں جنت البقیع کی موجودہ وضع اور توسیع کے [illegible]

18.

Marfat.com

19.

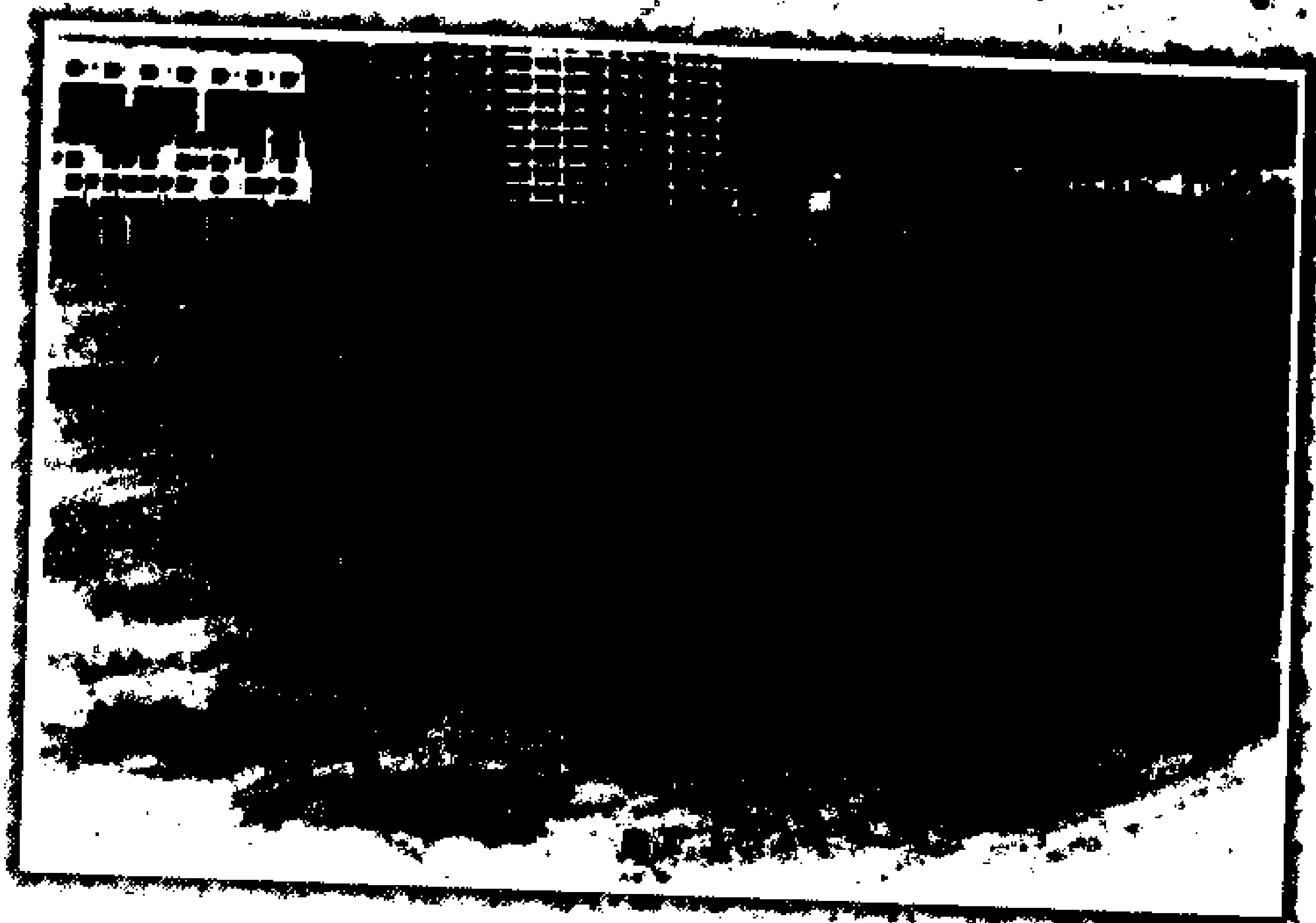

جنّت البقیع کی مشرقی سمت کی توسیع سے شامل ہونے والی قبور۔

20.

فضائی تصویر (۱۴۱۹ھ) اس میں جنّت البقیع کی آخری توسیع کے بعد کی حالت ظاہر ہے۔

21.

جنّت البقیع اور مسجد نبوی
کے صحنوں کا مقام اتّصال۔

Marfat.com

22.

جنت البقیع میں داخلے کے لئے مین گیٹ اور مسجد نبوی کے صحن سے [illegible]

23.

جنت البقیع کی شمالی دیوار اور اس کے برابر گزرگاہ کی تصویر اس سے جنت البقیع میں
داخل ہوئے بغیر زیارتِ قبور کی سہولت ہے۔

24.

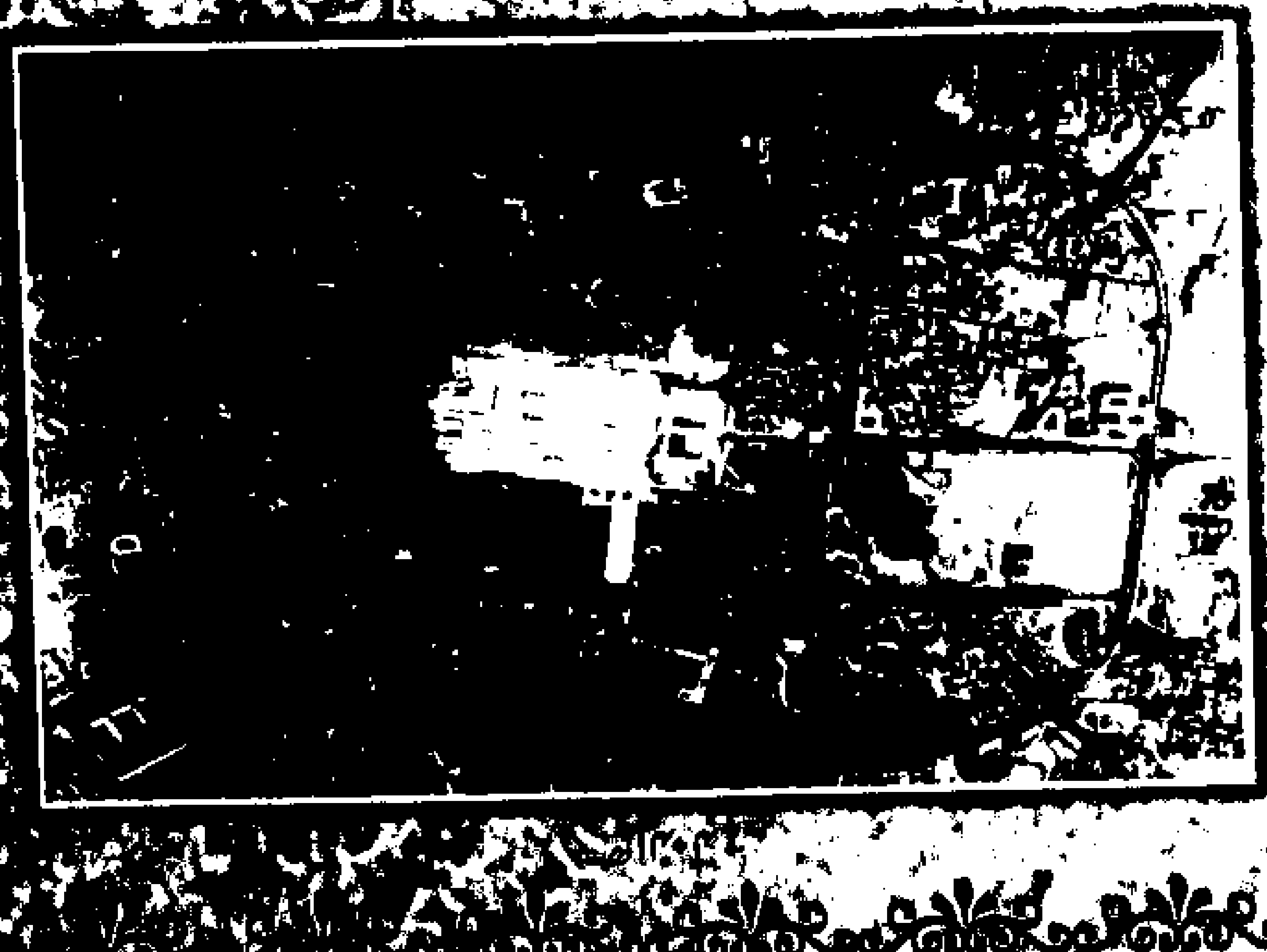

25.

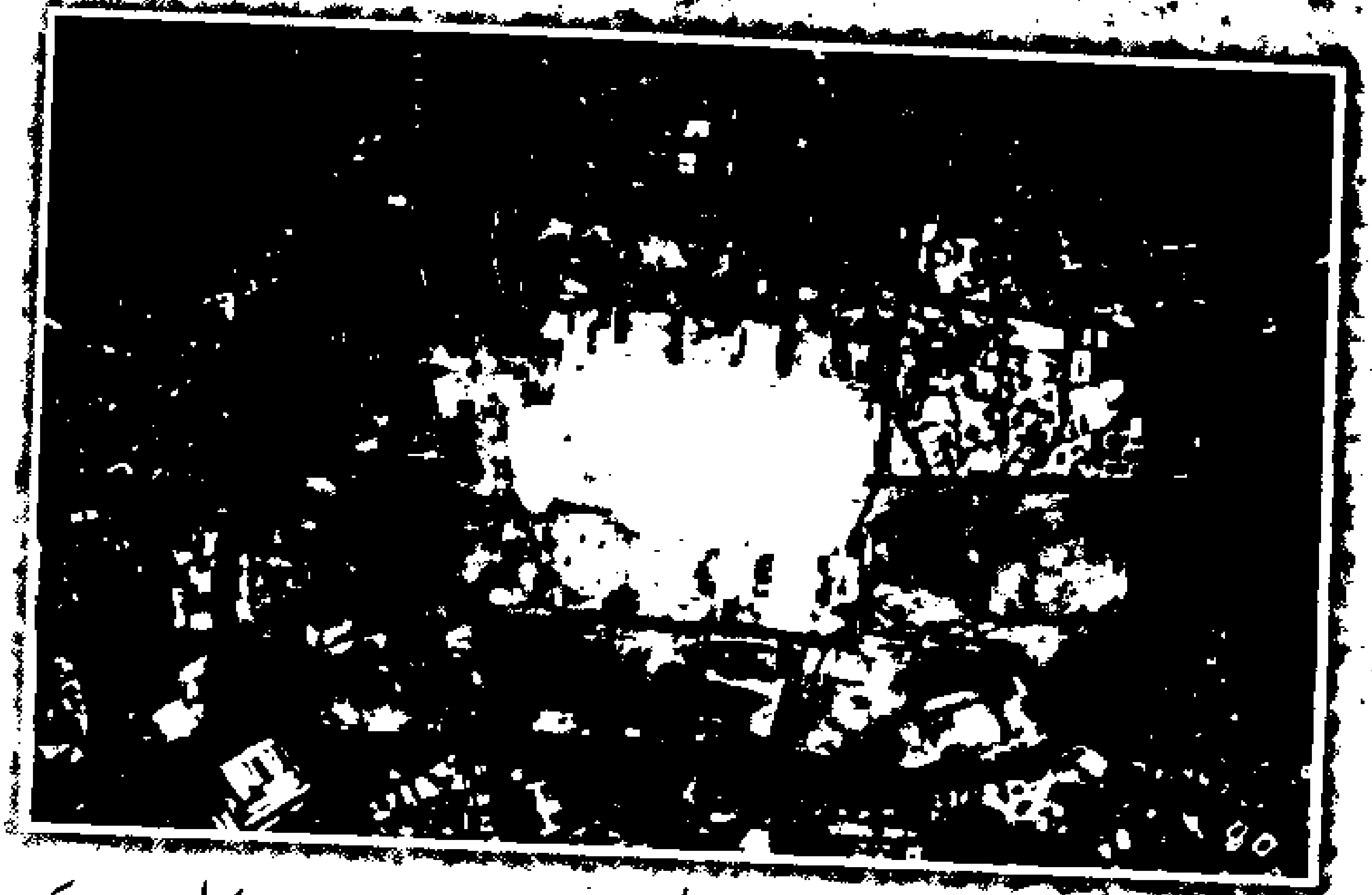

۱۴۱۷ھ ان دونوں تصویروں میں جنت البقیع کی آخری اور اس سے پہلی توسیع کی صورت میں واضح ہونے والی شکل ظاہر ہے۔

26.

وہ جدید گزرگاہیں جو مدینہ منورہ کی انتظامیہ نے جنت البقیع کے اندر نقل وحرکت میں آسانی اور دفن کی جگہوں کی حفاظت کیلئے تعمیر کی ہیں۔

27.

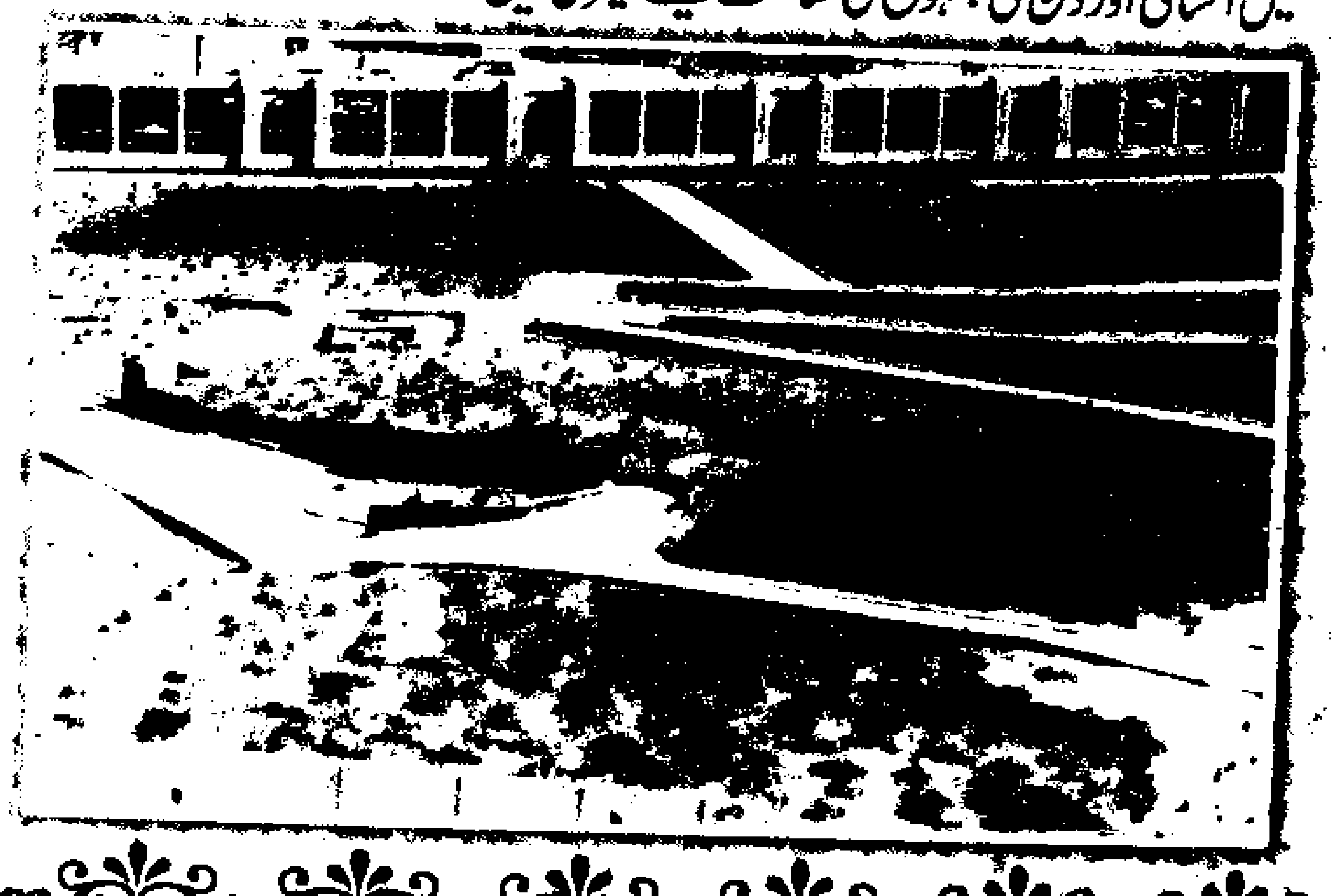

Marfat.com

28.

نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادیوں (ام کلثوم، رقیہ اور زینب رضی اللہ عنہن) کی قبور [illegible]

29.

اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم کی قبور [illegible]

30

دیکھنے والے کی بائیں طرف [illegible]
جانب حضرت [illegible]
ابی طالب [illegible] اور حضرت علی [illegible]

Marfat.com

31.

اہلبیت عظام اور صحابہ کرام کی قبور پر تعمیر کیے گئے قبے اور عمارتیں۔ یہ قبے ۱۱۲۰ھ اور ۱۳۴۵ھ میں گرادیے گئے اور قبریں زمین کے برابر کردی گئیں۔

32.

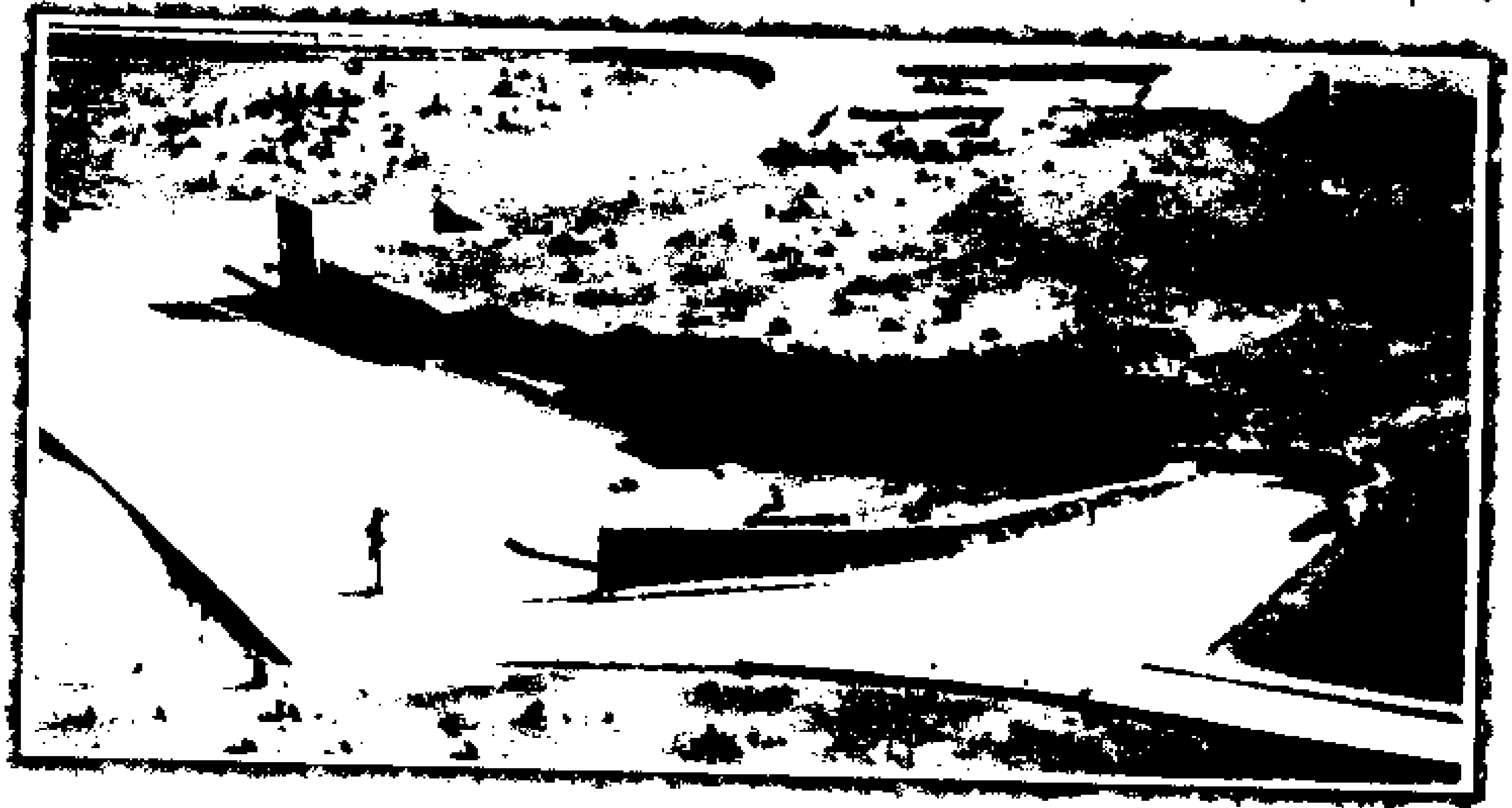

33.

34.

امہات المومنین رضوان اللہ علیہن اجمعین کی قبور

Marfat.com

35.

36.

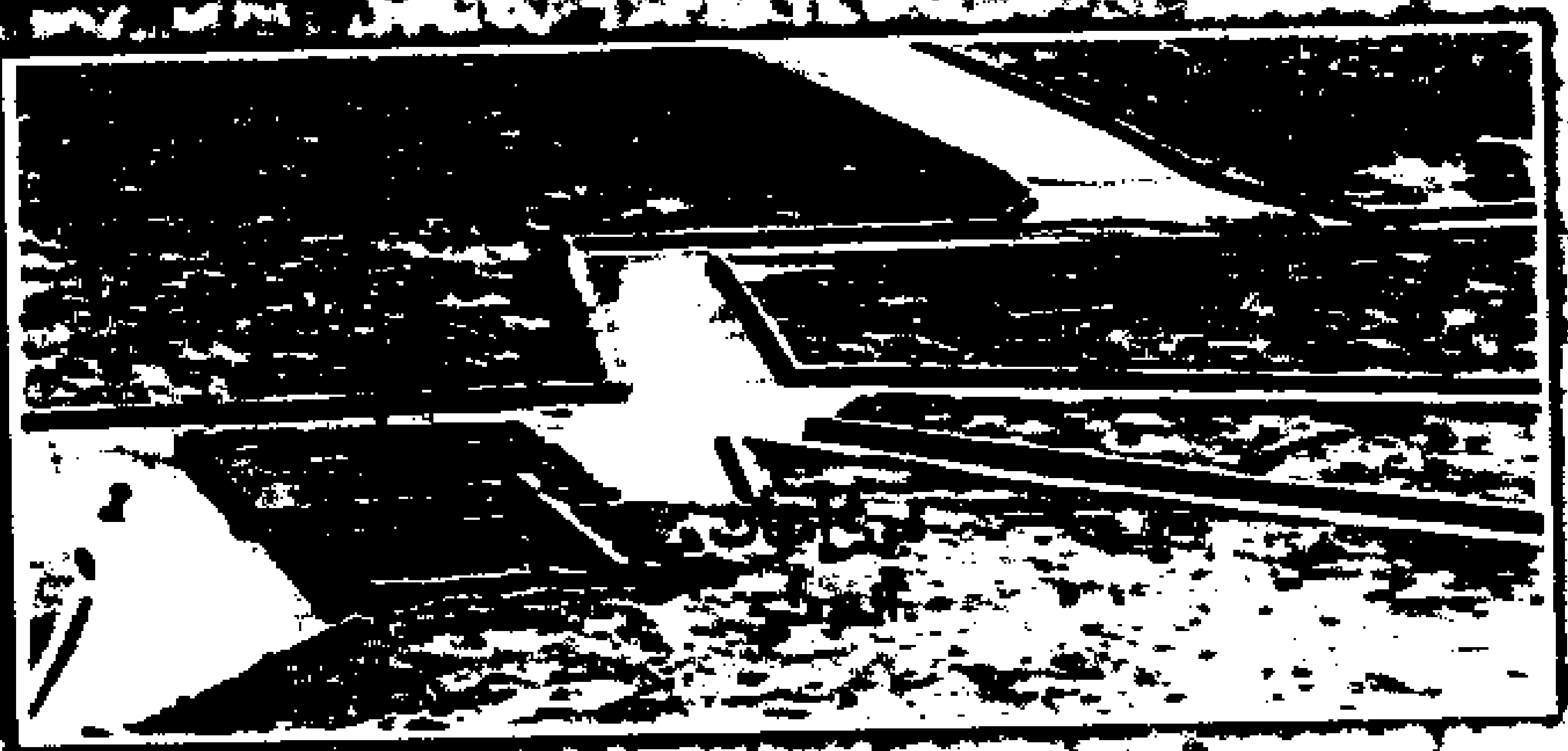

امام مالک اور آپ کے ساتھیوں، حضرت عقیل بن ابی طالب اور آپ کے بھتیجوں
اور امہات المومنین رضوان اللہ علیہم کی قبریں

37.

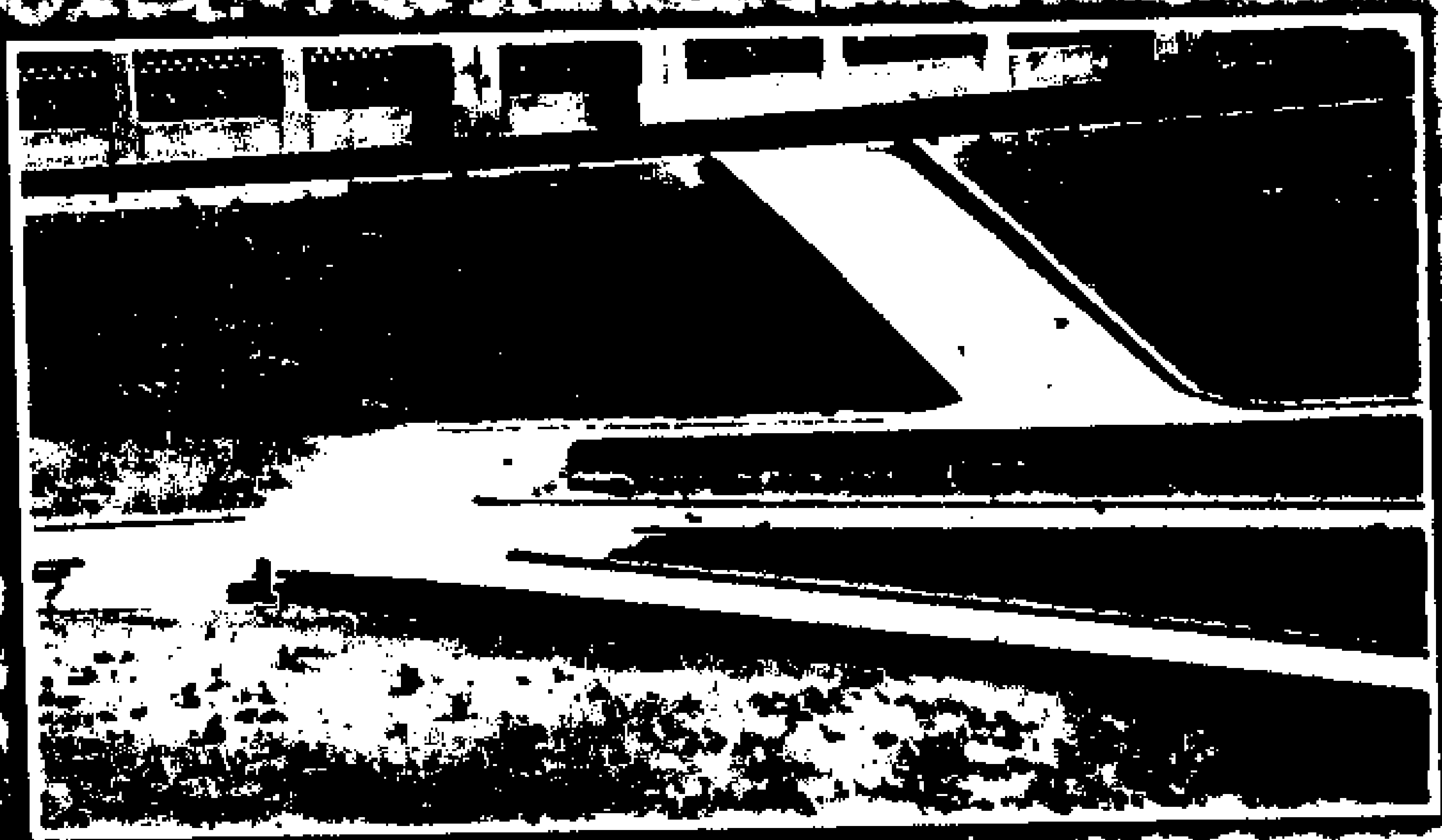

امام مالک اور آپ کے ساتھیوں کی قبریں رضوان اللہ علیہم

38.

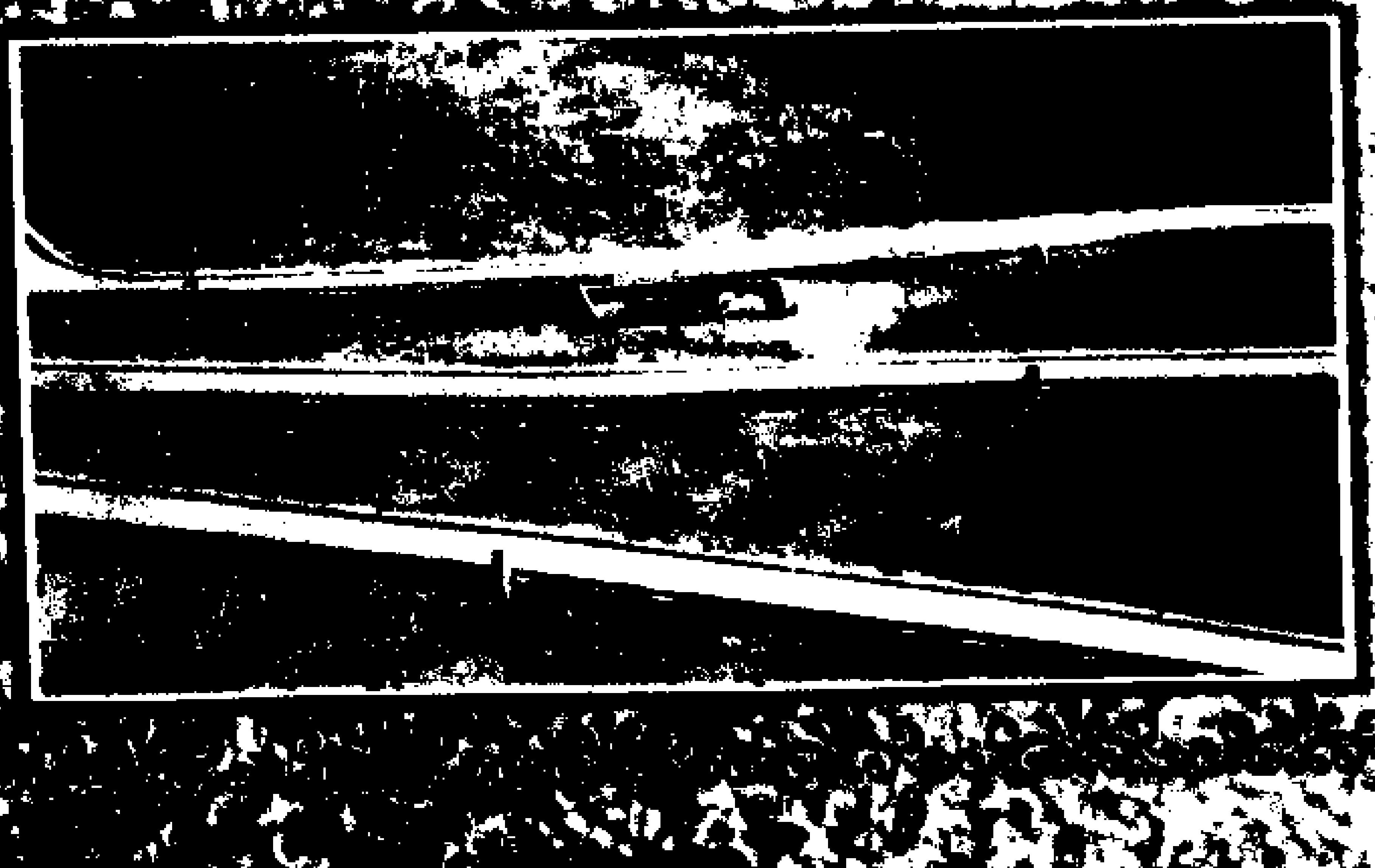

Marfat.com

39.

جنت البقیع کی ایک سائیڈ۔ اس میں صحابہ کرام کی قبور پر قبے ظاہر ہیں۔

40.

مدفن شہداء حرہ (القلیب)

41.

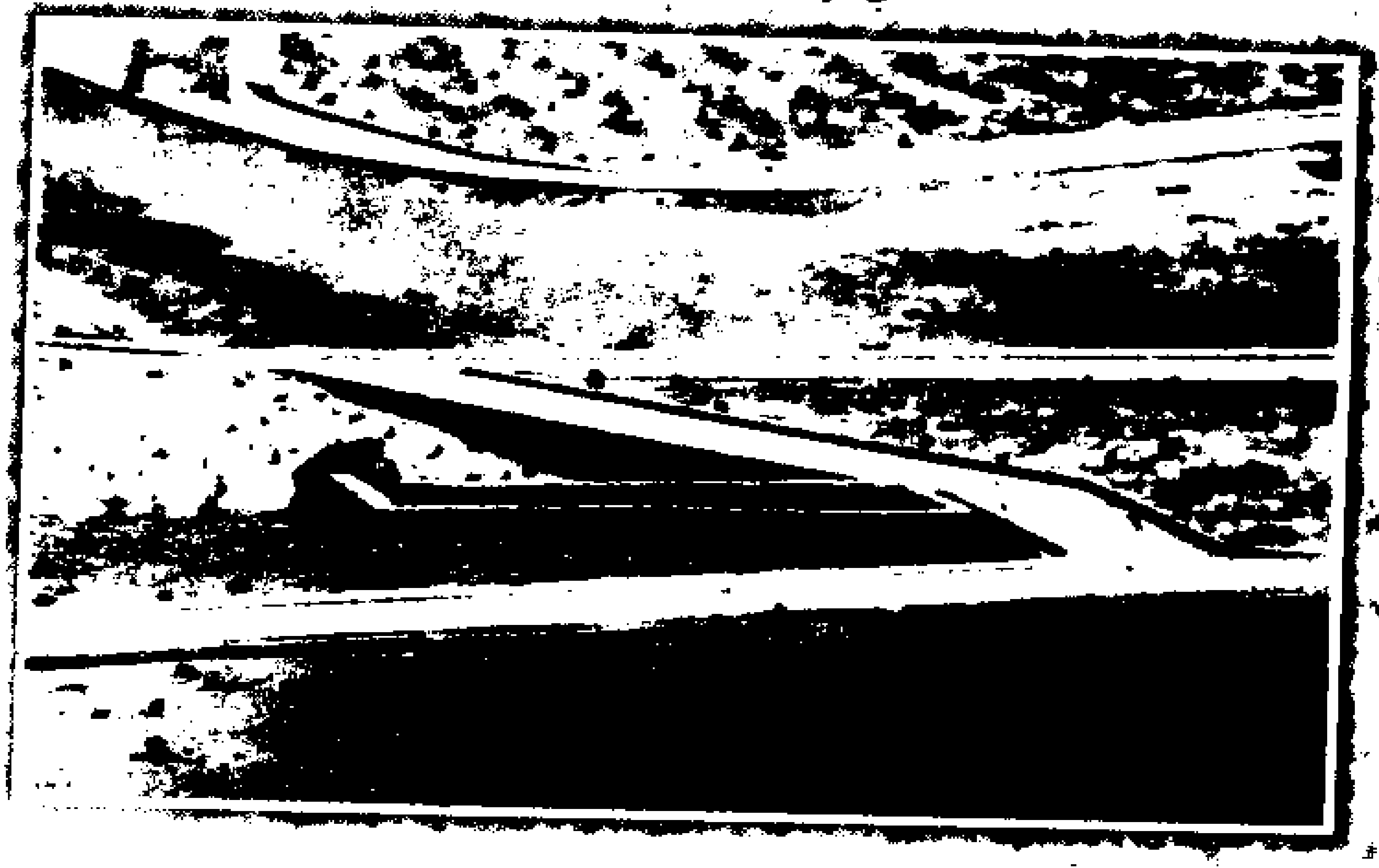

42.

شمالی حصے کے وسط میں ایک بلند چبوترے پر موجود حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر اس کے ارد گرد مین روڈ ہیں۔

Marfat.com

43.

مصنوعی سیارے سے حضرت عثمان بن عفان کی قبر کی تصویر لی گئی ہے۔ ([illegible])

44.

45.

حضرت ابو سعید خدری اور سیدہ [illegible] حضرت عثمان بن
عفان رضی اللہ عنہ کی قبر کے شمال مشرق میں ہیں۔

Marfat.com

46

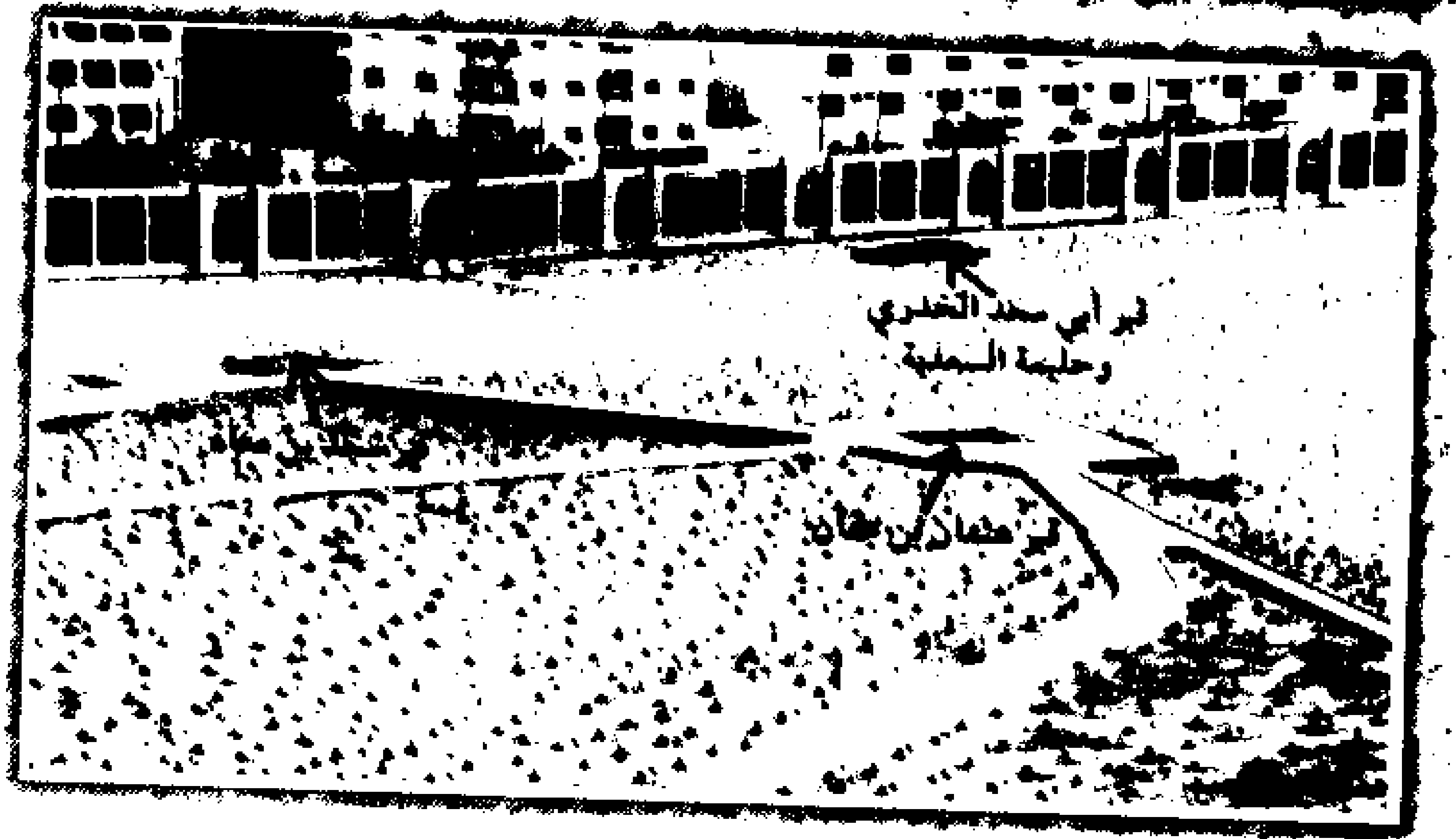

47.

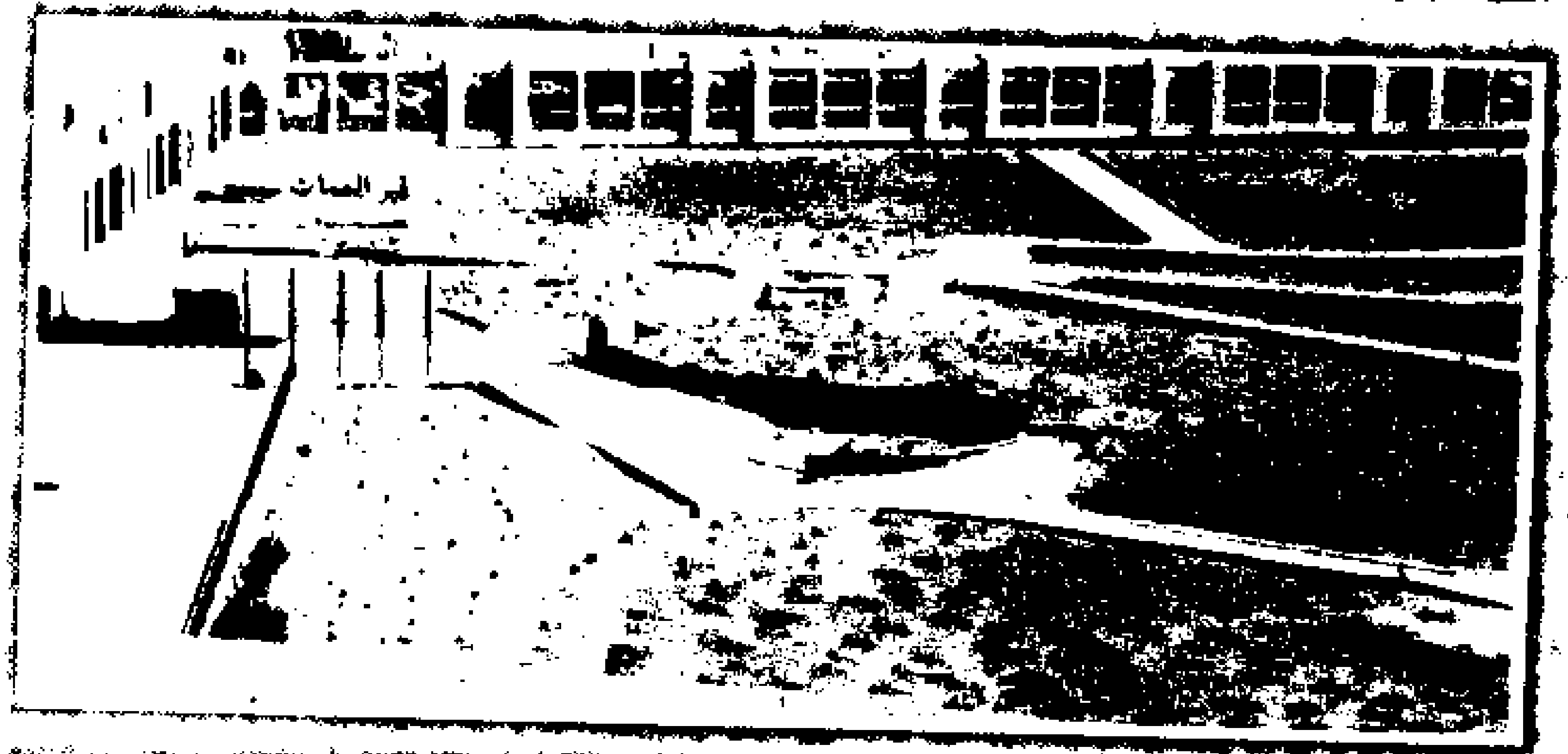

48.

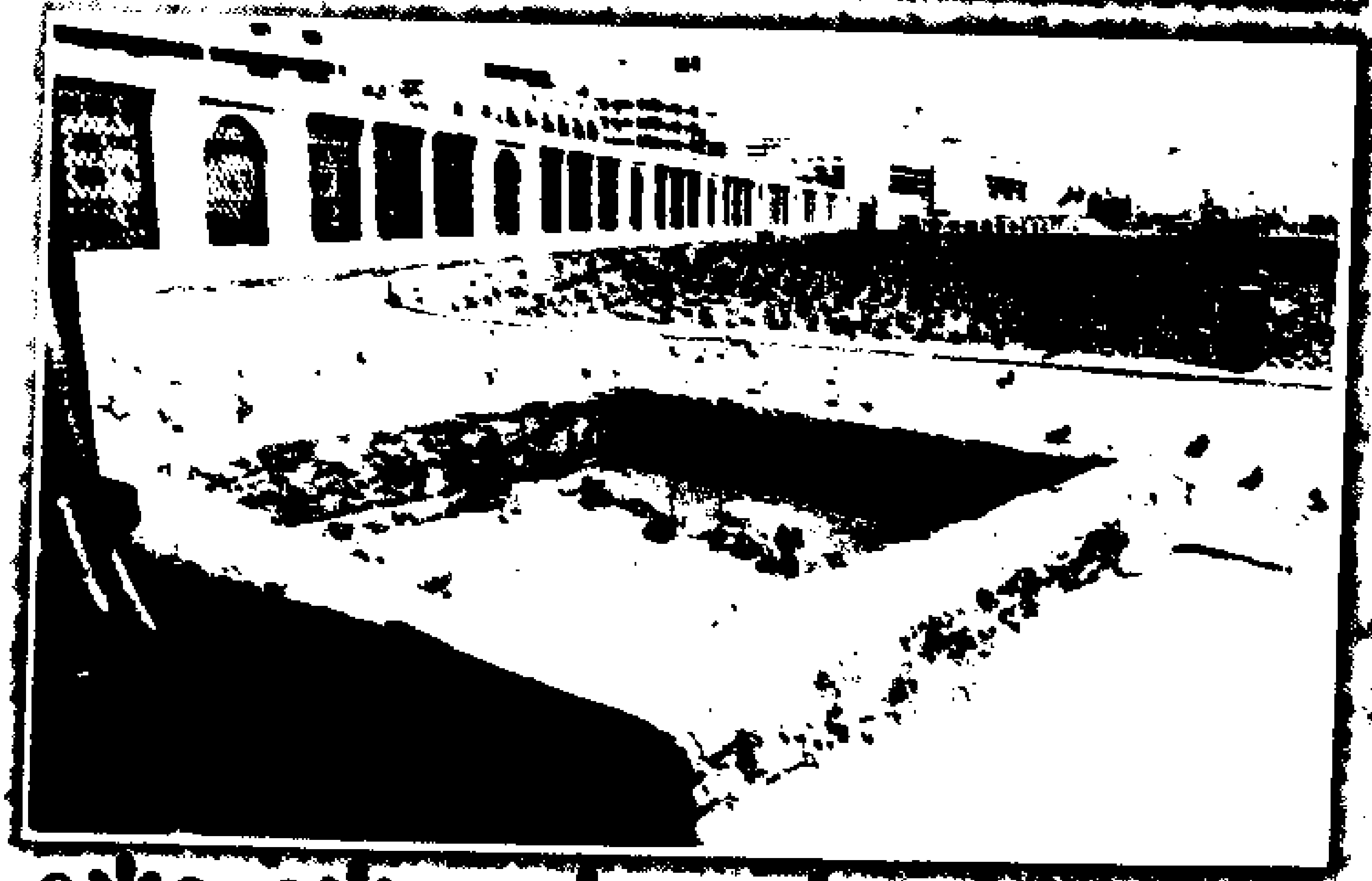

49.

Marfat.com

50، 51 اور 52 - ان تصاویر میں کی گئی نمبرنگ اہل [illegible] قبور کی وضاحت کتاب میں دی گئی ہے۔

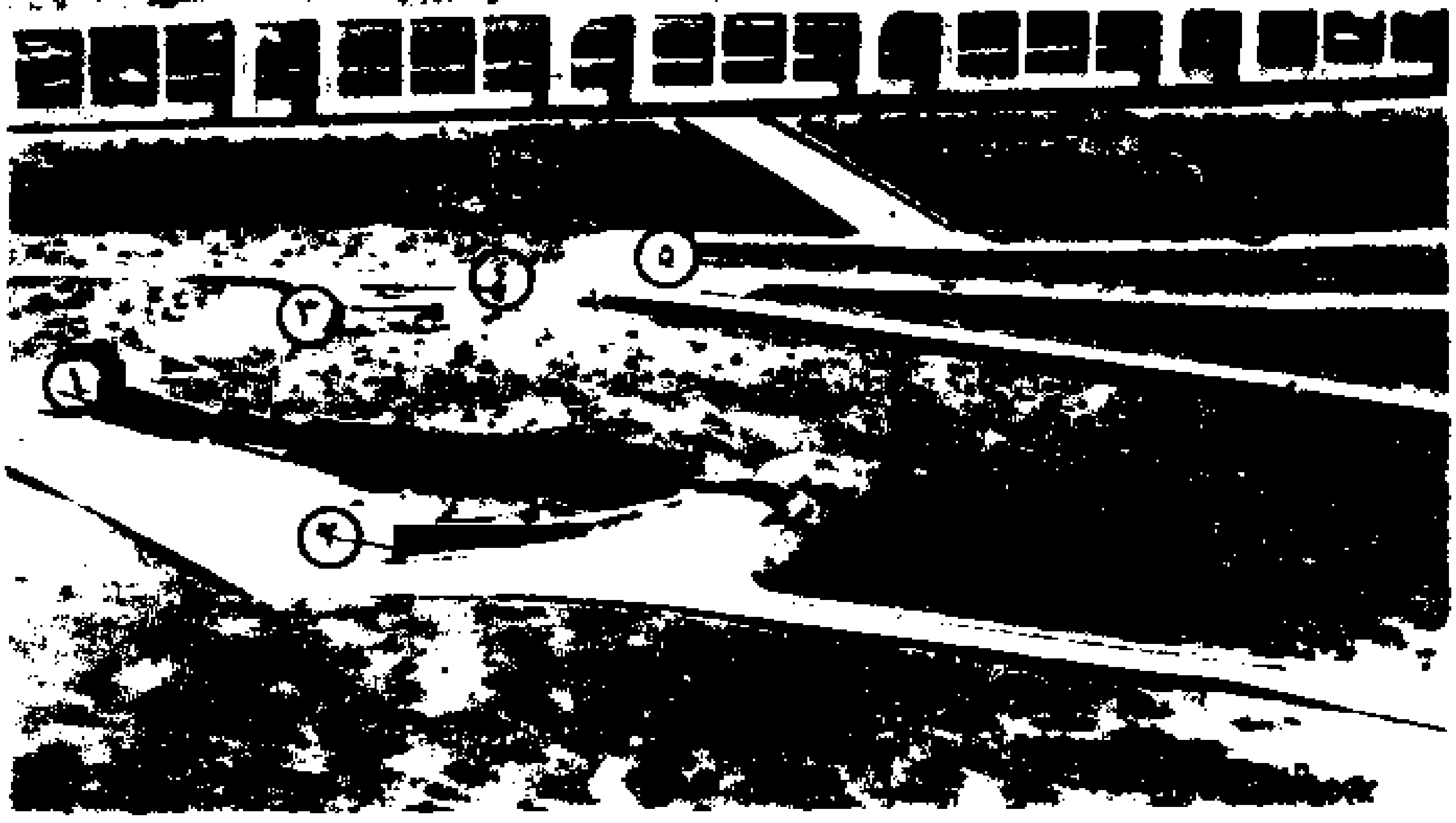

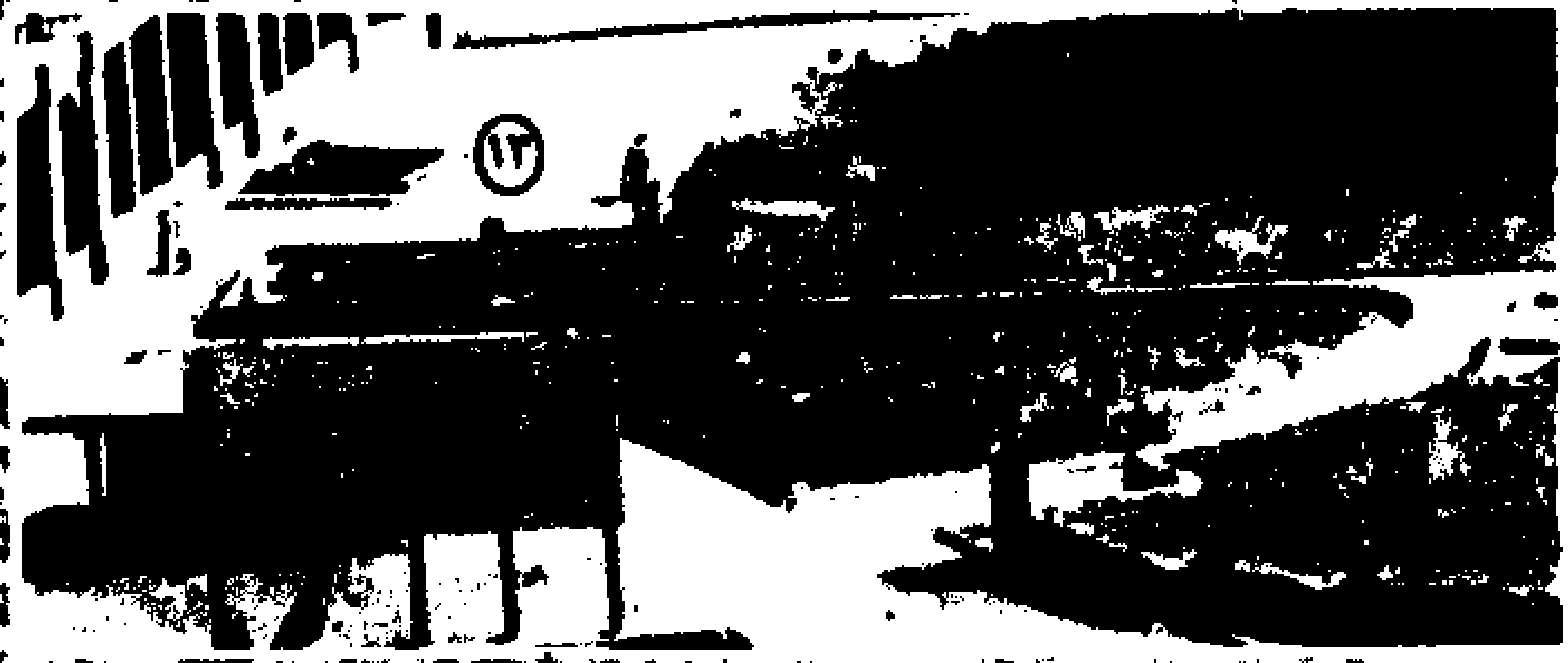

1- قبور بنات رسول اللہ ﷺ 2- قبور آل بیت رضوان اللہ علیہم [illegible] امہات المومنین رضوان اللہ علیہن [illegible]

4- حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور آل ہاشم جن میں چچا آپ [illegible] 5- [illegible]

6- حضرت عثمان بن مظعون اور آپ کے ساتھیوں کی قبور 7- [illegible]

8- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر 9- [illegible] 10- [illegible]

آپ کے قرب و جوار والی قبور 11- [illegible] 12- [illegible]

13- نبی اکرم ﷺ کی [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

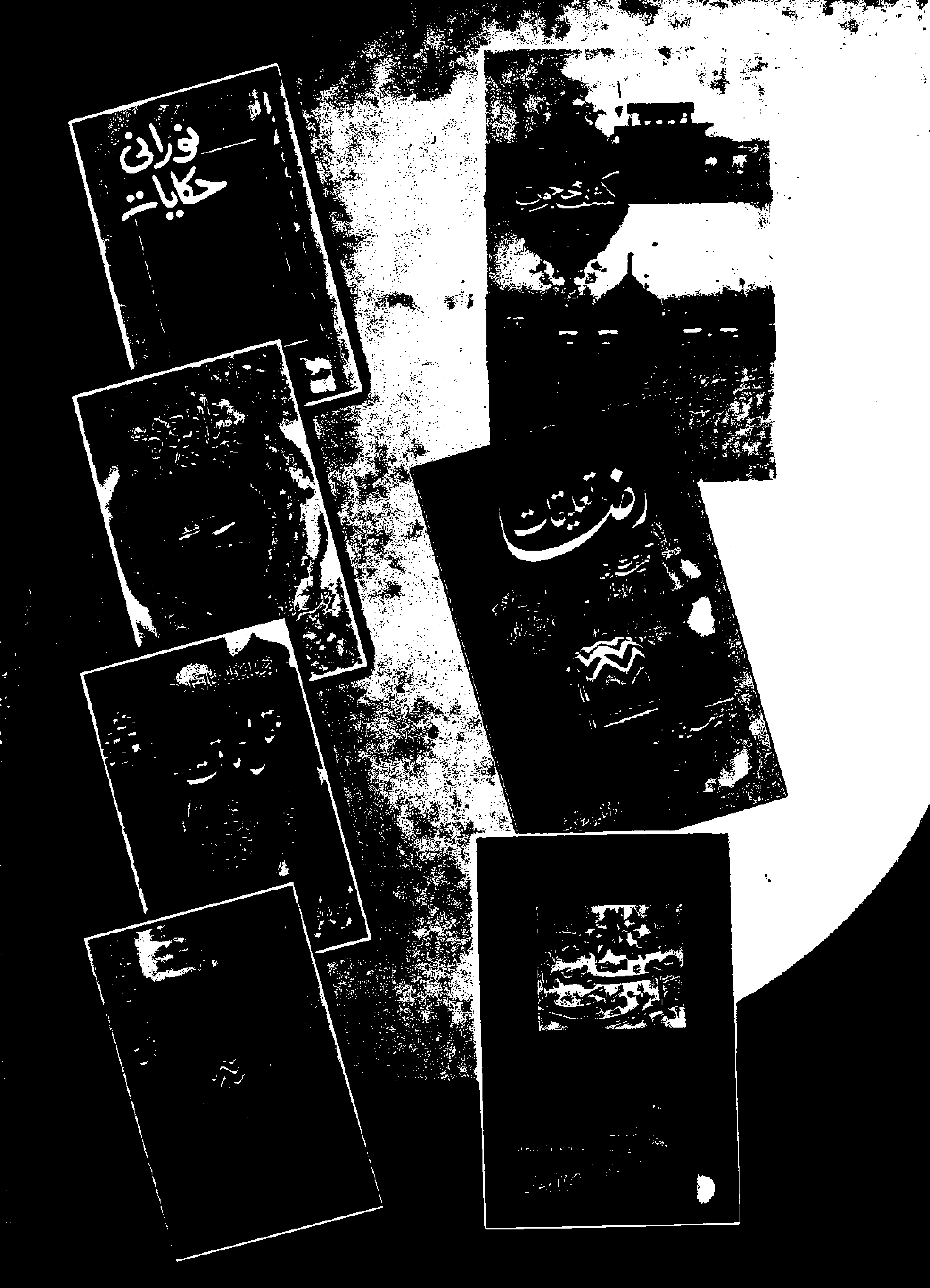

دکان نمبر ۲۰ دربار مارکیٹ لاہور
Voice:-92 42 7249515

Marfat.com